13151

غزواتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

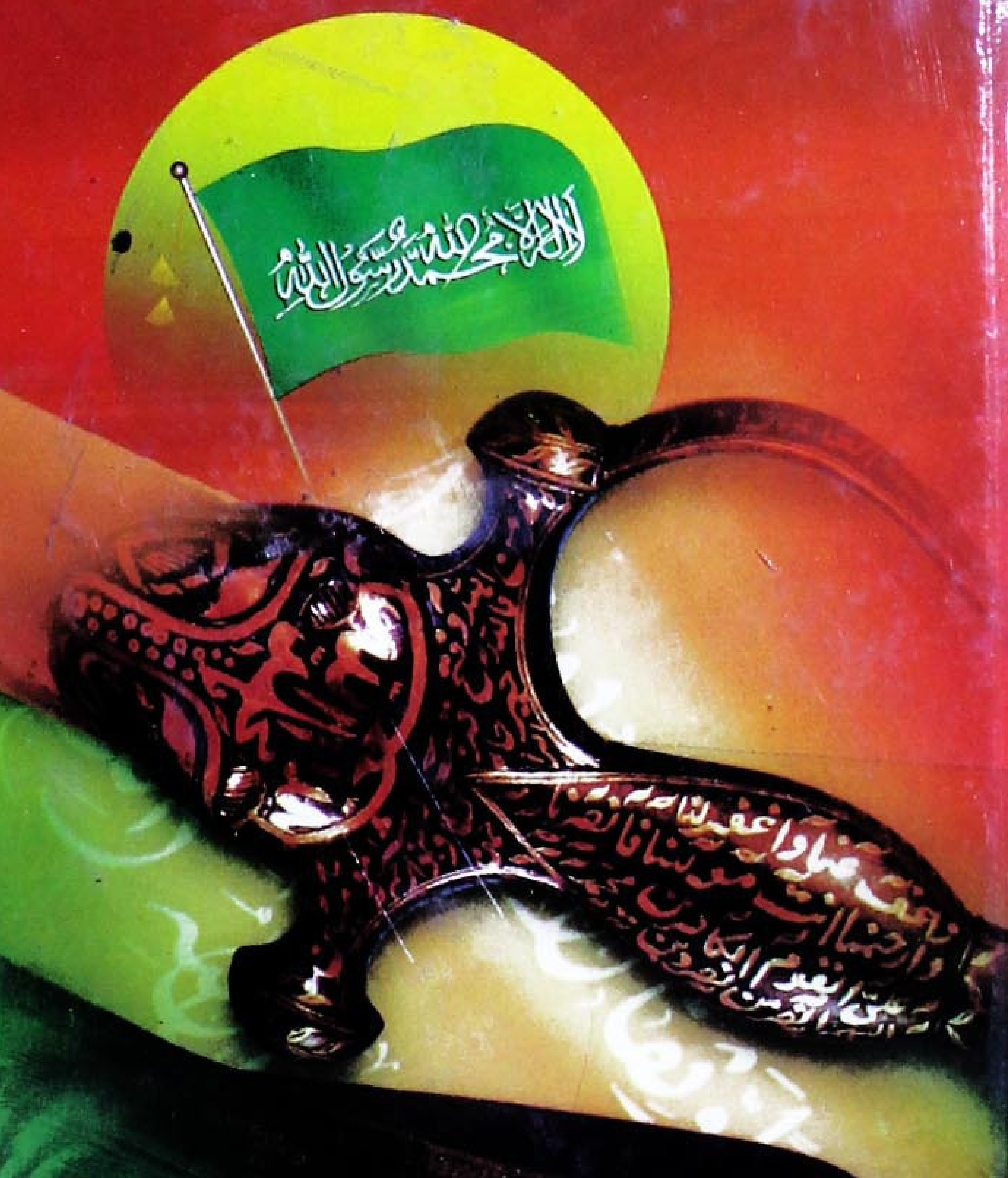

مصنف:
عقیل احمد

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

غزواتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

عقیل احمد

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

۱۱- گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

Marfat.com

تزئین واہتمام

سیّد شجاعت رسول شاہ قادری

جملہ حقوق محفوظ ہیں

85035

نام کتاب -------- غزوات خیر البشر ﷺ

مصنف -------- عقیل احمد

تعداد صفحات -------- 176

اشاعت اوّل -------- اپریل ۲۰۰۴ء

تعداد -------- 1100

سرورق -------- باہو گرافکس لاہور۔

مطبع -------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر -------- نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور

کمپیوٹر کوڈ -------- 1N83

قیمت -------- [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے، فیصل آباد فون: 626046

Marfat.com

فہرست

غزوہ	مضامین	صفحہ
	حرفِ آغاز	۱۱
	الفاظِ تاثر	۱۵
	معروف کتبِ مغازی	۱۷
	غزوہ اور سریہ میں فرق	۱۹
	غزوات کی تعداد	۱۹
۱	غزوۂ ابواء	۲۰
۲	غزوۂ بواط	۲۰
۳	غزوۂ العشیرہ	۲۱
۴	غزوۂ صفوان	۲۱
۵	غزوۂ بدر	۲۲
	نام کی وجہ تسمیہ	۲۲
	وجوہات	۲۲
	عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	۲۳
	مکہ میں خواب کا تذکرہ	۲۴
	کفار کی تیاری	۲۵
	لشکرِ اسلام کی تیاری	۲۶
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاورت	۲۷
	مقامِ بدر میں دونوں لشکروں کا قیام	۲۸

Marfat.com

غزوہ	مضامین	صفحہ
	کون کہاں مرے گا؟	۲۹
	علمِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰
	سوز و گداز میں ڈوبی ہوئیں دعائیں	۳۰
	بدر کا میدانِ کارزار	۳۱
	صحابہ کی جانبازیاں	۳۴
	ابوجہل کی بدبختی	۳۵
	نزولِ ملائکہ	۳۵
	اُمیّہ بن خلف اور ابوجہل کا قتل	۳۷
	مجبور افراد کے متعلق فرمانِ رسالت مآب	۳۹
	ابوالبختری کا قتل	۴۰
	اسیران و مقتولانِ بدر کی تعداد	۴۱
	سماعِ موتیٰ	۴۲
	حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا کرب	۴۳
	بدر کے قیدیوں سے رحمتِ عالم کا سلوک	۴۳
	اسیرانِ جنگ کا فدیہ	۴۵
	ابوالعاص بن ربیع دامادِ فخرِ عالم	۴۶
	اصحابِ بدر کی فضیلت	۴۶
	اس فتحِ عظیم کے اثرات	۴۷
۶	**غزوۂ بنی سلیم**	۴۹
۷	**غزوۂ سویق**	۵۰
۸	**غزوۂ ذی امر یا غطفان**	۵۱
۹	**غزوۂ نجران**	۵۲

Marfat.com

غزوہ	مضامین	صفحہ
۱۰	**غزوہ بنو قینقاع**	۵۳
	یہود کی شرارت	۵۳
۱۱	**غزوہ اُحد**	۵۵
	وجوہات	۵۵
	لشکرِ کفار کی روانگی	۵۶
	جنگ کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ	۵۷
	مسلمانوں کا جذبۂ شہادت	۵۷
	تاجدارِ انبیاء کی اُحد کی طرف روانگی	۵۸
	اُحد کی طرف پیش قدمی	۵۹
	تیراندازوں کو ہدایت	۶۰
	میدانِ جنگ	۶۰
	تیراندازوں کا اپنی جگہ چھوڑنا	۶۳
	منظر بدل گیا	۶۴
	سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	۶۴
	حضرت حمزہ اور دیگر شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ	۶۸
	شہدائے اُحد کے مزارات پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سال آمد	۶۸
	غزوہ اُحد کے نتائج پر تبصرہ	۶۹
۱۲	**غزوہ حمراء الاسد**	۷۲
۱۳	**غزوہ بنی نضیر**	۷۳
	وجوہات	۷۳
	یہود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نوٹس	۷۴
	منافقوں کے رئیس اور بنو قریظہ و غطفان کی طوطا چشمی	۷۵

Marfat.com

غزوہ	مضامین	صفحہ
	بنو نضیر کی بدحالی اور جلاوطنی	۷۵
	مالِ غنیمت	۷۶
۱۴	**غزوۂ بدر صغریٰ (بدرِ دوم)**	۷۷
	لشکرِ کفار کی تیاری	۷۷
	رحمتِ عالم کا لشکر	۷۷
	سنگ پرستوں کی بزدلی	۷۷
	لشکرِ اسلام کی باعزت واپسی	۷۸
۱۵	**غزوۂ دومتہ الجندل**	۷۸
	وجوہات	۷۸
	رحمتِ عالم کی واپسی میں ایک اہم واقعہ	۷۹
۱۶	**غزوۂ احزاب**	۸۱
	وجوہات	۸۱
	لشکرِ کفار کی تعداد	۸۲
	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاورت	۸۲
	خندق کی کھدائی	۸۳
	دورانِ کھدائی نبوتِ محمدی کی عظیم جھلکیاں اور چند اہم نکات	۸۴
	لشکرِ اسلام کی تعداد	۸۷
	دونوں لشکر آمنے سامنے	۸۷
	بنو قریظہ کی وعدہ خلافی	۸۸
	رسول اللہ کی دفاعی حکمت عملی	۹۰
	جرأت و بہادری کی ایک عظیم مثال	۹۰
	فیصلہ کُن مرحلہ	۹۱

Marfat.com

صفحہ	عنوانات	غزوہ
۹۳	غزوۂ خندق کے اثرات اور نتائج	
۹۵	غزوۂ بنو قریظہ	۱۷
۹۵	آغاز جنگ	
۹۶	لشکر اسلام بنو قریظہ کے دیار میں	
۹۶	یہود کا باہمی مشورہ	
۹۷	بنو قریظہ کا ہتھیار ڈالنا	
۹۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ	
۹۸	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بارگاہ رسالت میں آمد	
۹۸	حضرت سعد کا حکم	
۹۸	اس غزوہ کے نتائج اور اثرات	
۹۹	حضرت سعد کی شہادت	
۱۰۲	غزوۂ بنو لحیان	۱۸
۱۰۳	غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ مریسیع	۱۹
۱۰۳	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری	
۱۰۳	مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت	
۱۰۶	غزوۂ ذی قرد یا غزوۂ غابہ	۲۰
۱۰۶	حضور اکرم کی روانگی	
۱۰۶	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری	
۱۰۹	غزوۂ خیبر	۲۱
۱۰۹	خیبر کا تعارف	
۱۰۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ روانگی	
۱۰۹	مسلمانوں کی تعداد اور ان کی روانگی	

Marfat.com

غزوہ	مضامین	صفحہ
	منافقین کی یہودِ خیبر کو اطلاع	۱۱۰
	اہلِ حق دامنِ خیبر میں	۱۱۰
	معرکہ کی ابتداء اور مسلمانوں کی جوانمردی	۱۱۱
	قلعہ صعب بن معاذ کی فتح	۱۱۳
	قلعہ زبیر کی فتح	۱۱۴
	قلعہ اُبی کی فتح	۱۱۴
	قلعہ نزار کی فتح	۱۱۵
	صلح کی بات چیت	۱۱۵
	مالِ غنیمت	۱۱۶
	حضرت جعفر بن ابی طالب اور اشعری صحابہ کی آمد	۱۱۷
	خیبر کے شہداء کی تعداد	۱۱۷
	مقتولینِ یہود	۱۱۷
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی	۱۱۷
	زہر ملا کھانا	۱۱۸
۲۲	غزوۂ وادی القریٰ	۱۲۰
۲۳	غزوۂ ذات الرّقاع	۱۲۱
۲۴	غزوۂ فتحِ مکہ	۱۲۲
	اس غزوے کی وجوہات	۱۲۲
	ایک اہم نکتہ	۱۲۳
	ابوسفیان کی مدینہ آمد	۱۲۵
	حضور کی تیاری اور اخفاء کا حکم	۱۲۶
	اہلِ صدق وصفا کی روانگی بجانبِ مکہ معظّمہ	۱۲۸

Marfat.com

غزوہ	مضامین	صفحہ
	اسلامی لشکر مرالظہران میں	۱۲۹
	ابوسفیان بارگاہِ رسالت میں	۱۳۰
	لشکرِ اسلام کی مرالظہران سے مکہ کی طرف روانگی	۱۳۲
	ابوسفیان بن حرب مکہ میں	۱۳۴
	لشکرِ اسلام کی ترتیب اور کفار سے معمولی مقابلہ	۱۳۵
	حبیبِ ربِ کائنات کعبۃ اللہ میں	۱۳۵
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب	۱۳۷
	اکابر مجرمین کے قتل کا حکم اور بعض کی معافی	۱۳۹
	شہرِ مکہ میں حضور کا قیام اور مختلف امور	۱۴۴
	فتح مکہ کے نتائج اور چند گزارشات	۱۴۴
۲۵	**غزوۂ حنین**	۱۴۸
	غزوہ کی وجوہات	۱۴۸
	لشکرِ اسلام کی روانگی	۱۴۸
	لشکرِ کفار	۱۴۹
	مجاہدینِ اسلام پر اچانک تیروں کا حملہ	۱۵۰
	مسلمانوں کا جوابی حملہ	۱۵۰
	مالِ غنیمت	۱۵۲
۲۶	**غزوۂ طائف**	۱۵۳
	وجوہات	۱۵۳
	مجاہدینِ اسلام کا لشکر	۱۵۳
	دورانِ محاصرہ طرفین سے سنگ باری و تیراندازی	۱۵۳
	جعرانہ میں اموالِ غنیمت کی تقسیم	۱۵۵

Marfat.com

صفحہ	مضامین	غزوہ
۱۵۶	انصار کے اندیشے	
۱۵۸	**غزوۂ تبوک**	۲۷
۱۵۸	اس غزوۂ کا سبب	
۱۵۸	روم وغسان کی خبریں	
۱۵۹	رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور مسلمانوں کی تیاری	
۱۵۹	صحابہ کرام کا انفاق فی سبیل اللہ	
۱۶۱	لشکرِ اسلام کی روانگی	
۱۶۲	لشکرِ حق تبوک میں	
۱۶۲	رومیوں کو لشکرِ اسلام کی اطلاع	
۱۶۳	مدینہ کی طرف واپسی اور راستے میں چند واقعات	
۱۶۵	پیچھے رہ جانے والوں سے حضور کا سلوک	
۱۶۸	غزوۂ تبوک پر ایک نظر	
۱۷۱	حرفِ آخر	
۱۷۴	ماخذ و مراجع	

Marfat.com

انتساب

اُن شخصیات کے نام جو میری
محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حرفِ آغاز

سرورِ کائنات فخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ یوں تو ہمارے لیے مینارۂ نور اور وجۂ نجات ہے لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی غزوات میں حصہ لیا جس انداز سے آپ نے جنگی حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا اور جس جوانمردی اور شجاعتِ بے مثال کے ساتھ آپ اور آپ کے جانثار صحابہ نے ہر غزوہ میں باطل کا سرنگوں کیا اور اس کے بعد ان کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی مثال تاریخِ انسانی پہلے بھی اور قیامت تک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قرونِ سابقہ اور موجودہ دور میں جن اقوام نے جنگیں لڑیں پھر اس کے بعد مفتوح اقوام کے ساتھ جو ذلت آمیز سلوک کئے اور انسانیت کی تذلیل انسان ہوتے ہوئے کی اس کی بھی مثال نہیں ملتی۔

اگر اقوامِ عالم حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور اپنے مفتوح لوگوں کے ساتھ سلوک کو دیکھ لیتیں اور انسانیت کے اس نجات دہندہ کے فنِ حرب کو جان لیتیں تو انسانیت کی اتنی تذلیل نہ کی جاتی۔

اس کے علاوہ آپ کے غزوات ہر مسلمان کو قیامت تک اپنے دین کی سربلندی کے لئے بیدار کرتے رہیں گے اور مسلمانوں میں شجاعت کا جذبہ اور حریت کی روح پھونکتے رہیں گے۔

غزواتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور میں ہر مقام پر مسلمان کو پکارتے ہیں کہ اے بندۂ مومن تیرے اسلاف نے جن قربانیوں سے اس دینِ متین کے پودے کو پروان چڑھایا اور اس کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تجھے بھی اگر اپنے دین کی خاطر طاغوتی قوتوں سے ٹکر لینی پڑے تو ذرا بھی تیری سوچ اور ارادے متزلزل نہ ہوں اور اپنے دین کی بقا کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ میں شامل ہو جا۔

Marfat.com

بحمدہٖ تعالیٰ زیرِ نظر کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر ہی گفتگو کی گئی ہے۔ میں نے ہر واقعہ لکھتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور محبت کو ملحوظ رکھا ہے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے حق بیانی کی کوشش کی ہے اور کئی مقامات پر گفتگو کا حاصلِ بحث بھی پیش کیا ہے امید ہے آپ پسند فرمائیں گے۔

اس کام کے سلسلے میں چونکہ تاریخی واقعات وحالات کی صداقت کا بھی پورا لحاظ رکھنا تھا جس کے لیے میرے ساتھ میرے محترم استاد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں رضوی صاحب نے خصوصی مہربانی فرمائی اور ہم نے تمام واقعات کو اس انداز سے ترتیب دیا ہے کہ آپ کو انداز انشاء اللہ منفرد نظر آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے اس روشن پہلو پر پہلے بھی کتابیں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ آپ ''معروف کتبِ مغازی'' میں پڑھیں گے لیکن دورِ حاضر کے ممتاز وجید علماء نے کم ہی اس موضوع پر کچھ لکھا ہے ہاں سیرت پر جو کتابیں لکھیں گئی ہیں ان میں تو غزوات کا ذکر بقدرے تفصیل سے اور کہیں بالکل مختصر بیان کیا گیا ہے۔

چند ایک غزوات جیسے غزوۂ بدر واُحد، احزاب، فتح مکہ وتبوک پر الگ الگ مفصل کتب تو موجود ہیں لیکن حضور کے تمام غزوات پر کتب بہت کم ہیں لہٰذا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات کو یکجا کر کے ایک کتابی شکل دی ہے حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

عقیل احمد

Marfat.com

الفاظِ تأثر

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں رضوی صاحب مدظلۂ العالی

صدر مدرس جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

زیرِ نظر کتاب غزواتِ خیر البشر دیکھنے کا موقع ملا۔ کتاب کو نہایت ہی جامعیت کے ساتھ تصنیف کیا گیا ہے یہ کتاب اپنی ترتیب کے اعتبار سے احسن اور تحریر کے اعتبار سے اتّم اور تطویل وتعقید سے محفوظ ہے۔

کتاب میں بڑی عمدگی کے ساتھ مضامین تحریر کئے گئے ہیں پڑھنے والے حضرات جب تک اختتامِ کتاب نہیں کر لیں گے تمنا باقی رہے گی غزواتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے دلپذیر انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اصل غزوہ سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے اور اس میں کمی وبیشی کو محسوس نہ کیا جائے جیسے کہ بعض کتب جو غزوات کے متعلق تحریر کی گئی ہیں کچھ ایسی کتب ہیں جن میں نہایت اختصار اور کچھ میں بہت زیادہ تطویل ہے جس سے پڑھنے والے کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ کتاب کے اختتام تک پہنچ سکے۔

کتاب کے لکھنے میں جہاں عمدہ عبارات سے مضامین کو مزّین کیا گیا ہے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کا خاص لحاظ کیا گیا ہے اور اثباتِ حقائقِ حق کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کے دل میں غزوات کی واقفیت کے ساتھ ساتھ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جذباتِ آداب دل میں جاگزیں ہو جائیں گے جو اصلِ ایمان ہیں اور سامانِ سعادتِ دارین ہیں۔

مؤلفِ کتاب نے نہایت ہی محنت اور کاوش اور شب وروز کی سعی سے کتبِ کثیرہ کے

Marfat.com

مطالعہ سے غزوات کو ترتیب دیا ہے اہل علم سے یہ مخفی نہیں کہ ایک مختصر سا مضمون تیار کرنے کے لئے کس قدر جانفشانی سے کام لیا جاتا ہے تو جس مصنف نے غزوات پر علی سبیل الکفایت کتاب مرتب فرمائی ہے اس نے کتنی تگ ودو اور کتب بینی سے کام لیا ہوگا۔

عزیزی فاضل نے کئی غزوات کے اخیر میں غزوات کا ماحاصل بڑے پیارے انداز میں پیش کیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے اور یہ فاضل عزیز کا انوکھا اور منفرد انداز ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اور حسنِ توفیق سے نوازے۔

میرے عزیز عقیل احمد صاحب جو کہ لاہور کے ایک مقامی کالج میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں ایک دینی مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ان کے والد گرامی جناب صوفی محمد حنیف صاحب جو کہ بڑے دینی مذہبی بزرگ ہیں سلسلۂ نقشبندی کے ساتھ منسلک ہیں نے کتاب تحریر فرمائی ہے بڑے محنتی استاد ہونے کے ساتھ خدمتِ دین متین اور تصنیفِ کتب کا ذوق رکھتے ہیں اس سے قبل فہم القرآن اور مناقبِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دو کتابیں تحریر فرما چکے ہیں جو کہ اہلِ علم و ذوق سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں امید واثق ہے کہ اس کتاب کو بھی اہلِ علم و دانش و طالبانِ حق ضرور پسند فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل ان کو مزید علمِ راسخ سے نوازے اور ان کے فیوضاتِ علمی اور فکری صلاحیتوں سے مسلمانوں کو علمی وادبی فائدہ حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

احمد یار غفرلہ اوکاڑہ

Marfat.com

معروف کتبِ مغازی

اس موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر علمائے اسلام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کیں سب سے پہلے جس کو یہ سعادت نصیب ہوئی وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عروہ رضی اللہ عنہ تھے جو اپنے زمانہ میں ائمہ کبار میں سے تھے پھر ان کے دونوں شاگردوں (۱) موسیٰ بن عقبہ اور (۲) محمد بن شہاب الزہری کو یہ شرف حاصل ہوا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''مغازی موسیٰ بن عقبہ اصح المغازی'' یعنی موسیٰ بن عقبہ کی غزوات کی کتاب تمام کتبِ مغازی (غزوات) سے صحیح تر ہے۔

اور جس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن الیسار کی تألیف کردہ کتاب ''المغازی'' ہے یہ کتاب درحقیقت ان تینوں کتابوں کی جامع ہے۔

(سبل الہدیٰ ج ۴ ص ۲۰، بحوالہ ضیاء النبی ج ۳)

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے جو مزید آگاہی حاصل کرنا چاہیں وہ ان کتبِ مفصّلہ کی طرف رجوع فرمائیں (۱) سبل الہدیٰ (۲) البدایہ والنہایہ (۳) طبقاتِ ابنِ سعد (۴) مدارج النبوت، ضیاالنبی، سیرتِ ابنِ ہشام، رحمت اللعالمین اور کتبِ احادیث صحاح ستّہ وغیرہ۔

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

غزوہ اور سریہ میں فرق

غزوہ اس چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہتے ہیں جس میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفسِ نفیس شرکت فرمائی خواہ اس سفر میں جنگ کی نوبت آئی یا نہ آئی اور سریہ اس فوجی لشکر یا مہم کو کہتے ہیں جو عہدِ رسالت میں کسی صحابی کی سرکردگی میں روانہ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں شرکت نہ فرمائی ہو سریہ کو بعث بھی کہتے ہیں۔

غزوات کی تعداد

اس ضمن میں مختلف اقوال ہیں جو پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ ابنِ اسحاق، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے عبداللہ بن بُریدہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ

قَالَ قُلْتُ لِزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ كَمْ غَزٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ تِسْعَ عَشَرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهٗ قَالَ سَبْعَ عَشَرَةَ غَزْوَةً۔

انہوں نے کہا میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی انہوں نے کہا انیس غزوات میں پھر میں نے پوچھا آپ کتنے غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے کہا سترہ غزوات۔

۲۔ ابنِ سعد صاحبِ طبقات نے غزواتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ستائیس بتائی ہے ان غزوات میں سے جن میں قتال ہوا ان کی تعداد نو ہے وہ یہ ہیں:

غزوۂ بدر، اُحد، احزاب، بنوقریظہ، بنوالمصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف

Marfat.com

۱۔ غزوۂ ابواء

سب سے پہلا غزوۂ ابواء ہے یہ ہجرت کے پہلے سال کے آخر یا دوسرے سال کے شروع میں ہوا اس لشکر کا علم یعنی جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا مدینہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر مقام ابواء پہنچا تو قبیلہ بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو الغمری کی ملاقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی اور باہم دوستی اور صلح کا معاہدہ طے پایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر راضی ہوئے اور صلح نامہ لکھا گیا اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پندرہ راتیں صرف ہوئیں۔

۲۔ غزوۂ بواط

ہجرت کے دوسرے سال ربیع الاوّل کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو سو جانثاروں کو ساتھ لے کر بواط کی طرف روانہ ہوئے اس مہم میں علم حضرت سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ میں تھا مدینہ منورہ میں بقول ابنِ سعد، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اور بقول ابنِ ہشام صائب بن عثمان بن مظعون کو اپنا نائب مقرر فرمایا اس مہم میں قریش کے اس تجارتی قافلے پر حملہ کرنا تھا جس کی قیادت امیہ بن خلف کر رہا تھا اس کے ساتھیوں کی تعداد سو تھی اور اس کے ساتھ ڈھائی ہزار اونٹ تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بواط پہنچے تو پتہ چلا کہ قافلہ جا چکا ہے اور دشمنانِ دین سے مڈبھیڑ نہ ہوئی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

Marfat.com

۳۔ غزوۂ العشیرہ

قریش سے جنگ کے ارادہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے اور مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو نائب مقرر کیا یہ قول ابنِ ہشام کا ہے ابنِ اسحاق کہتے ہیں مدینہ سے چل کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ قیفاء الخبار میں تشریف لائے اور میدانِ بطحاء ابنِ ازہر میں ایک درخت کے سایہ میں جس کو ذات الساق کہا جاتا ہے جلوہ افروز ہوئے اور یہیں نماز پڑھی چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسجد یہاں موجود ہے اور اسی مقام پر رسول کریم کے لیے کھانا تیار کیا گیا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ہمراہیوں نے نوش فرمایا اور وہیں ایک چشمہ سے جس کا نام مشترب ہے سب لوگوں نے پانی پیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام عشیرہ پر جا اُترے یہاں آپ نے جمادی الاوّل کے کچھ دن اور جمادی الآخر کی کچھ راتیں قیام کیا اور بنی مُدلج اور ان کے حُلفاء بنی ضمرہ سے صلح کر کے مدینہ میں واپس تشریف لائے اس مہم میں علَم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اس غزوہ میں بھی لڑائی نہیں ہوئی۔

۴۔ غزوۂ صفوان

اس غزوہ کو بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ مدینہ منورہ کی چراگاہ سے کفار کے کچھ غنڈے جس کا سرغنہ کُرز بن جابر فہری تھا نے وہاں سے کچھ اونٹ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ بھی تھے اور کچھ بھیڑ بکریاں کو ہانک کر لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پر زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کے تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی صفوان میں جا پہنچے جو بدر کے نزدیک ہے لیکن کفار کا وہ قافلہ تیزی سے آگے نکل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ طیبہ آ گئے یہ غزوہ ربیع الاوّل میں ہوا اس میں بھی لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

Marfat.com

۵۔ غزوۂ بدر یومُ الفرقان

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(آلِ عمران: ۱۲۳)

اور بے شک مدد فرمائی تھی اللہ تعالیٰ نے تمہاری (میدانِ) بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے پس ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے تا کہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کر سکو۔

نام کی وجہ تسمیہ (Why was it named Badar)

بدر ایک بستی کا نام ہے جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ سے منسوب ہے اس نے اس جگہ پڑاؤ کیا تھا یا یہ بستی بدر بن حارث سے منسوب ہے جس نے یہاں کنواں کھودا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں ایک بوڑھا شخص مدتوں سے رہتا تھا جس کا نام بدر تھا اس بنا پر اس بستی کو اسی نام سے منسوب کر دیا یا اس کا نام اس بناء پر ہے کہ اس کا دائرہ وسیع تھا اور اس کا پانی اتنا صاف و شفاف تھا کہ اس میں بدرِ کامل نظر آتا تھا۔

قارئین کرام کفر اور اسلام کی اس جنگ میں ایک طرف لات وعزیٰ کے متوالے تھے تو دوسری طرف شمعِ جمالِ مصطفوی کے پروانے تھے ایک طرف تکبر ونخوت کے ڈھیر تھے تو دوسری طرف عاجزی واخلاص کے پیکر تھے ایک طرف کا سپہ سالار اس امت کا فرعون تھا تو دوسری طرف کے سپہ سالار نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایک طرف والوں کا مقصود پتھر کی مورتیوں کا بول بالا تھا تو دوسری طرف پتھروں کو کلمہ پڑھانے والے کے رب کی واحدانیت کی تبلیغ مقصد تھی ایک طرف افرادی قوت وآلات حرب اور سامانِ تعیش کی بھرمار تھی تو دوسری طرف گنتی کے جانثارانِ وفا شعار تھوڑے سے جنگی ہتھیار اور عسرت کا دور دورہ تھا یہ تھا دونوں طرف کا منظر اور جانبین کے نظریات اب ہم وجوہات وواقعات اور نتائج کی طرف آتے ہیں۔

وجوہات:

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو چین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے اور مسلمانوں کی قوت اور جمعیت میں روز بروز اضافہ دیکھتے ہوئے کفار مکہ بڑے مضطرب ہوئے اور سوچتے

85035

Marfat.com

کہ کوئی ایسا موقع مل جائے کہ مسلمانوں پر ایسی یلغار کریں کہ ان کی شان وشوکت ختم ہو جائے اس کی تفصیل آگے آئے گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ ابوسفیان ملکِ شام سے قریش کا بہت بڑا قافلہ لے کر آ رہا ہے جس میں قریش کا کثیر مالِ تجارت ہے اور تیس یا چالیس آدمی بھی ساتھ ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ قریش کا قافلہ ملکِ شام سے بہت سے مال کے ساتھ آ رہا ہے تم اس سے جنگ کے واسطے چلو شاید کہ خدا ان کا مال تم کو دلوا دے ادھر ابوسفیان جب مدینہ کے قریب پہنچا تو ہر ایک آتے جاتے شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتا کیونکہ اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فکر لگا ہوا تھا چنانچہ ایک شخص سے اس کو خبر پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلے کے لئے ساتھیوں کو نکلنے کی دعوت دی ہے تو اسی وقت ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو کچھ ضروری ہدایات دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ قریش کو بہت جلد اپنے قافلہ کی حفاظت کے واسطے بھیج دے ضمضم بن عمرو نہایت سرعت کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب:

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ پہنچنے سے تین رات پہلے ایک خواب دیکھا جس سے وہ گھبرا گئی اور نہایت خوفزدہ ہوئی اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلا کر کہا کہ اے بھائی میں نے آج رات کو نہایت پریشان کن خواب دیکھا ہے عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیان کرو عاتکہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور ابطح کے میدان میں آ کر کھڑا ہوا اس نے بلند آواز سے چیخ کر کہا اے دھوکہ بازو! اپنی قتل گاہوں کی طرف تین دن کے اندر دوڑ کر آ ؤ۔ پھر میں (عاتکہ) نے دیکھا کہ لوگ اس شخص کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجد حرام میں آیا اور وہی آواز اس نے دی پھر وہاں سے جبلِ ابوقبیس پر آیا اور وہی آواز دی پھر اس نے ایک چٹان کو اس پہاڑ پر سے نیچے کی طرف لڑھکا دیا اور جب وہ چٹان نیچے کی طرف پہنچی تو پھٹ گئی اور مکہ کا کوئی ایسا گھر نہ رہا جس میں اس چٹان کا کوئی ٹکڑا نہ گرا ہو۔

Marfat.com

مکہ میں خواب کا تذکرہ:

یہ خواب سن کر حضرت عباس نے اپنی بہن کو کہا کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا عباس یہ کہہ کر وہاں سے نکلے راستہ میں ان کی ملاقات ولید بن عتبہ سے ہوگئی یہ ان کا دوست تھا انہوں نے اس خواب کا ذکر ولید سے کر دیا اور اس کو مخفی رکھنے کی تاکید کی مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس کا ذکر کر دیا عتبہ نے اور لوگوں سے اس کا ذکر کیا اس طرح یہ راز افشا ہو گیا یہاں تک کہ تمام مکہ میں اس خواب کا چرچا ہو گیا عباس کہتے ہیں کہ اس روز میں مکہ میں طواف کرنے گیا تو وہاں ابو جہل کو بھی پایا جو قریش کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ابو جہل نے مجھے دیکھا اور کہا ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر ذرا ہمارے پاس سے ہوتے جانا حضرت عباس کہتے ہیں میں طواف سے فارغ ہو کر اس کے پاس جا کر بیٹھا ابو جہل نے مجھ سے کہا اے عباس تم میں یہ نبیہ کب پیدا ہوئی ہے میں نے اس سے کہا کیا مطلب ہے تمہارا پھر ابو جہل نے سارا خواب بیان کر دیا اور اس نے یہ کہا ہم تین دن انتظار کریں گے اگر ان تین دنوں کے اندر یہ خواب سچا نہ ہوا تو ہم لکھ کر ہر جگہ چسپاں کر دیں گے کہ تم لوگ تمام عرب میں سب سے زیادہ جھوٹے ہو حضرت عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں اپنے گھر گیا تو بنی عبدالمطلب کی سب عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اس فاسق ابو جہل کو کچھ جواب نہ دیا وہ تمہارے مردوں کو تو برا کہتا ہی تھا اب عورتوں کو بھی بُرا کہتا ہے تمہاری غیرت کہاں چلی گئی تھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے تیسرے روز میں حرم شریف میں گیا اور اُس دن میں نے یہ ٹھان لی تھی کہ اگر ابو جہل سے میری ملاقات ہوئی تو میں اس سے بدلا لے کر رہوں گا جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو مجھے ابو جہل نظر آیا میں اس کے پاس جانے کے لیے آگے بڑھا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ابو جہل بھاگا ہوا مسجد کے دروازے کی طرف جا رہا ہے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے اور میرے خوف سے بھاگا جا رہا ہے اور حقیقت یہ بات نہ تھی اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کی چیخ سن لی تھی اور وہ ادھر دوڑا جا رہا تھا میں بھی باہر آ گیا وہاں میں نے ضمضم کو وادی کے درمیان اپنے اونٹ پر سوار کھڑا ہوا

Marfat.com

دیکھ لیا اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان کاٹ دیئے تھے اپنے کجاوے کو الٹا کر دیا تھا اپنا کرتا پھاڑ ڈالا تھا اور چیخ کر یہ کہہ رہا تھا:

''اے گروہ قریش اپنے اس قافلہ مع ابوسفیان کو بچاؤ جس پر خوشبو اور دیگر مالِ تجارت لدے ہوئے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ نے ان کو لوٹنے کا ارادہ کیا ہے تم جلد ابوسفیان کی مدد کو پہنچو۔

کفار کی تیاری:

ضمضم کا یہ اعلان سننے کے بعد لوگوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی عاتکہ کے خواب کے باعث ہر ایک پر خوف و ہراس طاری تھا ابوجہل نے خانہ کعبہ کے قریب کھڑے ہو کر آواز لگائی اے مکہ والو! جلدی کرو جلدی نکلو اور اپنے اموال اور اپنے قافلہ کے پاس پہنچو اگر تم سے پہلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب پہنچ گئے تو پھر تمہارے قافلے کی خیر نہیں ہے القصہ قبیلہ قریش نے بڑے جوش و خروش سے اس جنگ کی تیاری میں حصہ لیا اگر کوئی جنگ میں جانے سے قاصر تھا تو اپنے قائم مقام ایک جوان کو بھیج رہا تھا دولت مند نادار افراد کی مالی اعانت کر کے انہیں سامانِ جنگ اور سواری کے لیے اونٹ مہیا کر رہے تھے الغرض ابوجہل نے ہر شخص کو جنگ میں جانے کے لیے مجبور کر دیا اور سوائے ابولہب کے ایک ہزار لات و منات کے پجاری لعینِ اعظم کی سرکردگی میں بڑے کروفر اور غرور کے ساتھ نکلے ان کے ساتھ رقص کرنے والی کنیزیں تھیں جو دھنیں بجا رہی تھیں انہیں جوش دلانے کے لیے گیت گا رہی تھیں اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار سنا کر ان کے آتشِ غضب کو اور بھڑکا رہی تھیں چنانچہ کفارِ قریش کا لشکرِ جرار مٹھی بھر مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے روانہ ہوا اب ابوسفیان اور اس کے قافلے کی طرف توجہ مبذول کیجئے۔

ضمضم غفاری کو مکہ بھیجنے کے بعد ابوسفیان بے فکر نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنی جاسوسی جاری رکھی اس نے عمومی راستہ چھوڑ کر وہ راستہ اختیار کیا جو ساحلِ سمندر کے ساتھ ساتھ مکہ کو جاتا تھا اور بڑی تیز رفتاری سے مسلسل مسافت طے کرنا شروع کر دی اس طرزِ عمل سے وہ مسلمانوں کے حملہ کی زد سے محفوظ ہو گیا اس وقت اس نے قیس بن امرو القیس کو قریش

Marfat.com

کے لشکر کو یہ پیغام دینے کے لیے بھیجا کہ وہ ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں وہ مسلمانوں کے حملہ کے خطرہ سے محفوظ ہو گیا ہے لٰہذا قافلہ کی حفاظت اور امداد کے لیے اب لشکر کی ضرورت نہیں اس لیے آپ لوگ مکہ واپس لوٹ جائیں جب ابوسفیان کا قاصد پیغام لے کر پہنچا تو کفار کا لشکر جحفہ کے مقام پر خیمہ زن تھا جو مکہ سے تین چار منزل کی مسافت پر ہے اس نے وہ پیغام لشکر کے سپہ سالار ابوجہل کو پہنچا دیا لیکن اس پیکرِ نخوت اور فرعون مزاج نے ابوسفیان کے مشورہ کی ذرا پروانہ کی اور کہا:

بخدا ہم ہرگز نہیں جائیں گے یہاں تک کہ ہم بدر پہنچیں گے وہاں تین دن قیام کریں گے اونٹوں کو ذبح کریں گے وہاں سارے لشکر کو کھانا کھلائیں گے شراب کے جام پر جام لنڈھائیں گے ہماری کنیزیں سارنگیاں اور دھنیں بجا کر رقص وسرود کی محفل گرم کریں گی سارا عرب ہمارے متعلق اور ہمارے سفر کے متعلق اور ہمارے لشکر کے بارے میں سنے گا پھر ہمیشہ کے لیے وہ ہم سے خوفزدہ رہیں گے اے دوستو! بڑھتے چلے جاؤ! میں یہ بات پہلے بتا چکا ہوں کہ مسلمانوں کا سکھ چین اور بڑھتی ہوئی جمعیت وقوت ابوجہل اور مشرکین کا سکھ چین برباد کر رہی تھی اور باوجود ابوسفیان کے منع کرنے کے یہ لوگ اسلام دشمنی میں اور عداوت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اتنے غرق ہو چکے تھے کہ واپس جانے کو تیار نہ تھے۔ جاتے بھی کیوں جب کہ ان کی قسمت میں جہنم لکھی جا چکی تھی۔

لشکرِ اسلام کی تیاری:

اب ہم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتے ہیں جہاں اللہ کا پیارا، دکھیوں کا سہارا، امت کا لجپال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین صد تیرہ قدسی صفات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہو رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ امام مقرر فرمایا اسلامی لشکر جب مقامِ روحاء تک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیا تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی تک نیابت کے فرائض انجام دیں لشکرِ اسلام کا پرچم جو سفید رنگ کا تھا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا گیا

Marfat.com

اس کے علاوہ دو سیاہ رنگ کے پرچم اور بھی تھے جو ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک میں تھا اور دوسرا پرچم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں کل ستّر اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاورت:

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بہت عمدہ تقریر کی اس کے بعد مقداد بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ دکھائے اس طرف چلیئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں واللہ ہم یہ نہ کہیں گے کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو ہم تو یہیں بیٹھتے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کہہ دیا تھا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر کافروں کو قتل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! جو جس کی رائے ہو وہ بیان کرو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء انصار کی رائے لینا تھا تو اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی ہے کہ جو کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ حق ہے ہم نے آپ کے ساتھ اطاعت وفرمانبرداری کا عہد کیا ہے یارسول اللہ جس طرف مرضی مبارک ہو تشریف لے چلیئے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سمندر میں گرنے کا حکم کریں گے اور ہم ضرور اس میں گر پڑیں گے ہم لوگ حرب میں صبر کرنے والے اور مقابلہ میں سچے ہیں پس اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے پھر دعائیں دیتے ہوئے فرمایا چلو خوش ہو جاؤ کہ خدا نے مجھ سے ان دونوں طائفوں میں سے

Marfat.com

ایک طائفہ کا وعدہ فرمایا ہے یعنی ایک وہ طائفہ جو ابوسفیان کے ساتھ شام سے آیا اور ایک وہ طائفہ جو ابوجہل کے ساتھ مکہ سے ان کی حمایت کو آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں ان کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں اندازہ کر لیجئے نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

مقامِ بدر میں دونوں لشکروں کا قیام:

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی جانب کوچ فرمایا اور بدر کے قریب پہنچ کر نزول فرمایا لشکرِ قریش نے دوسری جانب پڑاؤ کیا جس جانب مسلمان اترے تھے وہ علاقہ ریگستان کا تھا جس میں ان کے پاؤں زانو تک دھنستے تھے اور ان پر پیاس کا بھی غلبہ تھا اور جس جانب کافروں نے پڑاؤ کیا تھا اس جگہ پانی تھا اس کو انہوں نے اپنے قبضہ میں لے رکھا تھا انہوں نے متعدد کنویں بھی کھود رکھے تھے بعض مسلمانوں نے ناپاکی کی حالت میں صبح کی تھی اس وقت شیطان نے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم حق پر ہو اور تمہارے ساتھ خدا کا نبی ہے اور تم خدا کے محبوب ہو حالانکہ حال یہ ہے کہ مشرکوں نے پانی پر قبضہ کر رکھا ہے اور تم پیاس سے جاں بلب ہو رہے ہو اور اب جنبی و ناپاک بھی ہو گئے ہو۔

اس وسوسۂ شیطانی کے دوران حق تبارک وتعالیٰ نے دعائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی بارش برسائی کہ پوری وادی جل تھل ہو گئی سب پانی سے سیراب ہوئے غسل کیا وضو کیا اور مشکیزے بھر کر رکھ لیے مسلمانوں کی جو اقامت گاہ تھی جو ریگزار تھی مضبوط اور سخت ہو گئی اور کفار کی زمین میں کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا شیطان کا وسوسہ جاتا رہا اور مسلمانوں کو اطمینان وسکون حاصل ہوا اللہ تعالیٰ اس کی خبر اس طرح بیان فرماتا ہے کہ:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ (انفال:۱۱)

اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس سے تم پاکی حاصل کرو اور حق تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطان کا وسوسہ دور فرمادے۔

اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عریش تیار کر دیتے ہیں (یعنی سایہ دار جگہ) جس

Marfat.com

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اقامت فرمائیں اور ہم جنگ میں مشغول ہوتے ہیں اگر خدا نے ہم کو غالب کیا تو بہت بہتر اور اگر خدانخواستہ معاملہ دوسرا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے خدمت گار ہیں جو ہم سے زیادہ آپ کے جانثار ہیں اور اگر اس کے بعد دشمنوں سے جنگ کرنے کی نوبت آئے گی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کے نیچے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عاشقِ صادق کے جذبہ پر آفرین کہی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

یہ جمعہ کی رات تھی اس رات مسلمانوں کو خوب نیند آئی صبح اٹھے تو تر وتازہ اور ہشاش بشاش تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ سب لوگ سو رہے ہیں بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رات بھر ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی (تو بختِ عالمی بیدار بہ بخت۔)

یعنی یا رسول اللہ! حضور سارے جہاں کا بخت ہیں اور بخت بیدار ہی بہتر ہوتا ہے۔

کون کہاں مرے گا (Where one will die)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں یہ پیشگی فرما دیا تھا کہ فلاں کافر اس جگہ مرے گا اور فلاں کافر اُس جگہ مرے گا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے یں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ جس کافر کا نام لے کر اشارہ کیا تھا وہ کافر اس جگہ مرا اور اس سے سر مو تجاوز نہیں ہوا یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور آپ کے علم کی وسعت کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم دیا تھا کہ کون کہاں مرے گا اور یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں ہے کہ:

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ م بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان:۳۴)

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔''

کیونکہ آیت میں علمِ ذاتی کی نفی ہے یعنی وہ علم جو از خود ہوتا ہے اور حدیث میں اس علم کا ثبوت ہے جو اللہ کی عطا سے ہے۔

Marfat.com

علمِ حضور:

اب جولوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر اعتراض کرتے ہیں باوجود احادیثِ صیحہ کے جوعلمِ سرورِ کائنات پر دلالت کرتی ہیں انہیں ہٹ دھرمی چھوڑ دینی چاہئے کیونکہ وہ لوگ اہلِ علم ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں عقلی طور پر بھی ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر کسی یونیورسٹی یا کالج میں کوئی پروفیسر مقرر (Appoint) کرنا ہو تو اس کی علمی قابلیت اور ڈگریاں دیکھی جاتی ہیں تاکہ اس کی علمی مہارت کا پتہ چل سکے تب جا کر اس کی (Selection) ہوتی ہے تو جس کو خالقِ کائنات نے معلمِ انسانیت بنا کر بھیجا اس کے علم کی حدود و قیود بتانا! بتانے والے کی انتہائی کم علمی کی دلیل ہے کیونکہ ابھی تک دنیا میں کوئی ایسا آلہ (Instrument) تیار نہیں ہوا جس سے کسی انسان کے علم کا اندازہ لگایا جا سکے تو جب عام انسان کے علم کا اندازہ صحیح طور پر کوئی نہیں لگا سکتا تو جو ہو سیّد العالمین اس کے علم کی کیا شان ہوگی ہمیں اپنے علم میں اضافے کی ہر وقت دعا مانگنی چاہئے نہ کہ ما کان و ما یکون کا علم جاننے والے مہربان آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر نکتہ چینی کریں جب کہ عشاق کا یہ نظریہ (Theory) ہے کہ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

سوز و گداز میں ڈوبی ہوئیں دعائیں:

دشمن کی تعداد، حق کے علمبرداروں کی تعداد سے تین گناہ ہے ان کے پاس صرف دو گھوڑے ستّر اسّی کے قریب اونٹ ٹوٹی ہوئیں کمانیں، شکستہ نیزے اور پرانی تلواریں ہیں جب کہ اعدائے اسلام کے پاس سو برق رفتار عربی گھوڑے ہیں جن پر سوزرہ پوش آزمودہ کار لڑاکے سوار ہیں چھ سو اعلیٰ نسل کے اونٹوں کا بیڑا ہے خورد و نوش کے ذخائر کے انبار اٹھانے والے بار برداری کے جانوران کے سوا ان کے لیے نو نو دس دس اونٹ ہر روز ذبح کئے جاتے ہیں ہر روز ان کا کوئی نہ کوئی رئیس اتنے اونٹ ذبح کر کے لشکرِ کفار کی پُر تکلف دعوت کا

Marfat.com

اہتمام کرتا ہے اس کے باوجود اُن مصطفوی درویشوں کے چہروں پر اطمینان وتسکین کا نور برس رہا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عریش میں تشریف فرما تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے:

اے اللہ! میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اے اللہ! اگر تو اسے پورا نہیں کرے گا تو پھر تا ابد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اسی محویت کے عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے چادر نیچے گر پڑی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تیزی سے آئے وہ چادر اٹھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک کندھوں پر ڈال دی اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہِ الٰہی سے یہ آیتِ مبارکہ لے کر حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئے:

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ○ (سورہ انفال: ۹)

یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں۔

بدر کا میدانِ کارزار:

مجاہدینِ اسلام اپنے اسلحہ سے لیس ہو کر چاق و چوبند اپنے اپنے مورچوں میں ڈٹ گئے انہیں تاکید کر دی گئی کہ وہ ہر حالت میں نظم وضبط کو برقرار رکھیں اسی اثناء میں ایک محبت افروز واقعہ پیش آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں سیدھی فرما رہے تھے کہ سب برابر رہیں اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سواد رضی اللہ عنہ صف سے تھوڑا سا باہر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھڑی لگائی اور فرمایا اِسْتَوِیَا سَوَادُ! اے سواد سیدھے

Marfat.com

ہو جاؤ وہ سیدھے ہو گئے اور ساتھ ہی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس سے تکلیف ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل و انصاف دے کر بھیجا گیا ہے میرا قصاص دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بغیر کسی ناگواری کے اپنے جسمِ مبارک سے کپڑا ہٹا دیا اور سواد کے آگے کر دیا سواد برکت کے لیے جسمِ اطہر سے لپٹ گئے اور چہرے اور لب شکمِ مصطفیٰ پر رکھ کر اسے بوسے دینے لگے (حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا اے سواد یہ کیا کر رہے ہو عرض کرنے لگے۔

یا رسول اللہ میری یہ آرزو تھی کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرا جسم بدنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی

شاید اسی لئے لوگ دعا کرتے ہیں کہ عند الموت حضور کا دیدار ہو جائے اور ہماری بگڑی بن جائے۔

اس کے بعد جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا قریش میں سے ایک شخص اسود بن عبد الاسد مخزومی نہایت شریر اور بدذات تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے جا کر پانی پیوں گا یا اس کو مسمار کر دوں گا یا خود اپنی جان دے دوں گا پھر جب یہ اس ارادے سے اپنے لشکر سے چلا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کو تشریف لائے یہ حوض کے قریب پہنچ گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ایسی تلوار ماری کہ اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی اور وہ پشت کے بل گر پڑا مگر یہ پھر بھی اسی حالت میں حوض کی طرف بڑھا تا کہ اس سے پانی پی کر اپنی قسم پوری کرے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسری ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹکڑے ہو کر حوض کے قریب جا گرا۔

اس کے بعد لشکرِ قریش سے عتبہ، شیبہ اور ولید باہر نکل آئے اور اپنے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کو للکارا تو تین انصاری نوجوان عوف، معاذ (پسرانِ حارث اور عفراء) اور عبد اللہ بن رواحہ ان کے مقابلہ میں نکلے عتبہ وغیرہ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق قبیلہ انصار سے ہے ان کافروں نے کہا ہمیں تمہارے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہمارے

Marfat.com

مقابلہ میں ہمارے چچازادوں کو بھیجو۔

پھران کافروں نے آواز لگائی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ میں بھیجو۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا اے حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاؤ اے علی، اٹھو اے ابوعبیدہ، تم بھی اٹھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرماتے ہی اللہ کے یہ تینوں شیر اہلِ کفر کے گیدڑوں کے سامنے آئے انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ ان تینوں حضرات نے اپنا تعارف کرایا اس کے بعد کافروں نے کہا ہاں تم ہمارے معزز مقابل ہو۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو ۸۰ سال کے مجاہد تھے عتبہ سے مقابلہ کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بیٹے ولید سے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدِمقابل کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور آنِ واحد میں اس کو گاجر کی طرح کاٹ کر پرے پھینک دیا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ولید کا سرِ غرور اس کے تن سے جدا کر دیا۔

البتہ حضرت عبیدہ اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ایک دوسرے پر اپنی تلواروں سے حملے کرتے رہے حضرت عبیدہ نے اپنے وار سے عتبہ کو زخمی کر دیا اور عتبہ نے اپنی تلوار سے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ اپنے مدمقابلوں کو قتل کر چکے تھے وہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کو آئے اور آنِ واحد میں عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو اٹھا کر اپنے لشکر میں لے آئے۔

اس حال کو دیکھ کر قریش غیظ وغضب کا شکار ہوئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ حملہ عام کر دو اور تیروں کی بارش کر دو جس سے ایک تیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام کو لگا اور وہ شہید ہو گئے یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلے شہید تھے جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے پھر ایک تیر حارثہ بن سراقہ کے حلقوم پر لگا یہ اس وقت حوض پر پانی پی رہے تھے امام بخاری اور امام مسلم

Marfat.com

نے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کہ میرا بیٹا حارثہ کہاں ہے؟ اگر وہ جنت میں ہو تو پھر میں صبر کروں گی اگر نہیں تو پھر میں جی بھر کر اس پر نوحہ کروں گی ابھی تک موت پر نوحہ کرنا ممنوع نہیں ہوا تھا رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

''تیرا بھلا ہو ایک جنت نہیں اس کے لئے آٹھ جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائی گئی ہے۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نگاہِ نبوت نے اللہ کے فضل وعطا سے لمحہ بھر میں آٹھوں جنتوں کا ان کی بیکراں وسعتوں کے باوجود مشاہدہ فرمالیا اور اس خاتون کا بیٹا جہاں تھا اس کو دیکھ کر اس کی ماں کو آگاہ فرمادیا۔

نگاہِ مصطفیٰ کی قوت بینائی کا اندازہ لگایئے پل بھر میں آٹھوں جنتوں کا جائزہ لے کر بتا دیا کہ اس بوڑھی خاتون کا شہید بیٹا کہاں تشریف فرما ہے۔

اس کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانبازیاں:

یہ سن کر عمیر رضی اللہ عنہ بن حمام جو کھجوریں کھا رہے تھے فرمایا واہ واہ میرے اور جنت کے درمیان اب تھوڑا ہی وقفہ ہے یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں کہ زیادہ دیر نہ ہو جائے اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

عوف بن حرث نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خداوند تعالیٰ بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباسِ حرب اتار کر قتل کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے یہ سن کر انہوں نے اپنی زرہ اتار دی اور بڑی شجاعت کے ساتھ لڑے کچھ کفار کو واصلِ جہنم کیا اور آخر میں خود شہید ہو گئے۔

خوب جنگ ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس اس جنگ میں شریک تھے

Marfat.com

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی تلوار سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور اللہ کے نام کی بلندی کے عزم کا اس انداز سے تذکرہ کرتے ہیں:

بدر کے دن جب جنگ شروع ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پیشوائی فرما رہے تھے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا بچاؤ کر رہے تھے اور سب سے سخت جنگ کرنے والے اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشرکین کے نزدیک کوئی نہیں تھا۔

قربان ہو جائے مسلمان اپنے لجپال آقا کی شجاعت اور جوانمردی کے کہ حق کی خاطر باطل کو سرنگوں کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں اور ان کے سپہ سالار یہ یاد رکھیں عظمتِ اسلام کے لئے اگر میدان میں آنا پڑے تو کوئی جھجک نہ محسوس کی جائے اور عام مجاہد سے لے کر لیڈران سب اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں آج کل قائد کہلوانے والوں کو رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے سبق سیکھنا چاہئے اور کچھ کر کے دکھانا چاہیے۔

ابوجہل کی بدبختی:

فریقین جب ایک دوسرے کے بالکل قریب آ گئے تو ابوجہل کی بدبختی نے زور پکڑا اور اس کے منہ سے بے ساختہ یہ جملے نکلے۔

''اے اللہ! جو ہم دونوں فریقوں سے زیادہ قطع رحمی کرنے والا ہے اور غیر معروف چیزیں لانے والا ہے اس کو ہلاک کر دے یا اللہ جو تیرا زیادہ محبوب ہے اور جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما۔''

ابوجہل کے منہ سے وہی الفاظ نکلے جس میں اس کی اپنی شقاوت و نحوست تھی جبکہ فتح اس کو ہی ہوئی جو ربِ کائنات کا محبوب تھا۔

نزولِ ملائکہ:

ابنِ اسحاق ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی غفار میں سے ایک

Marfat.com

شخص مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی ہم دونوں بدر کی جنگ کا تماشہ دیکھنے ایک پہاڑ پر چڑھے اور ہم دونوں اس وقت مشرک تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ جس کی فتح ہو گی اس کے ساتھ ہو کر ہم بھی مالِ غنیمت لوٹیں گے اس پہاڑ پر ہم نے ایک بادل دیکھا اور اس میں سے ہم کو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آئی اور یہ سنا کہ کوئی شخص کہتا ہے اے حیزوم آگے بڑھ۔

پس یہ آواز سن کر مارے خوف کے میرا بھائی تو اسی وقت مر گیا اور میں بھی قریب ہلاکت کے تھا مگر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔

ابنِ ہشام کہتے ہیں مجھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے آپ فرماتے تھے کہ عمامہ عرب کا تاج ہے خاص کر فرشتوں کے عمامے جنگِ بدر میں سفید تھے فقط جبرائیل کا عمامہ زرد تھا۔

فریقین کے بہادر جوان اپنی تلواروں سے اپنے مخالفین کی گردنیں اڑا رہے تھے اس حالت میں فرشتے قطار در قطار آسمان سے نازل ہو کر مسلمانوں کی امداد کر رہے تھے صحابہ کرام اپنے چشم دید حالات بیان کرتے ہیں کہ:

بسا اوقات ہم کسی کافر پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتے تو ہم دیکھتے کہ ہماری تلوار کے پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر دور جا گرتا۔

ابلیس جو سراقہ بن مالک کی شکل میں اپنے غنڈوں کی امداد کے لیے مصروف پیکار تھا اس کی نظر جب ملائکہ کے دستوں پر پڑی تو چیخ اٹھا اس کے اوسان خطا ہو گئے وہاں سے بھاگنے میں اس نے اپنی عافیت سمجھی حارث بن ہشام نے جب اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسے پکڑ لیا اور کہا اے سراقہ! ہمیں جنگ میں دھکیل کر اب کدھر بھاگتے ہو اس نے سمجھا کہ یہ سراقہ بن مالک ہے ابلیس نے اسے گھونسہ رسید کیا اور اپنا دامن چھڑا کر رفو چکر ہو گیا وہ کہتا جا رہا تھا۔

اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

(انفال ۸-۴۸)

میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

عذاب شدید ہے۔

مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا سرگرم معاون میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا ہے تو ان کے حوصلے پست ہونے لگے ابوجہل کو اس بات کا علم ہوا تو بھاگا ہوا آیا اور کہنے لگا پریشانی کی کوئی بات نہیں ذرا صبر کرو اور ڈٹے رہو دیکھو ہم ان چند سرپھروں کا کس طرح خاتمہ کرتے ہیں یہ تمہارے ایک ہلہ کی تاب بھی نہ لا سکیں گے ابوجہل کی یہ بات سن کر مشرکین کے حوصلے بلند ہوگئے اور وہ بڑھ بڑھ کر مسلمانوں کی صفوں پر حملے کرنے لگے۔

جبرئیل امین حاضرِ خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی بھر مٹی لے کر ان ظالموں کی طرف پھینکئے سرورِ دوجہاں نے ایسا ہی کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر مجھے دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں اور زبان مبارک سے فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اَللّٰهُمَّ اَرْعِبْ قُلُوْبَهُمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ

اے اللہ ان کے چہروں کو بگاڑ دے ان کے دلوں کو مرعوب کر دے اور ان کے قدم ڈگمگانے لگیں۔

حضور اقدس کا یہ فرمانا ہی تھا کہ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔

امیہ بن خلف اور ابوجہل کا قتل:

امام بخاری اور امام ابنِ اسحاق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ دونوں دوست تھے جب جنگِ بدر میں ہم اکٹھے ہوئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اسے اس جنگ میں شرکت کرنے سے منع کر دوں میں نے دیکھا امیہ اپنے بیٹے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے آ رہا ہے جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا میری جان بچاؤ چنانچہ میں نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس نے اپنے سینے پر شترمرغ کا پر بطور علامت سجایا ہوا تھا میں نے کہا (عبدالرحمٰن بن عوف نے) کہ یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہیں وہ بولا یہی وہ شخص ہے جس نے ہم پر بجلیاں گرائی ہیں اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے اور

Marfat.com

اُمیہ کو دیکھ لیا تو زور سے پکارے۔

یہ ہے کفر کا سرغنہ اُمیہ بن خلف اگر آج یہ بچ کر نکل گیا تو پھر میرا بچنا مشکل ہے

یہ کہہ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انصار کو اپنی مدد کے لیے بلایا چند انصاری نوجوان لپک کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور سب نے مل کر اس دشمنِ خدا اور دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پرخچے اُڑا دیئے اور اس کی لاش (یعنی اُمیہ بن خلف کی) صحرائے عرب کی خاک میں مل گئی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ پاس کھڑے تھے یہ وہی اُمیہ تھا جو مکہ کی گلیوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر چند اوباشوں کو پکڑا دیتا اور کہتا کہ اس حبشی غلام کو تپتے ہوئے ذروں پر پھراؤ وہ پھراتے اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سر کسی پتھر سے ٹکراتا تو سب کے ساتھ یہ اُمیہ بھی قہقہے لگاتا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ توحید کا مخلص علمبردار اَحد اَحد کی صدا غشی کی حالت میں لگاتا۔

آج وہ کمزور بلال اپنی قوتِ ایمانی اور اپنے بھائیوں کی مدد سے اتنا طاقت ور ہو کر میدانِ بدر میں آیا کہ اس کی تلوار نے مکہ کے ایک رئیس کی گردن کو جسم سے الگ کر دیا اور اس کو ہمیشہ کے لیے واصل فی النار کر دیا۔

۲۔ امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم اور دیگر محدثین نے یہ عبرت ناک منظر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ روزِ بدر جب میں مجاہدین کی صف میں کھڑا تھا تو میں نے اپنے دائیں بائیں دو نوعمر انصاری جوان کھڑے دیکھے میں نے یہ خیال کیا کہ اگر ان کی بجائے میری دونوں جانب آزمودہ کار بہادر جنگ جو کھڑے ہوتے تو بہت بہتر ہوتا میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک نے مجھ سے بڑی آہستہ سے پوچھا اے چچا جان هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟

میں نے کہا کیوں نہیں میں اسے خوب جانتا ہوں تمہیں اس سے کیا کام ہے اس نے کہا مجھے پتا چلا ہے کہ وہ محبوبِ خالق کو گالیاں دیتا ہے۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو

Marfat.com

ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ دوسرے نے مجھ (عبدالرحمٰن بن عوفؓ) سے اور آہستہ سے وہی سوال کیا اور میں نے وہی جواب دیا اتنے میں مجھے ابوجہل نظر آیا میں نے ان کو بتا دیا کہ یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو اتنا سننا تھا کہ وہ عقابوں کی طرح اس خبیث مشرک پر جھپٹے اور اپنی تلواروں کے وار سے اسے گھائل کر دیا وہ بے حس و حرکت زمین پر جا گرا یہ کارنامہ انجام دینے کے بعد وہ دونوں اسلام کے نوعمر مجاہد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے دونوں نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی تلواریں دکھاؤ انہوں نے اپنی تلواریں آگے کر دیں دونوں پر خون لگا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔

اسلام کے یہ دو شاہین صفت مجاہد جنہوں نے اس پیکرِ غرور و نخوت کو خاک و خون میں تڑپایا اور امتِ محمدیہ کے سرکش فرعون کو واصلِ جہنم کیا کے نام معاذ اور معوّذ ہیں جب انہوں نے ابوجہل پر حملہ کیا تو اس کے بیٹے عکرمہ (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) نے ان دونوں پر اپنی تلوار سے وار کئے جس سے معاذ کا بازو کٹ گیا اور معوذ کا ہاتھ کٹ گیا تو دونوں کٹے ہوئے اعضاء کے ساتھ جب بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوئے تو اس کریم آقا نے اپنے لعابِ دہن سے دونوں کے کٹے ہوئے اعضاء کو جوڑ دیا معوذ دوبارہ نئے عزم کے ساتھ کفار کے ساتھ لڑنے لگے یہاں تک کے شہادت سے سرفراز ہوئے مسلمان کفر کے سرغنوں اور شرک کے خوگروں کے سر کاٹ کر پھینک رہے تھے کچھ کو گرفتار (Arrest) کر رہے تھے ملائکہ بھی مسلمانوں کے ساتھ کفار کو جہنم کا ایندھن بنا رہے تھے۔

مجبور افراد کے متعلق فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم:

جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی تو میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے صحابہ کو اس جنگ میں چند افراد ایسے ہیں جو مجبور کر کے لائے گئے ہیں لہٰذا تم میں سے جو ان کو پائے تو قتل نہ کرے وہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے آرزومند نہ تھے ان میں ایک

Marfat.com

ابوالبختری تھا جو ہجرت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا کرتا تھا اور شعبِ ابی طالب کے حصار کو ختم کرانے میں اس نے اولین کردار ادا کیا تھا دوسرے حضرت عباس تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔

ابوحذیفہ یہ بات سن رہے تھے غصہ میں ان کی زبان سے یہ نکل گیا کہ ہم تو اپنے باپوں، بیٹوں کو قتل کریں اور عباس ملیں تو انہیں چھوڑ دیں بخدا اگر عباس مجھے مل گئے تو میں ان کو قتل کر دوں گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے ابوحفص کیا نبی کے چچا کو قتل کر دیا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوحذیفہ منافق ہو گیا ہے مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

بے دھیانی میں جو کلمات حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکل گئے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس پر پچھتا تا رہتا کہ نجانے اس بات کی وجہ سے میرا کیا انجام ہو اور میں تمنا کرتا کہ میں شہید ہو جاؤں تو شاید میری شہادت اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو پوری فرمائی اور آپ جنگِ یمامہ میں دشمنانِ ختمِ نبوّت کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ پہلا دن تھا کہ میرے ہادی و مرشد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔

ابوالبختری کا قتل:

ابوالبختری سے جب مجذر کا سامنا ہوا تو مجذر نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے قتل سے منع فرمایا ہے ابوالبختری نے کہا میرے ساتھ ایک اور شخص بھی ہے اس کو بھی پناہ دو مجذر نے کہا صرف تو پناہ میں ہے تیرے ساتھی کو ہم نہیں چھوڑیں گے ابوالبختری نے کہا اگر تم میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے تو مجھے بھی مار دو کیونکہ میں مکہ کی عورتوں سے یہ طعنہ نہیں سننا چاہتا کہ خود تو بچ کر آ گئے اور اپنے ساتھی کو مروا دیا چنانچہ ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔

جب قریش کے نامور افراد مارے گئے تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان جنگ سے

Marfat.com

بھاگنے لگے جانثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ (Situation) صورتِ حال دیکھی تو انہوں نے کفار کو قیدی بنانا شروع کر دیا رسیوں سے ایک ایک دو دو کو باندھنے لگے۔

اسیران و مقتولانِ بدر کی تعداد:

بدر میں مقتولانِ کفار کی تعداد ستر ۷۰ تھی اور اتنے ہی قیدی بنے جب کہ مسلمانوں میں چودہ حضرات نے جامِ شہادت نوش فرمایا جس میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار میں سے تھے۔

قریش کے ستر ۷۰ میں سے چوبیس ۲۴ مقتولوں کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو فلاں کنویں میں ڈال دو اور اوپر مٹی ڈال دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب دشمنوں پر فتح اور غلبہ پاتے تو تین روز اسی مقام پر قیام فرماتے چنانچہ اس جگہ بھی سرکارِ بیکساں نے تین روز قیام فرمایا تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری لائی جائے چنانچہ سواری لائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے صحابہ کرام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے جس میں کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوجہل، اے اُمیہ، اے عتبہ، اے شیبہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پایا؟ میرے ساتھ میرے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قریب ہی کھڑے تھے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں آپ آج انہیں نداء فرما رہے ہیں بے روح جسم کیسے گفتگو کر سکتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے وہ خوب سن رہے ہیں جو میں خطاب کر رہا ہوں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

Marfat.com

سماعِ موتی (Hearing ability of the Dead)

یہ صحیح حدیث اور متفق علیہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور ان کو علم وشعور حاصل ہوتا ہے کیوں کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو مشرکین کے مردوں نے سنا اس طرح صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ دفنانے والے جب مردہ کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو مردہ لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

قارئین کرام اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوتِ فکر اور سمجھنے کی صلاحیت سے نوازا ہے تھوڑا غور فرمائیے جب مشرک دشمن خدا اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں سنتا ہے تو مومن محبِ خدا اور محبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سامعہ قبر میں کیسی ہوگی اور پھر عام مومن کے بعد شہداء کرام، اولیاء عظام، ائمہ المسلمین تابعین اور صحابہ کرام کی سماعت اور شعور کا ان کے مزاروں میں کیا عالم ہوگا اور پھر اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنے مرقد مبارک میں سننے سمجھنے کا کیا انداز ہوگا [1]۔ اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو کہو ''السلام علیکم یا اهلُ القبور''

یہاں ابنِ ماجہ، صحاح ستہ کی حدیث بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

(ابنِ ماجہ)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں جو پیشِ خدمت ہیں:

زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرما کر یہ (Clear) کر دیا کہ عام انسان اور نبی میں بڑا فرق (Difference) ہے اور نبی کو رزق دیا جاتا ہے انبیاء کی شان تو بہت عظیم

[1] اس بات کے پیشِ نظر ابن قیم نے جلاء الافہام (فضائلِ درود کی کتاب) میں لکھ دیا ہے کہ جو مسلمان حضور پر درود شریف پیش کرتا ہے وہ حضور تک پہنچتا ہے چاہے کوئی جہاں سے بھی پڑھے اور یہ بات واضح ہے کہ انبیاء کرام اپنے مزارات کے اندر اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں۔

Marfat.com

ہے ان کے تو امتیوں جو شہداء ہیں ان کے اجسام محفوظ رہتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں تو جب انبیاء کی تمام قوتیں (Powers) برقرار (Maintain) رہتی ہیں تو پھر جس طرح وہ دنیائے مشہود (Visible world) میں جانتے پہنچانتے ہیں آتے جاتے ہیں کھاتے پیتے ہیں، سنتے سمجھتے ہیں تو اسی طرح عالمِ غیر مشہود (unvisible world) میں بھی بحوالہ حدیث وہ سنتے ہیں کھاتے ہیں عبادت کرتے ہیں آ جا سکتے ہیں اور سب کو پہچانتے ہیں۔

۳۔ اس صحیح حدیث کی موجودگی میں اگر کوئی مسلمان عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر نعرۂ رسالت لگاتا ہے ان کو درود وسلام کے نذرانے پیش کرتا ہے ان سے مدد (Help) مانگتا ہے تو یہ کوئی گناہ نہیں بلکہ عین حدیث کے مطابق ہے۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا کرب:

جب بحکمِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کی لاشوں کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا اور جب عتبہ بن ربیعہ کی لاش کو گھسیٹ کر کنویں میں ڈالا جانے لگا تو اس کے بیٹے حضرت ابو حذیفہ نے جب اپنے رئیس باپ کا یہ انجام دیکھا تو ان کے چہرے سے ناپسندیدگی کے اثرات نمایاں ہوئے تو سیّد المرسلین نے پوچھا اے ابو حذیفہ گویا تمہارے چہرے پر اپنے باپ کے حال کو دیکھنے سے تغیر آیا ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام میں شک وتردد واقع نہیں ہوا لیکن میں اپنے باپ کو بڑا صائب الرائے حلیم اور اچھی صفات کا مالک خیال کرتا تھا مجھے امید تھی کہ اس کی یہ خوبیاں اسے اسلام میں لے آئیں گی اور اب میں دیکھتا ہوں تو وہ اس سعادت سے محروم رہ گیا ہے اس سے مجھے حزن وملال لاحق ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کا یہ جواب سن کر ان کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

بدر کے قیدیوں سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک:

مدینہ منورہ پہنچ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مالِ غنیمت کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور سوائے ابوجہل کے اونٹ کے وہ اپنے پاس رکھا باقی مجاہدین میں تقسیم فرما دیا دوسرے۔

Marfat.com

روز جب ستر ۷۰ جنگی قیدی بارگاہِ رسالت میں حاضر کئے گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ان کے قیام وطعام کے انتظام کی طرف توجہ فرمائی حضور نے انہیں اپنے صحابہ کرام کے درمیان حسبِ حیثیت تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنے حصہ کے قیدیوں کے آرام وآسائش کا پورا پورا خیال رکھے۔

اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں نے اسیرانِ بدر کو باندھ کر قید کر لیا اور رات آئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سخت بندش کی وجہ سے کراہنے لگے رسول رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آواز سنی تو آپ سو نہ سکے صحابہ کرام کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے حضرت عباس کی رسی کے بند ڈھیلے کر دیئے جس کی وجہ سے وہ سو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی آواز نہ سنی تو فرمایا کہ میں عباس کے کراہنے کی آواز نہیں سنتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رسیوں کو ڈھیلا کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب اسیروں کی رسیوں کو ڈھیلا کر دو اس واقعہ سے بھی دو باتیں معلوم ہوئیں:

•

۱۔ حضرت عباس نبی کے چچا تھے جو رسیوں میں جکڑے جانے کی وجہ سے کراہ رہے تھے تو آقا علیہ السلام کو تکلیف ہوئی غور فرمائیے جب عباس کے کراہنے سے جو چچا ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے تو جب سرزمینِ کربلا میں امامِ عالی مقام سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر نیزوں، تیروں اور تلواروں سے حملے ہوئے اور آپ کا سرِ اقدس جسمِ اطہر سے جدا کر دیا گیا تو اس وقت دلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری ہوگی اور آپ کو کتنی اذیت ہوئی ہوگی کیونکہ آپ تو نواسے تھے اور یہ فطری بات ہے کہ چچا سے زیادہ پیار نواسے سے ہوتا ہے اور وہ نواسہ جو آغوشِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پلا ہو وہ نواسہ جو دوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھا ہو وہ جو زہرا کے دل کا چین ہو تو اس نواسہ کے ساتھ جو بیتی اس پر روضۂ انور میں آپ کی کیفیت کیا ہوگی۔

۲۔ جب حضرت عباس کی رسیوں کو ڈھیلا کیا گیا تو آپ نے دوسرے اسیروں کی رسیاں بھی ڈھیلی کروا دیں اگر آپ ایسا نہ کرتے تو انصاف نہ ہوتا اور آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اس

Marfat.com

دنیا میں عدل و انصاف کرنے کے لئے بھیجا ہے اور بلاشبہ آپ کائنات کے سب سے بڑے عادل ہیں۔

اسیرانِ جنگ کا فدیہ (Ransom of the war prisoners)

جب صحابہ کرام نے فدیہ لینے کا ارادہ کیا تو ان میں سے ایک جماعت جو بالکل مفلس تھی اور جن سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا انہیں آزاد کر دیا گیا اور ان سے عہد لیا گیا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوں گے ان میں سے ایک جماعت ایسی تھی جو کتابت اور پڑھنا جانتی تھی علم پرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جو شخص دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا اسے آزاد کر دیا جائے گا جب کوئی قیدی مدینہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سیکھا دیتا تو اسے فدیہ لئے بغیر آزاد کر دیا جاتا اور ان میں سے جو کچھ مال رکھتے تھے ان سے کہا گیا کہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق فدیہ دیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی کہا گیا کہ جناب آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو فدیہ (Ransom) ادا کیجئے اور آزاد ہو جائیے ان سے چار سو درہم طلب کئے گئے حضرت عباس نے کہا کہ میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کرسکوں۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان وہ مال کدھر گیا جو آپ نے میری چچی اُم الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا اور میری چچی کو کہا تھا کہ اگر میں میدانِ جنگ میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کے حوالے کر دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر جنابِ عباس کی آنکھیں کھل گئیں اور کہنے لگے آج میں نے جان لیا کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں کیونکہ اس بات کا علم سوائے میرے اور میری بیوی ام الفضل کے اور کسی کو نہ تھا اگر آپ اس واقعہ کو جانتے ہیں تو واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اندازہ کر لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گئے وقت میں جس نے تنہائی میں جو کچھ کام کیا اس کا علم ہے اگر تعصب کی عینک اُتار کر بندہ حقائق کا مطالعہ کرے تو شاید اس کی ہٹ دھرمی میں کمی ہو جائے اور وہ حق آشنا ہونے کے ساتھ حق کو فراخ دلی سے قبول کر لے۔

Marfat.com

ابوالعاص بن ربیع دامادِ فخرِ عالم:

اسیرانِ جنگ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے جب ان سے فدیہ طلب کیا گیا تو انہوں نے حضرت زینب کا ہار جوان کو حضرت خدیجہ نے رخصتی کے وقت پہنایا تھا حضور کے سامنے پیش کر دیا حضور نے اس ہار کو دیکھ کر اس کو پہچان لیا اسے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عظیم بیوی خیر النساء حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اپنی لختِ جگر اور نورِ نظر حضرت زینب کی یاد آ گئی اور آپ پر شدید رقت طاری ہوگئی آپ نے صحابہ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کا ہار واپس کر دو جو اس نے بطورِ فدیہ بھیجا ہے اور ابوالعاص اور اس کے بھائی کو بلا معاوضہ رہا کر دو تو بہتر ہوگا صحابہ نے عرض کیا جو حکم سرکار کا اور پھر بحکمِ ارشاد اسی طرح کیا گیا۔

اصحابِ بدر کی فضیلت (Greatness of the Badar Soldiers)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدِ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ

اللہ تعالیٰ اصحابِ بدر کو باخبر کرتے ہوئے فرماتا ہے جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے ایک روایت ہے کہ میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بدر سے مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے تو مدینہ کے وہ اصحاب جو کسی عذر سے پیچھے رہ گئے تھے وہ مقام ''روحا'' میں آئے اور شرفِ استقبال سے مشرف ہوئے اور معذرت خواہی کی یہاں تک کہ سب کی معذرت قبول فرمائی گئی۔

اس کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنتِ رسول کی تیمارداری میں لگے ہوئے تھے بحکمِ نبی اور اس غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے لیکن جب حضور

Marfat.com

نے مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو ان کو بھی حصہ دیا۔

قارئین غور فرمائیں جب اللہ اور اس کا پیارا رسول اصحابِ بدر پر عنایات فرما رہا ہے اور ان کو جنت کی خوشخبریاں سنائی جا رہی ہیں تو وہ بد باطن جو خلفاء ثلاثہ کے خلاف لغو اور بے ہودہ قسم کی گفتگو کرتے ہیں کیا ان کو خدا اور رسول کے حکم اور ارشاد کا بھی لحاظ نہیں انہیں چاہئے کہ بغض وحسد کی جگہ الفت ومحبت کے چراغ روشن کریں تا کہ کل قربِ رسول میں جگہ مل سکے ورنہ بغض وحسد کی وجہ سے یہاں بھی جل رہے ہیں اور وہاں بھی جلیں گے۔

اس فتحِ عظیم کے اثرات:

اس کے مندرجہ ذیل اثرات سامنے آئے جو پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ غزوۂ بدر سے پہلے قریشِ مکہ کی دھاک پورے جزیرہ عرب پر تھی کیونکہ وہ بڑے بہادر جوانمرد اور جنگجو قسم کے لوگ تھے معاشی اعتبار سے بھی وہ بہتر تھے کہ تجارت کرتے تھے آبادی کے لحاظ سے بھی وہ آنے والوں کی حج کے دنوں میں خدمت کرتے اور ان کو لات وعزیٰ کی خدائی پر یقین رکھنے کی رغبت دلاتے اور ان سے خانہ کعبہ کے متولی ہونے کے ناطے مال بھی بٹورتے۔

۲۔ لیکن اس غزوۂ کے بعد ان کی ساری سیاسی برتری اور ان کے خداؤں کی عظمت کا قبائلِ عرب نے مشاہدہ کر لیا کہ وہ اتنے بڑے لشکرِ جرار اور ساز وسامان کے ساتھ تین سو تیرہ کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر تین میں رہے نہ تیرہ میں۔

۳۔ اور ان کی وہ بے جان مورتیاں جن کو رب ذوالجلال کا شریک بناتے ہوئے انہیں ذرا خفت محسوس نہ ہوتی تھی ان کی ذرا مدد کو نہ آئیں اور بڑے بڑے پتھر کے صنم ان کے قتل و ذلت اور بے بسی کا بڑی خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہے۔

۴۔ تمام عرب کے قبائل پر یہ بات واضح ہوئی کہ جب اتنے جنگی سامان اور اتنی تعداد کے باوجود ان کے خدا ان کو نہ بچا سکے تو اس کے بعد کونسا ایسا مشکل موقع آئے گا جب وہ ان کی مدد کریں گے اور جس رب کا نعرہ رفقائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتے ہیں وہی حق معلوم ہوتا ہے اس سے لوگ اسلام کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوئے اور لوگوں میں اسلام

Marfat.com

پھیلنا شروع ہوا۔

۵۔ مسلمان خطۂ عرب میں ایک عظیم قوت بن کر اُبھرے جن کو کل تک لوگ کمزور و ناتواں سمجھتے رہے آج ان کی ہیبت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

۶۔ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ فتح کا دار و مدار کثرت و قلت پر نہیں صرف نصرتِ خداوندی پر منحصر ہے۔

۷۔ جانثارانِ نبی نے یہ ثابت کر دیا کہ جب بات دینِ حق کی ہو تو کوئی مصلحت نہیں باطل کے سامنے ڈٹ جاؤ چاہے بظاہر کچھ نہ ہو۔

اے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اے محبانِ صحابہ آج تمہیں بھی غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرنی ہوگی تمہیں بھی قوتِ حیدری سے باطل کے قلعوں پر ایسی ضرب لگانی ہوگی کہ یہ لاتی و مناتی اپنی رام رلیوں میں رُل جائیں تا کہ یہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے بارے میں جو ہرزہ سرائی کرتے ہیں اس سے باز آجائیں ہمیں فکرِ صدیق رضی اللہ عنہ پیدا کرنی ہوگی ہمیں جذبۂ فاروق رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا ہوگا۔ ہمیں حیائے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنانا ہوگا۔ ہمیں قوتِ حیدری رضی اللہ عنہ کا مظاہرہ کرنا ہوگا تب جا کر لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا مقام حاصل ہوگا ورنہ داستاں بھی نہ رہے گی داستانوں میں۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

Marfat.com

٦۔ غزوۂ بنی سلیم

اسے قرقرۃ الکدٰی بھی کہتے ہیں ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے واپس تشریف لائے تو ایک ہفتہ بعد اطلاع ملی کہ قبیلہ بنی سُلیم اور غطفان نے ایک لشکر جمع کیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مزید مہلت دینا پسند نہ فرمایا اور دو سو مجاہدین کو ساتھ لے کر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اس غزوہ میں سیّدنا علی مرتضیٰ لشکرِ اسلام کے علمبردار تھے مدینہ میں آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری اور ابنِ ام مکتوم کو عامل بنایا۔

جب آپ اس قوم کے ایک کنویں پر پہنچے جس کا نام کدر تھا تین شب آپ نے وہاں قیام فرمایا لیکن کوئی مقابلہ کے لئے نہ آیا اور جنگ درپیش نہیں ہوئی لہٰذا آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

Marfat.com

۷۔ غزوۂ سویق

میدانِ بدر میں ہزیمت اٹھانے کے بعد ابوسفیان کی دشمنی مسلمانوں کے ساتھ اور زیادہ ہوگئی اور اس کو اہلِ مکہ کی حالت پر ترس آتا یہ دیکھ کر اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ اصحابِ رسول سے انتقام نہ لے گا اس وقت تک نہ تیل لگائے گا اور نہ غسلِ جنابت کرے گا چنانچہ اس نے دوسو سواروں کا ایک لشکر اپنے ساتھ لیا اور مکہ سے نکل کر مدینہ کے قریب ایک وادی جس کا نام عریض ہے قریب آ پہنچا۔ رات کو یہ مدینہ کے اندر بنی نضیر کے محلّہ میں حی بن اخطب کے مکان پر آیا اور دستک دی مگر حی بن اخطب نے دروازہ نہ کھولا پھر ابوسفیان ایک دوسرے یہودی رئیس سلام بن حکم کے دروازے پر آیا یہ یہودیوں کے مالی فنڈ کا نگران بھی تھا اس نے ابوسفیان کو خوش آمدید کہا اسے اپنے ہاں بٹھایا اس کی پُر تکلف دعوت کی اس کے بعد ابوسفیان اُسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا یہاں ان لوگوں نے ایک انصاری کی کھجوروں کی کھیتی کو آگ لگا دی اور ان کو ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کر دیا اور پھر وہاں سے بھاگ گئے اور ابوسفیان نے یہ سمجھا کہ اس نے اپنی قسم کو پورا کر لیا اور تیز رفتاری سے وہاں سے نکل گئے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے دوسو مہاجرین وانصار کو اپنے ساتھ لیا مدینہ طیبہ میں آپ نے بشیر بن عبد المنذر کو اپنا نائب بنایا اور تیزی سے دشمن کا تعاقب کیا آپ نے ان کا قرقرۃ الکدر تک پیچھا کیا مگر دشمن بڑی بدحواسی کے عالم میں بھاگے ان کو یہ بات معلوم تھی کہ سرورِ عالم اپنے جانباز مجاہدین کے ساتھ ہمارے پیچھے ضرور آئیں گے اس لئے جب وہ بھاگ رہے تھے تو ان کے پاس کھانے کے لیے ستو تھے جو بوریوں میں تھے انہوں نے ان کو بوجھ سمجھ کر پھینکنا شروع کر دیا وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے اسی سبب سے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق ہوا واپسی میں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بھی ہمارے لئے غزوہ ہے یعنی اس کا ہمیں ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں ملے گا۔

Marfat.com

۸۔ غزوۂ ذی امر یا غطفان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو غطفان اور بنو محارب کے لوگ ذی امر کے مقام پر اکٹھے ہو رہے ہیں تا کہ مسلمانوں پر حملہ کر کے لوٹ مار کریں حضور نے ساڑھے چار سو مجاہدین کو اپنے ساتھ لیا مدینہ پر آپ نے حضرت عثمان بن عفان کو نائب مقرر کیا جب حضور اس مقام پر پہنچے تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور پہاڑوں میں روپوش ہو گئے مسلمانوں کو بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا اسے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لائے حضور نے اسے دعوتِ اسلام دی وہ مسلمان ہو گیا اور اس کو حضرت بلال کے حوالے کیا تا کہ اسے دینِ اسلام کی تعلیم دیں اس سفر میں پھر کوئی جنگ نہیں ہوئی اس روز وہاں موسلا دھار بارش ہوئی سب کے کپڑے بھیگ گئے حضور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور اپنے کپڑے سوکھنے کے لئے درخت پر پھیلا دیئے اور خود آرام کرنے کے لئے درخت کے نیچے لیٹ گئے صحابہ کرام اپنے اپنے فرائض انجام دینے میں مشغول ہو گئے مشرکین جو پہاڑوں میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے دیکھا کہ حضور اکیلے آرام فرما ہیں انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنے سردار دعثور سے کہا کہ وہ جائے اور اس بے خبری میں اس رونقِ کائنات کی حیات کو ختم کر دے اس بیچارے کو کیا خبر کہ جس نورِ مجسم کے بارے میں وہ غلط ارادہ کر کے جا رہا تھا وہ تو کونین کا مشاہدہ ہتھیلی کی طرح کرتے ہیں تو جب وہ دبے پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا اور آپ کے سرِ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر اس نے اپنی تلوار کو لہرایا اور کہا:

”آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔

یہ پُر جلال جواب سن کر اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی جسے حضور نے اٹھا لیا اور اس سے پوچھا اب بتاؤ تمہیں کون بچائے گا اس نے کہا کوئی بچانے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور پھر کلمہ پڑھا حضور اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اس کو دے دی اور وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اس کی قوم نے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا کہ تو تلوار سونت کر ان کے سرہانے بھی پہنچ گیا مگر کوئی وار بھی نہیں کیا اس نے کہا میں نے ایک مردِ سفید بلند و بالا دیکھا جس نے ایک ہاتھ میرے سینہ پر مارا جس سے میں پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑا اس کے بعد دعثور نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی اس سفر کی مدت گیارہ روز تھی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ میں رونق افروز ہوئے۔

۹۔ غزوۂ نجران

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنی سلیم بن منصور نے ایک لشکر اکٹھا کیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تین سو مجاہدین کو لے کر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے حضور کی آمد کے بارے میں سن کر وہ سب تتر بتر ہو گئے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت بخریت مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ اِس دوران مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو خلیفہ مقرر فرمایا۔

Marfat.com

۱۰۔ غزوۂ بنوقینقاع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قومِ یہود سے (جو آپ اور آپ کے اصحاب سے حد درجہ کینہ و بغض رکھتی تھی) فرمایا کہ اے معشرِ یہود اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہیں تم پر وہ بھی عذاب نہ آ جائے جو قریش پر بدر کے روز نازل ہوا تم اسلام کو قبول کر لو اور میری اتباع کرو کیونکہ تم نے مجھ کو ان علامات کے مطابق (According to signs) پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں (Written) موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں مجھ پر ایمان لانے کا بار بار حکم دیا ہے۔

اس پُر کیف جذبۂ فلاح سے معمور الفاظ کا جواب ان بے ہدایتوں نے یوں دیا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم ہمیں بھی اپنی قوم کی طرح نہ سمجھو وہ لوگ لڑائی کے فن سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے اس لئے تم نے ان پر غلبہ پا لیا اگر آپ نے ہم سے جنگ کی تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم کس قسم کے لوگ ہیں۔''

یہود کی شرارت:

ابنِ ہشام کہتے ہیں اس جنگ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عرب کی نواحی بستی کی ایک مسلم خاتون مدینہ کے بازار میں ایک یہودی کی دکان میں (نقاب پہنے ہوئے) آئیں یہودیوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ اپنا نقاب اُلٹ دیں لیکن اس باعفت و باکردار خاتون نے ان کمینوں کی اس کوشش کو پورا نہ ہونے دیا اسی اثناء میں ان خبیثوں کو ایک شرارت سوجھی ان میں سے ایک یہودی چپکے سے اٹھا اور اس خاتون کی پشت کی طرف گیا اور اس کی تہ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی اس نے یہ حرکت اتنی ہوشیاری سے کی کہ اس خاتون کو خبر تک نہ ہوئی۔

جب وہ اٹھی تو اس کا ستر ننگا ہو گیا یہ دیکھ کر وہ بد باطن یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے اس عورت نے بلند آواز سے فریاد کی ایک مسلمان پاس سے گزر رہا تھا اس نے اپنی دینی بہن کی فریاد سنی اور فوراً اس لعین دکاندار کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس بازار کے سارے یہودی جمع ہو گئے اور انہوں نے اس غیور مسلمان کو شہید کر دیا۔

Marfat.com

آپ نے دیکھا کہ ایک مسلمان نے اپنی غیرت یعنی (دینی بہن کی عزت کی خاطر) اپنی جان قربان کر دی لیکن آج کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور کئی مقامات پر مسلمان خواتین کی عزت وعصمت کی چادر کو جس طرح تار تار کیا جا رہا ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں لیکن مجال ہے جو اقوامِ عالم کے مسلمان لیڈروں کو ذرا بھی اس بات کا احساس ہو اور کبھی انھوں نے جرأت و بے باکی کے ساتھ یہ بات انٹرنیشنل فورم (International Forum) میں اٹھائی ہو آواز اٹھا بھی کس طرح سکتے ہیں کیونکہ یہ کام تو بڑی دینی حمیت اور غیرت کا ہے جس کا آج کل کے مسلمانوں میں بالعموم اور حکمران طبقہ میں بالخصوص فقدان ہے اللہ تعالیٰ ہماری دینی حمیت اور غیرت کو بیدار کرے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے بغیر کسی تاخیر کے بنوقنیقاع کی بستی کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا جو پندرہ روز تک جاری رہا آپ خود اس محاصرہ کی نگرانی فرما رہے تھے مدینہ میں آپ نے ابولبابہ بشیر بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اس لشکر کے علمبردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں سفید پرچم (Flag) لہرا رہا تھا۔

بنوقنیقاع کے مردوں کی تعداد سات سو تھی ان میں سے تین صد زرہ پوش تھے اور چار سو بغیر زرہ کے تھے ان کے پاس اسلحہ کے بے پناہ ذخائر تھے انہیں اپنی بہادری کا بھی بہت غرور تھا لیکن خالقِ کائنات کے عظیم رسول کی عظمت و جلال سے ان پر رعشہ (Thrilling) طاری ہو گیا اور وہ پندرہ روز کے محاصرہ کو برداشت نہ کر سکے انہیں ایک دن بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اسلام کے ان مصطفوی درویشوں کا مقابلہ کر سکیں آخر پندرہ روز بعد انہوں نے خود ہتھیار ڈال دیئے اور وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ جو حضور فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہوگا عبداللہ بن اُبی ان کا حلیف تھا اس نے درخواست کی کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ ان کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

Marfat.com

۱۱۔ غزوۂ اُحد

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًاؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ (آلِ عمران: ۱۶۹۔۱۷۰)

اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں ان (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے اور خوش ہو رہے ہیں بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آ ملے ان سے ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے کہ نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وجوہات (Reasons of this war)

کفارِ مکہ جن کو اپنے باطل نظریات اور اپنے اصنام پر بڑا ناز تھا اور وہ اپنے آپ کو بڑا مضبوط ہر لحاظ سے سمجھتے تھے بدر کے واقعہ نے ان کے سارے کس بل نکال دیئے تھے اور میدانِ بدر میں ذلت آمیز شکست نے ان کی بہادری کے قلعوں میں وہ شگاف ڈال دیا تھا جس کی خلش ان کو ہر وقت بے چین کیے رکھتی تھی اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ وہ اپنے ان رؤساء (جن کی لاشیں بدر کی خاک میں مل گئیں تھیں) کا بدلہ لے سکیں اس جذبۂ انتقام کے تحت عکرمہ بن ابو جہل و ابوسفیان اور صفوان بن اُمیہ وغیرہ نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور یہ معاملہ طے ہوا کہ جو قافلہ ابوسفیان تجارت کا لایا ہے اس کا تمام منافع جنگی ضروریات پر خرچ کیا جائے چنانچہ سرمایہ کے مالکوں نے بخوشی اس بات کی اجازت دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ فَسَیُنۡفِقُوۡنَہَا ثُمَّ تَکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ حَسۡرَۃً ثُمَّ یُغۡلَبُوۡنَ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ

Marfat.com

كَفَرُوْآ اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ

بے شک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں اور یہ آئندہ بھی اسی طرح خرچ کریں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعثِ حسرت وافسوس پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہوگا۔

(الانفال:۳۶)

اس کے بعد کفارِ مکہ بڑے زور وشور کے ساتھ تیاری کرنے لگے اور ان کی خواتین نے ایسے دردناک گیت گائے جس سے ان میں بدر کے مقتولوں کی یاد بھی تازہ ہوئی اور دیگر قبائل کے جنگجو بھی قریش کی اعانت کو پہنچ گئے۔

لشکرِ کفار کی روانگی:

۵ شوال ۳ ہجری کو کفار کا لشکر جو تین ہزار جنگ آزما سورماؤں پر مشتمل تھا روانہ ہوا جس میں سات سو زرہ پوش دو سو گھڑ سوار اور تین ہزار اونٹ تھے اور اس لشکر کا مقصد مدینہ کی ایک چھوٹی سی بستی پر حملہ کرنا تھا جہاں آفتابِ رسالت ہدایت کے پروانوں کے درمیان رونق افروز تھا۔

قریش اپنا سب ساز وسامان درست کر کے اور تمام قبائل کے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور باہم عہد (Mutual Agreement) کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے اور ساتھ کافی لوگوں نے اپنی عورتوں کو بھی لے لیا جن میں ابوسفیان کی زوجہ ہندہ بنتِ عتبہ عکرمہ بن ابی جہل کی زوجہ اُمِ حکیم بنتِ حارث، حارث بن ہشام کی زوجہ فاطمہ بنتِ ولید، صفوان بن اُمیہ کی زوجہ برزہ بنتِ مسعود، عمرو بن العاص کی زوجہ دیطہ بنتِ منیہ، طلحہ بن ابی طلحہ کی زوجہ سلافہ بنتِ سعد شامل تھیں۔

ہندہ بنتِ عتبہ زوجہ ابوسفیان جب وحشی (ایک ماہر تیر انداز اور حبشی غلام تھا) کے پاس آئی تو اسے کہتی ایسا کام کرنا جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے کفار کا لشکر مدینہ کی طرف بڑھتا آرہا تھا اس کی چڑھائی کی خبریں دور ونزدیک پھیل رہی تھیں مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں نے جب یہ سنا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

جب کفار کا لشکر مدینہ کے قریب وادی ذوالحلیفہ میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

حضرت حباب بن منذر کو ان کی سرگرمیوں اور ان کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا انہوں نے واپس آ کر تفصیلی حالات بیان کئے۔

جنگ کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یاد فرمایا جب وہ سب آ گئے تو آپ نے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ بند ہو جاؤ عورتوں اور بچوں کو مختلف گڑھیوں میں بھیج دو اگر کفار باہر ٹھہرے رہیں گے تو ان کا یہ ٹھہرنا ان کے لئے بہت تکلیف دہ ہوگا اور اگر انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کی تو ہم گلی کوچوں میں ان سے لڑائی کریں گے نیز ہم گلیوں کے پیچ وخم سے خوب واقف ہیں ہم ان پر بلند مکانوں اور اونچے ٹیلوں سے پتھراؤ کر کے بھی انہیں پچھاڑ سکیں گے۔

اکابر مہاجرین وانصار کی بھی یہی رائے تھی اور عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین کی بھی یہی رائے تھی۔

مسلمانوں کا جذبۂ شہادت:

نوجوانوں کی ایک جماعت جو بدر میں شریک نہیں ہو سکی تھی اور جنہیں شہادت حاصل کرنے کا بہت زیادہ شوق تھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں ساتھ لے کر میدان جنگ کی طرف چلیئے تاکہ دشمنانِ حق یہ خیال نہ کریں کہ مسلمان بزدل ہیں الغرض نوجوان صحابہ کا یہ جذبہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور باہر نکل کر لڑنے کا ارادہ فرمایا یہ جمعہ کا دن تھا سب توحید ورسالت کے متوالوں نے اپنے کریم آقا کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کی اس کے بعد جانِ عالم اپنے بے مثل بدن پر آلاتِ حرب سجا کر باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو ناحق مجبور کر کے باہر نکل کر جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا لہٰذا آپ شہر ہی میں تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ہتھیار پہن کر انہیں بغیر جنگ کے اتار دے پھر آپ نے فرمایا اگر تم نے ثابت قدمی دکھائی اور صبر کا دامن پکڑے رکھا تو

Marfat.com

فتح ونصرت تمہاری ہوگی۔

اس واقعہ میں مسلم قائدین کے لیے دوگراں قدر اصول ہیں:

۱۔ اکثریتی فیصلے کواہمیت دینا اوران کے دینی جذبات اور حب الوطنی کی قدر کرنا

۲۔ دوسرا یہ کہ جب ایک فیصلہ کرلیا تو پھراس پرڈٹ جانا تاکہ آپ کا شخصی اور قائدانہ وقار برقرار رہے اور باربار فیصلہ کرنے سے آپ کی قوتِ فیصلہ مجروح نہ ہو۔

لیکن آجکل ہمارے قائدین کا آج کچھ فیصلہ ہوتا ہے رات گزرنے کے بعد کچھ ہوتا ہے صبح کچھ شام کچھ ان کی شخصیت کا کوئی واضح رُخ متعین کرنا بہت مشکل ہے اللہ ان کو صحیح اور بروقت فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان معاملات سے فراغت پانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار افراد کے ساتھ نکلے اس لشکر میں آپ نے تین علم بنائے:

☆ قبیلہ اوس کا علم اسید بن حضیر کے حوالے کیا

☆ قبیلہ خزرج کا علم حباب بن منذر کو دیا

☆ اور مہاجرین کا پرچم سیّدنا علی مرتضیٰ کے دستِ مبارک میں تھا یا مدینہ میں حضرت عبداللہ بن اُمِ مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا۔

تاجدارِ انبیاء کی اُحد کی طرف روانگی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ہمراہ جن میں سوزرہ پوش تھے مقامِ شیخین پر پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا اوران میں سے جو بالکل نوعمر یعنی تیرہ یا چودہ سال کے تھے ان کو واپس بھیج دیا جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت اور اسامہ بن زید بھی شامل تھے ان سب کو آپ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ واپس چلے جاؤ انہی میں حضرت رافع بن خدیج بھی تھے ان کے بارے میں آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت اچھا تیرانداز ہے حضور نے یہ سن کر رافع کو لشکر میں شامل ہونے کی اجازت دے دی یہ سن کر سمرہ بن جندب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے رافع کو اجازت دی ہے

Marfat.com

حالانکہ میں ان کو کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا تو تم دونوں کشتی کر کے دکھاؤ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا سرورِ عالم نے ان کو بھی جہاد میں شرکت کی اجازت فرما دی۔

غور فرمائیں کے نوعمری کے عالم میں جذبۂ جہاد کا ایسا منظر صرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں ہی میں نظر آتا ہے جب تک قوم کے نوجوانوں اور بچوں میں جہاد کا ایسا جذبہ رہا قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان کے قدموں تلے ہوتی تھیں اور جب سے یہ جذبہ سرد ہوا تب سے حالات یکسر بدل گئے۔

اُحد کی طرف پیش قدمی:

یہاں سے چلنے کے بعد اسلامی لشکر ایک مقام پر ٹھہرا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی پھر محمد بن مسلمہ کو پچاس افراد کے ساتھ لشکر کی پاسبانی کے لیے مقرر فرمایا اُدھر کفار نے بھی اپنے لشکر میں عکرمہ بن ابو جہل کو پاسبانی کے لیے مقرر کیا تاکہ وہ دیکھے کہ لشکرِ اسلام کیا کرتا ہے۔

سحری کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ہمیں اس ٹیلا کی ایسی جانب سے لے کر جائے کہ کافر ہمیں دیکھ نہ سکیں یہ سن کر ابوخیثمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضرِ خدمت ہوں یہاں سے آپ بنو حارثہ کے پتھریلے میدانوں اور کھیتوں سے گزرتے ہوئے جب مقامِ شوط پر پہنچے تو یہاں عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ لشکرِ اسلام سے الگ ہو کر واپس جانے لگا اس وقت وہ بڑبڑا رہا تھا کہ بچوں کا کہا مانا میری بات نہ مانی ہم بلاوجہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالیں یہ دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن حرام نے ان لوگوں سے کہا اے لوگو کیا تم خدا کو بھول گئے ہو جو اس کے نبی سے علیحدگی اختیار کرتے ہو ایسے وقت پر جب کہ دشمن سامنے موجود ہے جب منافقین نے ان کی منت سماجت کا کوئی اثر قبول نہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

> جاؤ خدا تمہیں برباد کرے اے اللہ کے دشمنو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔

پھر آپ اور آپ کے ساتھی جن کی کل تعداد اب سات سو رہ گئی تھی اُحد کی طرف ایک

Marfat.com

گھاٹی میں اترے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا جب تک میں نہ کہوں تم جنگ نہ کرنا۔

تیراندازوں کو ہدایت (Advice to the archers)

اس وادی میں ایک چھوٹا سا پہاڑی ٹیلا تھا جو عینین کے نام سے مشہور تھا وہاں آپ نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا جن کا لباس سفید رنگ کا تھا تاکہ دور سے ان کی پہچان ہو سکے اور ساتھ ہی ان کو نہایت سختی سے حکم دیا کہ اگر ہم پر گھڑ سوار حملہ کریں تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دینا تاکہ پیچھے سے وہ ہم پر حملہ نہ کر سکیں اور اگر تم دیکھو کہ ہمیں فتح ہو رہی ہے اور ہم دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔

میدانِ جنگ:

کفار کی طرف سے سب سے پہلے جس نے جنگ کا آغاز کیا وہ ابو عامر تھا وہ اپنے پچاس ہمراہیوں سمیت یثرب سے مکہ آ گیا تھا اس نے قریش کو یقین دلایا تھا کہ جب اس کی قوم بنی اوس اسے دیکھیں گے تو تمام کے تمام اس نبی کی معیت کو چھوڑ کر اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے لیکن اس بچارے کو کیا خبر کہ جو شخص ایک دفعہ چہرۂ والضحیٰ کو دیکھ لیتا بس اُسی دلربا کا ہو کر رہ جاتا۔

ابو عامر نے مسلمانوں کے لشکر کے سامنے آ کر زور سے پکارا کہ اے گروہِ اوس میں ابو عامر ہوں انہوں نے یک زبان ہو کر کہا اے فاسق خدا تیری آنکھوں کو کبھی ٹھنڈا نہ کرے ہماری آنکھوں سے دور ہو جا اس کے بعد اس نے مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دیئے اور قریش کے لڑکوں نے بھی مسلمانوں پر سنگباری شروع کر دی مسلمانوں نے بھی جوابی کاروائی کرتے ہوئے کفار پر تیر اور پتھر برسائے اس کے بعد فریقین ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا تو دیگر صحابہ کے علاوہ حضرت زبیر نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ابو دُجانہ کو عطا فرمائی حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ مجھے اس

Marfat.com

بات کا بہت رنج ہوا کہ میں حضور کی پھوپھی حضرت صفیہ کا بیٹا ہوں مجھے تو یہ تلوار نہیں دی گئی اور ابودُ جانہ کو دی گئی ہے میں دیکھتا ہوں کہ وہ اس جنگ میں کون سے کارنامے انجام دیتے ہیں۔

میں (حضرت زبیر) نے دیکھا کہ حضرت ابودُ جانہ نے اپنا سرخ دوپٹہ سر پر باندھا اور تلوار کو لہراتے ہوئے میدان کارزار میں گھس گئے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے:

اَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ

وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

اَلَّا اَقُوْمُ الدَّهْرَ فِی الْکُیُوْلِ

اَضْرِبُ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

''میں وہ ہوں جس نے اپنے دوست کے ساتھ اس وقت معاہدہ کیا جب ہم کھجوروں کے پاس دامنِ کوہ میں تھے کہ میں ساری عمر پچھلی صفوں میں کھڑا نہیں ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار کو چلاتا رہوں گا۔''

یہ کہہ کر وہ لشکرِ کفار میں گھس گئے اور ایسی شجاعت اور جوانمردی دکھائی کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے جدھر سے گزرتے کشتوں کے پشتے لگاتے چلے جاتے جو سامنے آتا اس کو ڈھیر کر دیتے۔ ایک کافر ایسا شریر تھا کہ اس کی راہ میں جو مسلمان زخمی اسے نظر آتا اس کو فوراً شہید کر دیتا اتفاق سے ابودُ جانہ اور اس کا سامنا ہوا حضرت زبیر کہتے ہیں کہ میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے چنانچہ اس مشرک نے حضرت ابودُ جانہ رضی اللہ عنہ پر بڑا کاری وار کیا جسے آپ نے اپنی ڈھال پر روکا پھر ابودُ جانہ نے اپنی شمشیر کا ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت زبیر ہی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابودُ جانہ کو دیکھا کہ ہندہ زوجہ ابوسفیان جو اپنی اشتعال انگیزیوں سے مسلمانوں پر قیامت برپا کر رہی تھی وہ ایک مرتبہ ابودجانہ کی تلوار کی زد میں تھی لیکن آپ نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا میری ملاقات ابودجانہ سے ہوئی تو میں نے انہیں کہا کہ ہندہ کو قابو کرنے کے بعد آپ نے چھوڑ دیا اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی آپ نے جواب دیا:

Marfat.com

وَكَرِهْتُ اَنْ اَضْرِبَ بِسَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اِمْرَاءَةً لَا نَاصِرَلَهَا

''مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ جس کا اس وقت کوئی یار و مددگار نہ تھا۔''

گھمسان کا رن پڑنے لگا غلامانِ مصطفےٰ اسلام کی سربلندی کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے لگے مشرکین بھی جاں بازی کی نادر مثالیں قائم کر رہے تھے لیکن وہ لوگ زیادہ دیر تک اسلام کے شاہینوں کا مقابلہ نہ کر سکے حضرت ابودُجانہ طلحہ بن عبید اللہ سیّدنا حمزہ، سیّدنا علی، انس بن نضر، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم اجمعین جس بے جگری سے لڑے اس نے کفر کے سورماؤں کو ہلا کر رکھ دیا۔

ان کے سوار دستوں نے تین دفعہ لشکرِ اسلام پر عقب سے حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار عینین کی پہاڑی پر حضور نے جو پچاس تیر انداز متعین فرمائے تھے وہ اس بہادری کا مظاہرہ کرتے کہ انہیں ہر بار راہِ فرار اختیار کرنی پڑتی۔

اس کے بعد طلحہ بن ابی طلحہ جو کفارِ قریش کا علمبردار (Torch-Bearer) تھا اس نے اپنا مدِ مقابل (Opponent) طلب کیا حضور نے اس کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا شیرِ خدا نے اس کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا اور اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ خاک وخون میں تڑپنے لگا آپ نے اس پر دوسرا وار نہ کیا کیونکہ اس کی شرم گاہ ننگی ہو گئی تھی اور اہلِ مروت وایمان کا یہ شیوہ نہیں کہ دشمن کو ایسی حالت میں موت کے گھاٹ اتارا جائے لیکن وہ ایک وار کی بھی تاب نہ لا سکا اور کچھ دیر بعد دم توڑ گیا۔

طلحہ کے بعد اس کے بھائی ابوشیبہ عثمان نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھا لیا حضرت حمزہ نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی تلوار کا وار کیا تلوار اس کے کندھوں کو کاٹتی ہوئی سینے کو چیرتی ہوئی نیچے تک پار نکل گئی اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو کر الگ الگ جا گرے۔

اس کے بعد اس کے بھائی ابو سعد بن ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا تھام لیا حضرت سعد بن ابی وقاص نے کمان میں تیر رکھ کر اس کے گلے کو نشانہ بنایا اور وہ بھی ڈھیر ہو

Marfat.com

گیا اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ کفار کے علم کو یکے بعد دیگرے دس اشخاص نے اٹھایا لیکن سب ہلاک ہوگئے آخر میں صؤاب نامی ایک حبشی غلام نے علم کو اٹھالیا اور فضا میں لہرا دیا کفار نے کہا دیکھنا تمہاری وجہ سے ہمیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے چنانچہ اس نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا پھر قُزمان نے اس کو تیر مار کر موت کی نیند سلا دیا جب کفار کے گیارہ علمبردار مارے گئے تو ان کے حوصلے پست ہوگئے اور انہوں نے میدانِ جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا وہ حواس باختہ تھے انہیں کسی چیز کی ہوش نہ تھی ان کی عورتیں جو کچھ دیر پہلے دف بجا بجا کر اپنے سپاہیوں کے حوصلے بلند کر رہی تھیں اب ان کی چیخ و پکار اور فریاد سننے والا کوئی نہ تھا انہوں نے دفوں کو ہاتھوں سے پھینک دیا اور اپنے پائنچے اوپر اٹھائے جب وہ بھاگ رہی تھیں تو ان کی پنڈلیوں پر پازیبیں دکھائی دینے لگیں۔

مکہ کے سورما سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے جا رہے تھے ان میں سے کسی کو عورتوں کے بچانے کی ذرا فکر نہ تھی۔

تیر اندازوں کا اپنی جگہ چھوڑنا:

مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفار اپنی جان بچانے کے لیے بھاگے جا رہے ہیں اور بالکل ہی حواس باختہ ہو چکے ہیں اور ان کو اپنے مال و اسباب کی بھی فکر نہیں اس کو بھی چھوڑے جا رہے ہیں تو انہوں نے سوچا (یعنی تیر اندازوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عینین کی چوٹی پر متعین فرمایا تھا) کہ اب ان کا یہاں کھڑے رہنا بے سود ہے کیوں نہ وہ آگے بڑھ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرلیں اس بات کا اظہار انہوں نے اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے نہایت سختی سے منع کر دیا اور انہیں فرمایا کہ تمہیں یاد نہیں ہمارے مربی سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا حکم دیا تھا دوسرے لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مدعا نہ تھا کہ اتنی واضح فتح کے بعد بھی ہم یہاں بے مقصد کھڑے رہیں یہ کہہ کر تقریباً ۳۵ یا ۴۰ افراد نے پچاس میں سے وہ جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہوگئے۔

Marfat.com

منظر بدل گیا:

حضرت خالد بن ولید (جو اس وقت مسلمان نہیں تھے) اس سے پہلے کئی مرتبہ اسی مقام پر حملہ کر چکے تھے لیکن یہاں پر موجود تیر اندازوں نے ہر مرتبہ ثابت قدمی دکھائی اور ان کا حملہ (Attack) پسپا کر دیا اس بار جو خالد نے دیکھا کہ یہاں سوائے چند مسلمان مجاہدین کے اور کوئی نہیں تو انھوں نے عکرمہ بن ابو جہل اور دیگر کفار کے ساتھ مل کر جو یہاں پر حملہ کیا تو حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں نے اس بار بھی بڑی بے جگری اور جوانمردی سے لڑے لیکن دشمن کا پلہ اس دفعہ بھاری رہا اور انہوں نے اس مقام پر عبداللہ بن جبیر سمیت تمام کو شہید کر دیا۔

سیّدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب مشرکین کی صفوں کی صفیں الٹ رہے تھے تو اس وقت جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کے قول کے مطابق کہ اس نے دیکھا کہ حضرت حمزہ قریش کی صفوں میں گھسے چلے جاتے تھے اور وہ اپنی تلوار جدھر کرتے ان کے سامنے قریش ایسے لگتے جیسے بکریاں ہوں اور کسی غضبناک شیر سے ڈر کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہوں اس نے مزید بیان کیا کہ (وحشی نے) میں ان کی گھات میں بیٹھا ہوا تھا اور میرا نشانہ شاذونادر ہی خطا جاتا تھا چنانچہ میں نے نشانہ لے کر اپنا نیزہ جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا تو وہ سیدھا ان کے سینے میں جا لگا اور وہ نیچے کی طرف جھکے اور جھکتے چلے گئے اور شہید ہو گئے اس طرح کفر کے ایوانوں میں توحید رسالت کی صدائیں بلند کرنے والا وہ اللہ اور رسول کا شیر اسلام کا بطلِ جلیل ایک وحشی غلام کے ہاتھوں شہادت کے منصب پر فائز ہو کر امتِ مسلمہ کے لئے اپنی شجاعت و بہادری کا نشان چھوڑ گیا فتحِ مکہ کے موقع پر جب کریم آقا نے عام معافی کا اعلان فرمایا تو لوگوں نے وحشی سے کہا تو بھی جا اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ کیوں کہ وہ کسی کو قتل نہیں کر رہے اور سب کو معاف فرما رہے ہیں یہ سن کر وہ (وحشی) آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کو اپنا بہت ہی عزیز اور پیارا چچا یاد آ گیا اور آپ

Marfat.com

نے رنجیدہ ہو کر پوچھا ''تو وحشی ہے'' تو وہ خوف سے لرزنے لگا تھا کہ آپ کہیں اس کو چچا کا قاتل ہونے کی وجہ سے قتل کرا دیں گے لیکن قربان جائیں رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا کے قاتل کو بھی معاف فرمایا اور صرف اتنا فرمایا کہ اب میرے سامنے نہ آنا کیوں کہ جب تو سامنے ہوتا ہے تو مجھے چچا کی یاد آتی ہے آپ کا فرمانِ عالی شان سن کر وحشی وہاں سے حمص ملکِ شام چلا گیا۔

ایک مشہور روایت یہ ہے کہ وحشی نے جنگِ یمامہ کے موقع پر اپنا وہی نشانہ مسیلمہ کذاب (نبوت کا جھوٹا مدعی) کی طرف لگایا جو سیدھا اس کو جا لگا اور وہ پیوندِ خاک ہوا تو اس طرح وحشی نے جہاں خیر الناس کو اپنے ہاتھوں قتل کیا وہاں اشر الناس کو بھی مارا تاہم وحشی کے ہاتھوں حضرت حمزہ کا قتل مسلمانوں کو برسوں خون کے آنسو رلاتا رہا۔

جب خالد بن ولید نے تمام تیر اندازوں کو شہید کر دیا اور وہ دوسرے مسلمانوں کی طرف لپکے جو مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف تھے تو مجاہدینِ اسلام اس اچانک یلغار پر بوکھلا گئے اور اس بوکھلاہٹ میں کچھ اپنوں ہی کی تلواروں سے زخمی و شہید ہوئے اور گروہِ کفار نے مسلمانوں کا کافی جانی نقصان کیا دوسری طرف کسی شقی ازلی نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں میں کافی غم کی فضا چھا گئی اور وہ منتشر بھی ہوئے اس وقت کسی صحابی نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ الخ

(آلِ عمران: ۱۴۴)

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ شہید کر دیئے جائیں تو تم پلٹ جاؤ گے۔

یہ سن کر کچھ مجاہدین نے کہا جب حضور نہ ہوں تو جینا کس کام کا آؤ کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں یہ کہہ کر وہ نئے عزم کے ساتھ میدان کی طرف بڑھے تو وہاں کسی نے ایک مقام پر اس ماہِ کامل کے رخِ انور کو دیکھ لیا اور خوشی سے پکارا کہ لوگو اس طرف آؤ رسول اکرم موجود ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ کے اشارہ سے چپ رہنے کا حکم فرمایا

Marfat.com

لیکن ان کے ایک مرتبہ کہنے ہی سے تقریباً تیس کے قریب شمعِ رسالت کے پروانے اپنے مرکزِ محبت کے گرد جمع ہو گئے تو وہاں آقا کے قریب حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، حضرت علی، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور حارث رضی اللہ عنہم پہلے ہی سے موجود تھے۔

کافروں نے مسلمانوں کی کافی بڑی تعداد کو شہید کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پتھر پھینکے جس سے نہ صرف آپ کا نچلا لبِ مبارک زخمی ہوا بلکہ آپ کے سامنے کے چار دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے اس کے علاوہ کسی ملعون کا پھینکا ہوا پتھر آپ کے دائیں رخسار مبارک پر آ کر لگا جس کی شدت سے آپ کے مضفر (آہنی خود) کی چند کڑیاں چہرے میں پیوست ہو گئی جہاں سے مسلسل خون جاری رہا۔

قریش آنحضرت کی طرف بڑھ رہے تھے اور ساتھ تیر بھی پھینک رہے تھے حضرت طلحہ دشمنوں کے تیروں کو روک رہے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے آپ کے چہرے پر جو آہنی کڑیاں پیوست ہو گئی تھیں مل کر بمشکل باہر نکالا چہرہ مبارک پہلے ہی خون سے تر ہو چکا تھا اب مزید خون بہنے لگا تو مالک بن سنان ابوسعید نے آگے ہو کر آپ کے چہرۂ مبارک کے خون کو صاف کیا جس پر آپ نے فرمایا تھا جس نے میرے چہرے سے خون صاف کیا اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پہاڑ پر چڑھنے لگے تاکہ کفار کے حملہ سے محفوظ (Safe) رہ سکیں اس اثناء میں مسلمانوں کے منتشر گروہ بھی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے کفار کے حملہ کو جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر رہے تھے پسپا (Retreat) کر دیا تو کفار بھاگنے لگے تو ابوسفیان نے پکار کر کہا اے مسلمانوں! کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ نے صحابہ کو اس کا جواب دینے سے منع فرمایا اے ابنِ ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) اے ابنِ خطاب (عمر فاروق) تم کہاں ہو؟ لیکن جب ادھر سے کوئی جواب نہ ملا تو خوش ہو کر بولا تو تم سب ختم ہو گئے اس کے بار بار یہ الفاظ دہرانے سے حضرت عمر سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ نے فرمایا اے دشمنِ خدا اور سول ہم سب یہاں موجود ہیں اس پر وہ بولا تم نے دیکھا ہمارا معبود (God) ہبل کتنا عظیم ہے کہ اس نے بدر کا بدلہ (Revenge) یہیں دلا دیا۔

Marfat.com

یہ کلمات (words) سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم کہو اس سے کہ عظیم تو خدائے وحدہٗ لاشریک اللہ ہی ہے صحابہ نے ایسا ہی کہا۔

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا میں نے تمہارے مقتولوں کا مثلہ (لاش کے مختلف اعضاء کو کاٹنا) کرنے کا نہ حکم دیا ہے نہ منع کیا ہے۔

تم سے آئندہ سال پھر بدر میں ملاقات ہوگی صحابہ نے بحکمِ حضور فرمایا انشاء اللہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے اُحد کی نماز جنازہ:

جب قریش کا لشکر مکہ کی طرف واپس ہولیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان میں آکر تمام شہداء کرام کے اجسام مبارک کی طرف نگاہ ڈالی جب آپ کی نگاہ حضرت حمزہ کے جسدِ اقدس کی طرف پڑی تو آپ کی مازاغ آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے اور آپ نے فرمایا کہ ''ایسی مصیبت دنیا میں کسی پر نہ پڑی ہوگی جیسی حمزہ پر پڑی ہے اور آپ کو اس وقت غصہ بھی آیا کیونکہ ظالموں نے ان کی لاش کا مثلہ کر دیا تھا تاہم آپ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام نے ابھی مجھے آکر بتایا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) ساتویں آسمان پر ''حمزہ بن عبد المطلب ''اسداللہ، اسدالرسول'' (Lion of Allah and prophet) لکھ دیا گیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے تمام شہداء کی نمازِ جنازہ پڑھائی مسلم، ابوداؤد اور ابنِ ماجہ (کتبِ احادیث) میں مذکور ہے کہ احد میں جتنی بھی مسلمان عورتیں موجود تھیں وہ سب اپنے اپنے عزیزوں کی لاشوں کو دیکھ کر سوگوار ہو جاتی تھیں انہی عورتوں میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن بھی تھیں جو اپنے بھائی حضرت حمزہ کی لاش پر جب آئیں تو پہلے زار و قطار رونے لگیں تھی لیکن انہوں نے بھی اسے ''رضائے الٰہی'' کہہ کر بڑے صبر کا ثبوت دیا تاہم عمرو بن جموح کی بیوی کے صبر و استقامت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی تاریخ اسلام (History of Islam) میں بہت کم نظیر (Example) ملتی ہے انہیں یکے بعد دیگرے باپ، بھائی اور خاوند کی شہادت کی خبر دی گئی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہوں نے سنا ہی نہ ہو وہ قدم قدم پر بس یہی پوچھتی تھیں کہ محسنِ انسانیت جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کیسے ہیں اور جب سب نے ان کو آقا کی سلامتی کی بشارت دی تو انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا کہ اب کوئی پروانہیں۔

من و دل گر فدا شدیم چہ باک
غرض اندر میان سلامت تست

(یارسول اللہ آپ کی سلامتی مقصود ہے اگر سب کچھ قربان آپ پر ہو جائے تو کوئی بات نہیں)

مستند روایات کے مطابق (According to authentic version)

شہدائے اُحد کو ان کے زخموں کے چور چور ہو جانے کی وجہ سے بغیر غسل دیئے دو دو تین تین کر کے ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا اور زندہ بچ جانے والے مجاہدینِ اسلام کو یہ کہتے سنا گیا تھا کہ ''کاش ان شہداء کی جگہ ہم ہوتے'' شہیدوں کے زخموں سے چور چور جسموں کو دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ ''اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کے یہ زخم تر و تازہ گلاب (Fresh Rose) کے پھولوں کی طرح مہکیں گے بلکہ ان سے مشک کی خوشبو آئے گی اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان شہیدوں کے مقابر پر ان کے عزیز فاتحہ کے لئے جب بھی گئے انہیں ہر قبر سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی محسوس ہوتی۔

شہدائے اُحد کے مزارات پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سال آمد:

ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

تفسیرِ کبیر اور تفسیرِ درمنثور میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور یہ فرماتے:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

(تم پر سلامتی ہو جو تم نے صبر کیا پس اچھا ہے تمہارا انجام)

غور فرمایئے محبوبِ عالم اور رحمتِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی قبروں پر تشریف لے جا کر دعائے خیر فرماتے سلامتی بھیجتے اور آپ کا جانا فی الحقیقت ان شہداء کی بلندیٔ درجات

Marfat.com

کا باعث بنتا معلوم ہوا زیارتِ قبور کے لیے جانا اور ان کے لیے دعائے مغفرت مانگنا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اب جو لوگ قبروں پر جانے سے منع کرتے ہیں اور طرح طرح کے فتوے حقیقت کو جانتے ہوئے لگاتے ہیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سامنے رکھ کر فتویٰ دینا چاہئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو افعال واقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند خیال کرتے ہیں حالانکہ قول وفعل میں تضاد ایسے لوگوں کا شیوہ (Habit) ہے۔

دوسرا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ ہر سال باقاعدگی سے تشریف لے جاتے تھے آپ کی پیروی میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہر سال تشریف لے جاتے اور لوگوں کو یہ بات معلوم ہوتی کہ یہی وہ مجاہدینِ اسلام کے مزاراتِ مقدسات ہیں جنہوں نے اپنی جان اللہ کی رضا محبتِ رسول اور دفاعِ اسلام کے لیے قربان کر دی تا کہ آنے والوں کو بھی ان کی طرح اسلام کی خاطر قربانی دینے کے لیے تیار رہنا پڑے اب اس دور میں اگر محبانِ رسول وصحابہ ان کی اتباع کرتے ہوئے کسی ایسی ہستی کے مزار پر سال بعد حاضر ہوتے ہیں جس کی ساری زندگی خدمتِ اسلام میں گزری ہو جس کا ہر لمحہ ذکرِ الٰہی میں بسر ہوا ہو جس کی ایک ایک سانس سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک (Smell) آتی ہو جو سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تصویر ہو اگر ایسی ہستی کے مزار پر حاضر ہو کر لوگوں کو اس کی پاکیزہ زندگی کے بارے میں بتایا جائے اور لوگوں میں بھی یہ جذبہ بیدار کیا جائے کہ وہ بھی ان کی طرح زندگی گزاریں اور فلاحِ دارین حاصل کریں تو اس میں کون سی ایسی قباحت ہے جس سے یار لوگ اذیت میں مبتلا ہو کر شرک وبدعت کی صدائیں بلند کر دیتے ہیں حالانکہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے اور وقت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ ایسے مواقع عوام کو میسر آنے چاہیے جس سے لوگوں کو اللہ والوں کی زندگیوں کا پتہ چلے اور وہ بھی اصلاح کر سکیں۔

غزوہ اُحد کے نتائج پر تبصرہ:

۱۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو شکست (defeat) ہوئی حالانکہ یہ بات نہیں کیونکہ اگر خدانخواستہ مسلمانوں کو شکست ہوتی تو کفارِ قریش مسلمانوں کو گرفتار کرتے ان کا مال لوٹتے اور میدانِ اُحد میں کچھ قیام کرتے جیسا کہ اس وقت کے

Marfat.com

فاتح میدان میں کیا کرتے تھے لیکن ان تمام باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہوئی۔

۲۔ مسلمانوں کا جو جانی نقصان ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی دو حکمتیں موجود تھی جس میں سے ایک تو یہ تھی کہ جس طرح بدر میں ان کو فتح ہوئی اگر اس طرح مسلسل فتوحات ہوتی رہیں تو کہیں یہ بڑائی میں مبتلا نہ ہو جائیں دوسرا تیر اندازوں نے باوجودِ حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اس وجہ سے بھی ان کا نقصان ہوا اور تمام کائنات کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی کہ جو میرے حبیب مکرم کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرمُو (A little) بھی تجاوز کرے گا وہ نقصان اٹھائے۔

۳۔ مسلمان اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے کہ ان کو شہادت نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا موقع عطا کر دیا کہ وہ اپنی جان کو اللہ کی رضا اور دفاعِ اسلام کے لیے قربان کر کے شہادت کے عظیم منصب (Great Rank) پر فائز ہو جائیں اور ان کو حیاتِ جاودانی حاصل ہو۔

۴۔ یہ ایک ایسا موقع تھا کہ مسلمانوں اور منافقوں میں فرق (difference) واضح ہو گیا اور لوگوں نے جان لیا کہ کون صحیح مسلمان اور توحید و رسالت کا ماننے والا ہے۔

۵۔ اس غزوہ کی سب سے اہم بات جانِ عالم کا زخمی ہونا تھا اور ان پر ایک ایسی نازک گھڑی آئی کہ وہ کفار کے بالکل قریب تھے اس وقت بھی پتہ چل گیا کہ کون ہے جو اپنے اور اللہ کے محبوب پر جاں نثار کر کے شہدائے محبت میں اپنا نام لکھائے تو اس وقت آپ کے کئی جانثاروں نے آپ کا دفاع (Defend) اس طرح کیا اور دفاعِ مصطفےٰ پر پروانہ وار شہید ہوتے رہے کہ تاریخ ان لمحات کو تا ابد بھلا نہ پائے گی اور اُن سرفروشاں کی محبتِ رسول میں قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

۶۔ اس غزوہ میں بعض ایسے واقعات بھی سامنے آتے ہیں جس سے صحابہ کرام کا فنا فی الرسول ہونا نظر آتا ہے کہ وہ اپنے باپ بھائی بیٹے وغیرہ کی پرواہ کئے بغیر حضور کی فکر میں تھے اور ان کے تصور و خیال میں اس وقت اگر کوئی بات تھی تو صرف یہی کہ اس پیکرِ جمال کو کوئی گزند نہ پہنچے اس رونقِ کائنات پر کوئی لمحہ تکلیف کا نہ گزرے۔

۷۔ ابتدا میں مسلمانوں کو جب برتری حاصل تھی اس کے بعد ایک موقع ایسا آیا کے

Marfat.com

مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور کسی لعین کی اس افواہ کہ رحمتِ عالم شہید ہو گئے کے بعد بعض مسلمانوں کے حواس بھی قائم نہ رہے ان مشکل ترین حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس استقامت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے صحابہ کو ایک دفعہ پھر مضبوطی کے ساتھ پھر میدان میں ڈٹے رہنے اور کفار کا مقابلہ کرنے کے لیے للکارا ایسی مثال کہیں نظر نہیں آتی بلکہ ایسے موقعوں پر عموماً عام سپاہیوں کے علاوہ سپہ سالار بھی میدان سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں لیکن قربان جائیں جرأتِ مصطفےٰ کے کہ عزیز و اقارب شہید ہو رہے ہیں خود زخموں سے چور چور ہیں لیکن پھر بھی جرات و بہادری کا وہ مظاہرہ کر رہے ہیں کہ جس سے دوسرے صحابہ کو بھی حوصلہ ملا اور انہوں نے آگے بڑھ کر دشمنانِ دین کے ہر حملہ کو پسپا کر کے ان کو میدان سے بھگا دیا اور تسکینِ قلب و جان سرورِ کون ومکان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اللہ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی اس کی راہ میں شہید ہوں اور حیاتِ سرمدی (Eternal life) سے بہرہ ور (Beneficial) ہوں اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جیئیں اور مریں تا کہ کل روزِ قیامت دلدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین رفاقت میں بجانبِ بہشت رواں دواں ہوں۔ آمین

Marfat.com

۱۲۔ غزوہ حمراء الاسد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو آپ کو راستہ میں مکہ سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا جس نے بتایا کہ فلاں مقام پر ابوسفیان اور اس کے ساتھی موجود ہیں اور ابوسفیان ان سے کہہ رہا ہے کہ جو مال احد میں ہم لٹا آئے ہیں اس کی فکر نہ کرو کیونکہ ہماری شان و شوکت ابھی باقی ہے اور مسلمان زخمی حالت میں ہیں اس لیے موقع ہے فائدہ اٹھاؤ اور مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں نیست و نابود (destroy) کر دو یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ سے کہ تم بھی تیاری کر لو ابوسفیان کا تعاقب کیا جائے گا تھکاوٹ سے چور صدموں سے نڈھال زخموں سے مضطرب صحابہ کرام فرمانِ رسالت سنتے ہی فوراً تیار ہو گئے اور حضور اپنے محبان کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں سے حضور مدینہ سے آٹھ میل دور مقامِ حمراء الاسد پہنچ کر خیمہ زن ہوئے۔

اثناء قیام میں معبد بن ابی معبد خزاعی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا اس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کو آپ کے رفقاء کو جو زِک (Pain) احد میں پہنچی ہے وہ ہم پر سخت گراں گزری ہے اس اظہارِ ہمدردی پر حضور نے اس کو حکم دیا کہ ابوسفیان کے پاس جاؤ اور اس کی حوصلہ شکنی (discourage) کرو معبد جب ابوسفیان کے پاس پہنچا تو اس کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی لہٰذا اس نے مسلمانوں کا حال پوچھا تو معبد نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو لے کر تمہارے تعاقب میں نکل چکے ہیں اور ان کے ساتھ اتنی بڑی جمعیت ہے کہ میں نے ویسی جمعیت کبھی نہ دیکھی اور وہ سخت غصے کی حالت میں ہیں۔

ابوسفیان نے کہا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان پر پلٹ کر ایسا حملہ کریں گے کہ ان کی جڑ کٹ جائے گی معبد نے کہا ایسا نہ کرنا میں تمہاری خیر خواہی کی بات کر رہا ہوں۔

یہ باتیں سن کر لشکرِ کفار پر مسلمانوں کا رعب اور ہیبت (fear) طاری ہو گیا انہیں اپنی عافیت اسی میں نظر آئی کہ لوٹ چلیں چنانچہ وہ سب مکہ کی طرف لوٹ گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد میں دو روز مقیم رہے اس غزوہ میں بھی کوئی لڑائی نہیں ہوئی بعض اس کو غزوہ اُحد کا حصہ خیال کرتے ہیں (واللہ اعلم)

Marfat.com

۱۳۔ وجوہات غزوۂ بنی نضیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ہمراہ یہود کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بنو کلاب کے ان دونوں مقتولوں کی دیت (Ransom) میں اعانت (Co-operate) کے لیے بات چیت کی (جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے غلطی سے قتل کر دیا تھا) یہود نے آپ سے کہا کہ اے ابوالقاسم تشریف رکھئے تا کہ ہمیں آپ اور آپ کے صحابہ کی مہمان نوازی (Hospitality) کا موقع مل سکے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے ادھر یحییٰ بن اخطب خبیث حضور اکرم کا بدترین دشمن تھا اس نے یہود سے کہا اے گروہِ یہود تم کو ایسا موقع پھر کبھی نہ ملے گا کہ جس میں حضور ہمارے درمیان تشریف فرما ہوں اس ذلیل نے کہا کوئی ایسا ہے جو دیوار کے اوپر سے پتھر گرائے اور حضور (معاذ اللہ) اس جہان فانی سے رخصت ہو جائیں اس پر ایک ازلی بد بخت عمرو بن جحاش نے کہا اس کام کے لیے میں ہوں۔

ان لوگوں سے سلام بن مشکم (رئیسِ یہود) نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ خدا کی قسم آپ کو فوراً ہی خدا اس خیالِ بد سے آگاہ کر دے گا اور دوسرا یہ ہمارے اور ان کے درمیان معاہدے (agreement) کی بھی خلاف ورزی ہے لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے ادھر علیم و خبیر خدا نے فوراً جبرائیل امین علیہ السلام کو سرورِ عالم کے پاس بھیجا اور آپ کو یہود کے خیال سے آگاہ (inform) کیا یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اٹھے اور مدینہ کی طرف چل دیئے جیسے کوئی شدید ضرورت کے وقت اٹھتا ہے۔

صحابہ کرام نے جب تھوڑی دیر آپ کا انتظار کیا تو وہ بھی وہاں سے چل دیئے اور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر آپ سے اس طرح آنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے ان کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی جب قوم نے ارادہ کیا کہ دست درازی کرے تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔''

یہود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نوٹس:

حضور عالمیان نے محمد بن مسلمہ کو بنی نضیر کے پاس روانہ فرمایا اور انہیں یہ نوٹس دیا کہ تم لوگ سب یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ تم نے غداری (Traitory) کی ہے اور تمہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے جو کوئی تم میں سے دس دن کے بعد یہاں پایا گیا اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

یہ سن کر یہود نے وہاں سے نکلنے کی تیاریاں شروع کردیں لیکن اس دوران عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین الکمین نے یہود کو پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے نہ نکلو اور اپنے قلعوں (castles) میں بے فکری کے ساتھ ٹھہرے رہو میرے پاس 2 ہزار جنگی آزمودہ کار جوان ہیں جو تمہاری اور تمہارے مال واسباب کی حفاظت کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور بنو قریظہ اور بنو غطفان جو تمہارے حلیف (supporters) ہیں وہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔

یہ حوصلہ افزا بات سن کر یہود بے بہبود کو اطمینان حاصل ہوا اور انہوں نے یہ طے کرلیا کہ جلاوطن (expell) ہونے کی بجائے ٹکر لی جائے گی اور ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے آپ کو جو کرنا ہو وہ کرلیں۔

یہ بات جب سماعتِ مصطفیٰ میں پہنچی تو آپ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور صحابہ نے بھی آپ کی موافقت میں تکبیر کہی اور بحکمِ حضور غزوہ کے لیے تیاری میں مصروف ہوگئے۔

مدینہ پر آپ نے حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم کو خلیفہ مقرر کیا اور بنو نضیر کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے لشکرِ اسلام کے علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے ادھر بنو نضیر نے جب اس ماہِ مُنیر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے ستاروں کے درمیان دیکھا جن کے نورانی چہروں

Marfat.com

سے تسکین و جرأت کی بہار نظر آ رہی تھی تو ان کم ظرفوں نے قلعہ بند ہو کر اُمت کے افضل ترین لوگوں پر پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔

کھجور کے چند باغات جو یہود کے لیے سپر (Protection) کا کام دے رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے اس پر ابو یلوہ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو کاٹتے جنہیں عجوہ کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں ان کا کاٹنا یہودیوں پر نہایت شاق اور گراں گزرا ''عجوہ'' کھجوروں میں سب سے بہتر قسم کی کھجور ہے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کمتر قسم کی کھجوروں کے درخت کاٹتے تھے وہ فرماتے مجھے معلوم ہے کہ عنقریب یہودیوں کے تمام املاک (Properties) مسلمانوں کے تصرف (Incontrol) میں آنے والے ہیں (یاد رہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اسلام لانے سے پہلے یہود کے بہت بڑے عالم تھے اور حضور کے بارے میں جو باتیں تورات میں موجود تھیں ان کو جانتے تھے)

منافقوں کے رئیس اور بنو قریظہ و غطفان کی طوطا چشمی:

بنو قریظہ و غطفان کے یہود اور منافقوں نے جب اسلام کے شاہینوں کو بڑی بے باکی کے ساتھ بنو نضیر کے قلعوں کا محاصرہ کئے دیکھا تو ان کی ساری ''جوانمردی'' کی ہوا نکل گئی اور وہ خوفزدہ چڑیوں کی طرح گھروں میں دبک (feared) کر بیٹھ گئے کہ کہیں غلامانِ مصطفٰے کی عقابی نظر ان پر نہ پڑ جائے اور وہ ان کی ''بہادری'' کو کہیں اپنے آہنی بازوؤں سے چیر پھاڑ نہ ڈالیں۔

بنو نضیر کی بدحالی اور جلا وطنی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ روز تک ان کا محاصرہ (Blockade) جاری رکھا حق تعالیٰ نے بنی نضیر کے دلوں میں خوف اور رعب طاری کر دیا اور انہوں نے کسی کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ ہمیں چھوڑ دیں تا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔

حضور نے ان کی اس التجا (request) کو قبول فرمایا اور ان سے کہا کہ جتنا سامان

Marfat.com

اونٹوں پر لاد کر یہاں سے لے جا سکتے ہو لے جاؤ اور اپنے ناپاک وجود سے اس پاک دھرتی کو خالی کر دو چنانچہ یہود نے جلدی جلدی جتنا سامان اٹھا سکتے تھے لے کر سواریوں پر رکھا اور اپنے مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے برباد کیا ان کی کھڑکیاں دروازے تک اکھاڑ لیئے اور اپنے ساتھ لے لیئے۔

اربابِ سیر (Biographer of the prophet (PBUH)) بیان کرتے ہیں کہ یہ ذلیل وخوار یہود نکلتے وقت خود کو بڑا سنوار کر اور دف بجا کر مدینہ سے نکل کر اپنے وجودِ نامسعود سے اس سوہنی دھرتی سے دفعہ ہو گئے۔

ان میں سے کچھ خیبر اور کچھ شام کی طرف چلے گئے یہ غزوہ ربیع الاوّل ۴ ہجری میں پیش آیا اللہ تعالیٰ نے اسی کا تذکرہ قرآنِ کریم کی سورۂ حشر میں فرمایا ہے۔

مالِ غنیمت:

رسول اللہ نے بنو نضیر کے ہتھیار، زمین گھر اور باغات اپنے قبضے میں لے لیے۔ہتھیاروں میں پچاس زرہیں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔

اس کے بعد حضور نے مالِ غنیمت کو غریب مہاجرین میں (انصار کے رضامند ہونے پر) تقسیم فرمایا اور کچھ مال غریب انصار میں بھی تقسیم فرما دیا۔

Marfat.com

۱۴۔ غزوۂ بدر صغریٰ (بدر دوم)

غزوہ اُحد میں جب لشکرِ کفار کا سپہ سالار ابوسفیان مکہ کی طرف واپس ہو رہا تھا تو اس نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آئندہ سال تم سے پھر بدر میں مقابلہ ہوگا یہ اس کا چیلنج تھا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

لشکرِ کفار کی تیاری:

چنانچہ وعدہ کے مطابق ابوسفیان سامانِ جنگ فراہم کرنے اور قتال کی تیاری میں مصروف ہوگیا اور قریش کو مکہ سے نکلنے کی ترغیب دینے لگا اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان دو ہزار اشقیاء (Bad Person) کو لے کر مکہ سے چلا جس میں پچاس گھوڑے تھے۔

رحمتِ عالم کا لشکر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حسبِ وعدہ مجاہدین کو اکٹھا کیا جن کی تعداد پندرہ سو تھی اور آپ کے پاس دس گھوڑے تھے مدینہ میں آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب (Assistant) مقرر فرمایا لشکرِ اسلام کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور بدر پہنچ کر مشرکین کے انتظار میں خیمہ زن ہو گئے۔

سنگ پرستوں کی بزدلی:

لشکرِ کفار جب مکہ سے چلا تو جو لوگ ''مرالظہر ان'' جو کہ مکہ سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے تو ابوسفیان نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ جنگل خشک نہیں جانوروں کے لیے چارہ میسّر نہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو دودھ میسر نہیں لہٰذا واپسی چلو اور پھر کسی موقع پر مسلمانوں سے جنگ کرلیں گے۔

مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ لشکرِ اسلام کی شوکت و تمکنت کی وجہ سے اس پر رعب طاری تھا جس وجہ سے اس نے یہ بہانہ تراشا چنانچہ جب کفار نے اپنے امیر سے اس قسم کی گفتگو سنی تو تمام مشرکین مکہ کو واپسی ہو لیے۔

Marfat.com

لشکرِ اسلام کی باعزت واپسی:

مسلمان اس غزوہ میں اپنے ساتھ بہت سا مال بھی لائے تھے کیونکہ بدر کے قریب ایک تجارتی میلہ یا بازار لگتا تھا جہاں انہوں نے خوب تجارت کی یہاں تک کہ ایک درہم کے بدلے میں دو درہم حاصل ہوئے اور نہایت خوش وشادماں مدینہ کی طرف رسول اللہ کی معیت میں واپس ہوئے اور مشرکوں سے ملاقات اور جنگ کا موقع نہ آیا اس موقعہ پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ۔

پھر وہ خدا کی نعمت وفضل کے ساتھ واپس لوٹے اور انہیں کسی برائی نے نہ چھوا۔

وجوہات غزوۂ دومتہ الجندل:

اس غزوۂ کا سبب یہ تھا کہ بارگاہِ مصطفوی میں یہ خبر پہنچی کہ شام کے قریب دومتہ الجندل کے گرد قبائل نے اس سرزمین پر بہت بڑی جمعیت اکٹھی کر لی ہے جو آنے جانے والے قافلوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور ظلم وتعدی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور اس جگہ کا حاکم اکیدر جو نصرانی ہے نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

مہربان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ظلم وستم سے نجات دلانے کے لیے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا۔

لشکرِ اسلام کی تعداد ایک ہزار تھی مدینہ پر آپ نے سباع بن عرطفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا راستہ بتانے کے لیے ایک ''راہبر'' مقرر فرمایا جو قبیلہ بنو عذرہ کا ایک آدمی تھا۔

اس غزوے میں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات میں سفر فرماتے اور دن کو قیام فرماتے جب مطلوبہ علاقہ میں پہنچے تاکہ سرکشوں کا قلع قمع کریں تو معلوم ہوا آپ کے لشکر کی اطلاع سنتے ہی وہ لوگ بھاگ گئے ہیں اور جدھر منہ اٹھا منتشر ہو گئے مسلمان جب دومتہ کے میدان میں اترے تو کوئی ہاتھ نہ لگا آپ نے وہاں چند دن قیام فرمایا اور ادھر ادھر کئی دستوں کو بھیجا مگر دشمن کا کوئی سراغ نہ ملا البتہ ان کے کچھ مویشی ہاتھ آئے جن کو لیکر حضور

Marfat.com

اطمینان وسکون کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس لوٹے اس سفر کی مدت ایک ماہ ہے۔

رحمتِ عالم کی واپسی میں ایک اہم واقعہ:

روضۃ الاحباب میں اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ اس سفر کے دوران (During Journey) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی قبر پہ نمازِ جنازہ پڑھی حضرت سعد نے عرض کی یارسول اللہ! میری والدہ کی وفات اچانک واقع ہوئی ہے میرا خیال ہے کہ اگر وہ مہلت پاتیں تو کچھ مال صدقہ کرتیں اگر میں مال صدقہ کروں تو کیا اس کا ثواب ان کو پہنچے گا یا نہیں؟

غمخوار آقا نے فرمایا یقیناً پہنچے گا اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے تو علیم نبی نے فرمایا پانی۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہ نے ایک کنواں کھودا اور اس کو اپنی والدہ کے نام وقف کر دیا اور فرمایا ''هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ'' یہ (کنواں) امِ سعد رضی اللہ عنہا کیلئے ہے یعنی اس کا ثواب ان کے لیے ہے۔

میت کو صدقہ کا ثواب پہنچنا:

علماء کا عبادت بدنی میں ثواب پہنچنے میں اختلاف (Controversy) ہے اور عبادتِ مالی میں باالاتفاق جائز ہے۔

اب اس دور میں کچھ ''توحید کے علمبردار'' فرماتے ہیں کہ کسی کے نام نذر نیاز نہیں دینی چاہیے صرف اللہ کے نام پر دینی چاہیے ورنہ توحید میں فرق پڑتا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ توحید اتنی ''نازک'' نہیں جتنی کہ ''وہ'' سمجھتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ کوئی صحیح سوچ (Correct thinking) رکھنے والا مسلمان جو بھی عملِ صالح کرتا ہے وہ خالص اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے صرف اس کا ثواب دوسرے کو پہنچانے کی نیت رکھتا ہے۔

تیسرا یہ کہ کچھ لوگ قرآن کی یہ آیت (لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی) کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے سے دلیل پکڑتے ہیں کہ دیکھ لیجئے انسان جو کچھ کرے

Marfat.com

گا اس کو وہی ملے گا اس لیے کسی کو ثواب پہنچانے سے کچھ نہیں ہوتا۔

سب سے پہلے تو معترضین کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ پہلے وہ یہ بتائیں کہ یہاں ثواب نہ پہنچنے والی بات کدھر ہے۔

اگر عقلِ سلیم سے کام لیا جائے لیکن ''کچھ لوگ'' کام نہیں لیتے یا بیچاروں میں ہوتی نہیں اس آیت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اگر کوئی نیک یا برا کام کرنے کی کوشش ہے تو اس کو اس کا اجر ملتا ہے اور اگر وہ کچھ نہیں کرے گا تو اس کو کچھ نہیں حاصل ہوگا۔

لیکن اگر کوئی غریب آدمی کی حالت پر ترس کھا کر کہ یہ غریب ہے اس کی مدد کر دے اور اس کو روپے پیسے دے دے تو کیا وہ اس کو نہیں ملیں گے یقیناً کسی کی مدد سے اس کی مشکل آسان ہوگی اس طرح عبادات کا ثواب بھی از خود کسی کا کسی کو نہیں ملتا لیکن اگر کوئی کسی کو ذکر واذکار یا قرآن خوانی وصدقہ وخیرات کرتا ہے درود وسلام، تلاوتِ قرآنِ مجید، مالی صدقہ کا ثواب بھیجے گا تو ضرور پہنچے گا۔

اور دوسرا اشارہ اس آیت میں یہ کیا گیا ہے کہ جو کوئی گناہ یا برا کام کرے گا اس کا ذمہ دار وہ خود ہی ہوگا دوسرا اس ضمن میں جوابدہ نہیں ہوگا۔

سب سے غور طلب مقام یہ ہے کہ جب حضور کے پیارے صحابی نے یہ مسئلہ اپنے آقا سے پوچھا اور لجپال آقا نے یہ مسئلہ حل کر دیا کہ ثواب پہنچتا ہے تو پھر قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی پھر آپ نے پانی کے صدقہ کو افضل قرار دیا۔

اب اگر کوئی مسلمان امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل لگاتا ہے اور ثواب ان کی بارگاہِ صبر ورضا میں پہنچ جانے کی حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے یا کسی اور بزرگ کے نام کی سبیل لگاتا ہے تو اس میں کون سی قباحت ہے جبکہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے (اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ)

Marfat.com

۱۶۔ غزوۂ اَحزاب ۵ ہجری

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ؕ (احزاب:۲۲)

اور جب اہلِ ایمان نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی چیز ہے جس کا اللہ اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ ہی فرمایا تھا اور اس (حالت) نے ان کے ایمان اور جذبۂ اطاعت کو اور بڑھا دیا۔

وجوہات (Reasons)

جب حق کی ضیا پاشیاں چاروں طرف ہو رہی تھیں محسنِ انسانیت کی نورانی تعلیمات لوگوں کے قلوب واذہان کو منور کر رہی تھیں جب انسانیت کو جہالت کی ظلمتوں سے نکال کر صراطِ مستقیم (Straight Path) کی جگمگ کرتی شاہراہ پر گامزن کیا جا رہا تھا۔
تو کفارِ مکہ کو یہ باتیں بڑے زبردست دھچکے لگا رہی تھیں وہ بے چارے جاہلیت (Ignorance) کا دور چاہتے تھے وہ پتھر کے پجاری لات وعزیٰ کی سربلندی چاہتے تھے ایسی سوچ نے ان کو یہ باور (point out) کیا کہ اس بار مدینۃ النبی پر ایسا حملہ کیا جائے جو اسلام اور اس کے ماننے والوں کا قلع قمع کر دے چنانچہ انہوں نے اپنے تمام حلیف قبائل (Friends Tribles) کو اسی کام میں شرکت اور تعاون کی دعوت دی۔
دوسری طرف یہود بنو نضیر جن کو امن پسند نبی نے جلاوطن کر دیا تھا وہ مختلف شہروں میں جا بسے تھے لیکن ان کا ایک گروہ خیبر میں جا بسا تھا اور جب یہ ٹولہ ذلیلوں کا مکہ میں ابوسفیان کے ہاں گیا تو انہوں نے وہاں اپنے کینہ وبغض جو اسلام کے ساتھ ان کا تھا کا اظہار کیا ابوسفیان کی بھی اس وقت اسلام کے ساتھ دشمنی بہت زیادہ تھی چنانچہ یہ دونوں گروہ کعبۃ اللہ کے قریب پہنچے اور عہد کیا۔
تو ابوسفیان کہنے لگا "اے گروہِ یہود" تم اہلِ کتاب میں سے ہو اور علماءِ احبار میں سے ہو بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا باوجود اس بات کے کہ یہود نے

Marfat.com

عظمت وحقانیت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واضح طور پر اپنی کتابوں میں ثبوت دیکھا پڑھا تھا اسلام دشمنی میں رذالت کی اتنی پستی میں جا چکے تھے فوراً اپنی گندی زبانوں سے کہنے لگے تم بہ نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زیادہ راہِ راست پر ہو اس وقت یہ آیت اتری۔

اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ○ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ نَصِیْرًا۔

''اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہیں دیا گیا تھا کتاب کا کچھ حصہ وہ ایمان لائے بتوں پر اور شیطان پر اور کہنے لگے ان سے جنہوں نے کفر کیا کہ یہ ایمان داروں سے زیادہ سیدھا راستہ ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جس پر اللہ کی لعنت ہو اس کا ہرگز کوئی مددگار نہیں''

اس کے بعد ان لوگوں کے ساتھ انہوں نے قبیلہ بنو غطفان کو بھی لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا بنو غطفان کے علاوہ کفار کے ساتھ کنانہ اور فرازہ کے قبائل بھی تھے۔

لشکرِ کفار کی تعداد:

کفار کی ٹوٹل تعداد تمام قبائل کو ملا کر دس ہزار تھی ان کے ساتھ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ تھے اور یہ تمام لوگ مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مشاورت:

ان تمام معاملات کی اطلاع جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت فرمائی تو آپ نے فوراً اپنے صحابہ کو جو جنگی مہارت رکھتے تھے اور بہت ہی ذہین (Intelligent) تھے کا اجلاس طلب کیا اور تمام کے سامنے صورتحال کو واضح کیا اہل شوریٰ نے غور وخوض کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تجویز (Purpose) کو متفقہ طور پر قبول کیا

Marfat.com

جو یہ تھی کہ خندق کھودی جائے تا کہ دشمنوں کے سامنے کے حملہ کو روکا جائے۔

خندق کی کھدائی:

اس تجویز پر فوری عمل کے لیے سب سے پہلے نشانات لگائے گئے کہ کہاں سے اور کتنی خندق کھودنی ہے چنانچہ مدینہ کے شمال کی جانب خندق کھودنے کا کام شروع کر دیا گیا ہر دس آدمیوں کے لئے چالیس گز تقسیم فرمائے گئے کہ وہ اتنی خندق کھودے گا مسلمانوں نے پوری محنت اور تیزی سے خندق کھودنی شروع کر دی رسول اللہ نے بھی مسلمانوں کے شانہ بشانہ (Shoulder by shoulder) کام کیا یہاں تک کہ آپ کے جسمِ اطہر پر جو موئے مبارک تھے ان پر بھی مٹی لگی ہوئی نظر آ رہی تھی صحابہ کرام نے جو اپنے مربی آقا کی اس ادائے جفاکشی کو دیکھا تو وہ اور تیزی کے ساتھ اپنے کام میں مگن ہو گئے۔

سردی کی شدت اور بھوک کے غلبے میں اتنی سخت صورتحال میں وہ اسیرانِ عشقِ رسول وفا شعاری اور فرمانبرداری کی مثال قائم کرتے ہوئے اپنے محسنِ اعظم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس قدر اپنے کام میں مگن تھے کہ انہیں موسموں کی شدت اور فکر و فاقہ کی ذرا بھر بھی پروا نہیں تھی۔

اس قدر دان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے چاہنے والوں کی اس وارفتگی کو دیکھا تو آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃ

فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ

یا اللہ کریم سکون تو صرف آخرت ہی کا ہے پس انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

لبِ مصطفےٰ سے نکلنے والے جب یہ ایمان افروز کلمات ان صحابہ نے سنے تو فوراً وہ بھی یہ کہنے لگے۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعْنَا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

(یعنی ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ ہیں اسی پر

Marfat.com

قائم رہیں گے)

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں نے روزِ احزاب حضور کو دیکھا آپ خندق سے مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ غبار نے آپ کے شکم مبارک کی جلد ڈھانپ دی تھی اس وقت لوگوں نے آپ کو بڑے ہی حسین انداز سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یہ شعر پڑھتے سنا۔

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اَنْ لَّا قَیْنَا

پس ہم پر اطمینان نازل فرما اور اگر جنگ ہو جائے تو ثابت قدم رکھ

اَنَّ الْاُوْلٰی بَغَوْا عَلَیْنَا اِنْ اَرَادُوْ فِتْنَۃً اَبَیْنَا

بے شک وہ لوگ ہم پر بغاوت کرتے ہیں اگر وہ فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں

دوران کھدائی نبوتِ محمدی کی عظیم جھلکیاں اور چند اہم نکات:

صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک میں دیکھا تو گھر آیا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ایک بکری ہے اور تقریباً اڑھائی کلو جو ہیں میں نے کہا تم کھانا تیار کرو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند آپ کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر آتا ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور اکرم کو نہایت راز داری کے ساتھ اپنے گھر کھانے کی دعوت دی اور فرمایا اپنے ساتھ چند اصحاب کو بھی لے لیجئے آپ نے کھانے کے بارے میں پوچھا تو میں نے جو موجود تھا بتا دیا یہ سن کر حضور نے سب اہل خندق کو بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ تمام لوگ جابر کے گھر چلو وہاں آج دعوت ہے میں (حضرت جابر بن عبداللہ) یہ سن کر نہایت شرمسار ہوا کہ تھوڑا سا کھانا ہے اور آپ تمام لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی خیر میں گھر آیا اور اپنی بیوی کو ساری صورتحال بتائی تو اس نے کہا تم یہ بتاؤ کہ خندق

Marfat.com

والوں کو کھانے پر تم نے بلایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس نے کہا پھر تم کیوں فکر کرتے ہو جنہوں نے بلایا ہے وہ بندوبست بھی خود ہی فرمائیں گے ہمارے پاس جو حاضر ہے وہ خدمتِ اقدس میں پیش کر دیں گے پھر جب سرورِ عالم تشریف لائے تو آپ نے کھانا اپنے سامنے منگوایا اور اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور خود اپنے ہاتھوں سے برتن میں ڈال کر دیتے رہے یہاں تک کہ جب تمام اہلِ خندق نے کھانا کھایا تو وہ کھانا ویسے کا ویسے ہی تھا۔

دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی بہن خندق کے پاس دو مٹھی کجھور لے کر آئیں کہ ان کے بھائی اور ماموں کھالیں گے جب وہ رسول اللہ کے پاس سے گزریں تو آپ نے ان سے وہ کھجوریں لے لیں اور ایک کپڑے کے اوپر بکھیر دیں پھر اہلِ خندق کو دعوت دی اہلِ خندق ان کو کھاتے گئے اور وہ بڑھتی گئیں۔ یہاں تک کہ تمام اہلِ خندق کھا کر چل دیئے اور کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کناروں سے باہر گر رہی تھیں۔

انہی ایام میں ان دونوں واقعات سے کہیں بڑھ کر ایک اور واقعہ پیش آیا جسے امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت جابر کا بیان ہے کہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک بہت ہی سخت قسم کی چٹان آ گئی جس پر کدال وغیرہ نے کچھ اثر نہ کیا صحابہ کرام حضور کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ایک پتھر کی چٹان نکل آئی ہے جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ بن رہی ہے مہربانی فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے ہتھوڑا لیا اور اس چٹان پر اللہ کا نام لے کر جو ضرب لگائی تو وہ ایک تہائی ریزہ ریزہ ہو گئی۔

اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں (Keys) عطا فرمائیں گئی ہیں خدا کی قسم! بلاشبہ میں نے شام کے سرخ محلات (Red Palaces) کو اس ضرب میں دیکھ لیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی کو توڑ دیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس (ایران) کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں ہیں خدا کی قسم میں نے مدائن کا سفید محل اس

Marfat.com

قائم رہیں گے)

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں نے روزِ احزاب حضور کو دیکھا آپ خندق سے مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ غبار نے آپ کے شکم مبارک کی جلد ڈھانپ دی تھی اس وقت لوگوں نے آپ کو بڑے ہی حسین انداز سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یہ شعر پڑھتے سنا۔

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا

پس ہم پر اطمینان نازل فرما اور اگر جنگ ہو جائے تو ثابت قدم رکھ

اِنَّ الْاُوْلٰی بَغَوْا عَلَیْنَا اِنْ اَرَادُوْ فِتْنَۃً اَبَیْنَا

بے شک وہ لوگ ہم پر بغاوت کرتے ہیں اگر وہ فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں

دورانِ کھدائی نبوتِ محمدی کی عظیم جھلکیاں اور چند اہم نکات:

صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک میں دیکھا تو گھر آیا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ایک بکری ہے اور تقریباً اڑھائی کلو جو ہیں میں نے کہا تم کھانا تیار کرو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند آپ کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر آتا ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور اکرم کو نہایت راز داری کے ساتھ اپنے گھر کھانے کی دعوت دی اور فرمایا اپنے ساتھ چند اصحاب کو بھی لے لیجئے آپ نے کھانے کے بارے میں پوچھا تو میں نے جو موجود تھا بتا دیا یہ سن کر حضور نے سب اہل خندق کو بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ تمام لوگ جابر کے گھر چلو وہاں آج دعوت ہے میں (حضرت جابر بن عبداللہ) یہ سن کر نہایت شرمسار ہوا کہ تھوڑا سا کھانا ہے اور آپ تمام لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی خیر میں گھر آیا اور اپنی بیوی کو ساری صورتحال بتائی تو اس نے کہا تم یہ بتاؤ کہ خندق

Marfat.com

والوں کو کھانے پر تم نے بلایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس نے کہا پھر تم کیوں فکر کرتے ہو جنہوں نے بلایا ہے وہ بندوبست بھی خود ہی فرمائیں گے ہمارے پاس جو حاضر ہے وہ خدمتِ اقدس میں پیش کر دیں گے پھر جب سرورِ عالم تشریف لائے تو آپ نے کھانا اپنے سامنے منگوایا اور اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور خود اپنے ہاتھوں سے برتن میں ڈال کر دیتے رہے یہاں تک کہ جب تمام اہلِ خندق نے کھانا کھایا تو وہ کھانا ویسے کا ویسے ہی تھا۔

دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی بہن خندق کے پاس دو مٹھی کھجور لے کر آئیں کہ ان کے بھائی اور ماموں کھالیں گے جب وہ رسول اللہ کے پاس سے گزریں تو آپ نے ان سے وہ کھجوریں لے لیں اور ایک کپڑے کے اوپر بکھیر دیں پھر اہلِ خندق کو دعوت دی اہلِ خندق ان کو کھاتے گئے اور وہ بڑھتی گئیں۔ یہاں تک کہ تمام اہلِ خندق کھا کر چل دیئے اور کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کناروں سے باہر گر رہی تھیں۔

انہی ایام میں ان دونوں واقعات سے کہیں بڑھ کر ایک اور واقعہ پیش آیا جسے امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت جابر کا بیان ہے کہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک بہت ہی سخت قسم کی چٹان آ گئی جس پر کدال وغیرہ نے کچھ اثر نہ کیا صحابہ کرام حضور کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ایک پتھر کی چٹان نکل آئی ہے جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ بن رہی ہے مہربانی فرمائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے ہتھوڑا لیا اور اس چٹان پر اللہ کا نام لے کر جو ضرب لگائی تو وہ ایک تہائی ریزہ ریزہ ہوگئی۔

اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں (Keys) عطا فرمائیں گئی ہیں خدا کی قسم! بلاشبہ میں نے شام کے سرخ محلات (Red Palaces) کو اس ضرب میں دیکھ لیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی کو توڑ دیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس (ایران) کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں ہیں خدا کی قسم میں نے مدائن کا سفید محل اس

Marfat.com

لمحے میں دیکھا ہے۔

پھر تیسری ضرب لگائی تو وہ پتھر کی چٹان ساری ریزہ ریزہ ہوگئی اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں ہیں خدا کی قسم میں اس وقت جہاں کھڑا ہوں یہاں سے صنعاء (یمن کا دارالحکومت) کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

محترم قارئین یہاں پر چند باتیں غور طلب ہیں جو پیش خدمت ہیں:

۱۔ صحابہ کو کام کرتے یعنی خندق کھودتے جو مشکل گھڑی پیش آئی یعنی اس پتھریلی چٹان کا نہ ٹوٹنا اور وہ ان کے کام میں رکاوٹ بنی تو وہ فوراً بارگاہِ رسالت میں آئے اور ساری صورتحال آپ کو بتائی اور پھر آپ کا جا کر اس چٹان کو توڑنا یہ بات واضح کرتا ہے کہ نبی کی قوت اور عام انسان کی قوت میں بہت فرق ہے اور کسی رکاوٹ یا مشکل لمحہ میں نبی کے پاس آنا صحابہ کا طریقہ ہے۔

۲۔ حضور اکرم نے تین بار نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے فرمایا مجھے شام، فارس اور یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں حالانکہ یہ بات تاریخ کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ تینوں ملک دورِ فاروقی میں اسلامی خلافت کا حصہ بنے جبکہ حضور فرما رہے ہیں مجھے دیئے گئے ہیں تو معلوم ہوا حضور حضرت عمر کے دور میں ہونے والی اللہ کی عطا کو اپنے پر عطا فرما رہے ہیں اور یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ عمر کا دور بھی میرا دور ہے تاکہ کوئی عمر کے بارے میں کوئی بات نہ کر سکے اب جو لوگ نہ جانے کیوں حضرت عمر سے بغض و کینہ رکھتے ہوئے آپ اور آپ کے دورِ خلافت کو برا کہتے ہیں ان کو خردمندی سے کام لینا چاہئے۔

۳۔ حضور نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ میں یہاں کھڑے ہوئے ہزاروں میل دور ان ملکوں میں محلات دیکھ رہا ہوں ساتھ ان کا رنگ بھی بتا دیا تو جو لوگ یہ کہیں کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ان بیچاروں کی اگر اپنی نظر میں فتور ہو تو کیا کہا جا سکتا ہے سوائے افسوس کے معلوم ہوا حضور کی نگاہِ نبوت سے کائنات کے تمام احوال و واقعات اللہ کے فضل و کرم سے مخفی نہیں ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ خندق کا کام بیس روز تک جاری رہا واقدی کہتے ہیں کہ چوبیس روز تک رہا اور خندق کی کھدائی کا کام مکمل ہو گیا۔

Marfat.com

لشکرِ اسلام کی تعداد:

مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی اور ان کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔

دونوں لشکر آمنے سامنے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کی پشت کوہ سلع کی طرف کر کے قلعہ بندی کی شکل اختیار کر لی آپ نے مدینہ منورہ میں مسلمان عورتوں اور بچوں کو محفوظ مقامات پر بھیج دیا۔

دوسری طرف جب قریش کا لشکرِ جرار آیا تو وہ خندق کو دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ اس کا رواج عرب میں نہیں تھا چنانچہ انہوں نے خندق کے دوسری جانب مسلمانوں کے مخالف سمت اپنے خیمے لگائے اور وہ خندق کے پاس بڑے ہی غیظ و غضب کے ساتھ چکر لگانے لگے انہیں ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں سے وہ دوسری طرف جا سکیں اور مسلمانوں پر حملہ کر سکیں لیکن بیدار مغز نبی نے اس طرح کی دفاعی حکمتِ عملی اختیار کی کہ ان کو قریب آنے کا موقع نہ ملا۔

قریش کے جنگی جنون میں مبتلا جیالوں کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ اس طرح محاصرہ میں اپنا وقت ضائع کریں کیونکہ سردی کی شدت بہت زیادہ تھی اور سامانِ خورد و نوش کے ختم ہو جانے کا بھی خطرہ موجود تھا۔

چنانچہ ان کی ایک جماعت نے جن میں عمرو ابنِ عبدوُد، عکرمہ بن ابوجہل اور ضرار بن خطاب وغیرہ نے ایک تنگ مقام سے خندق پار کر لی اور چکر کاٹنے لگے ان میں عمرو ابن عبدِ ود جو بڑا نامی گرامی پہلوان تھا اور پورے عرب میں اس کی بہادری کے قصے مشہور تھے کہ وہ اکیلا ہی کئی لوگوں سے لڑ سکتا ہے گھوڑے کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتا ہے وغیرہ وغیرہ نے اپنے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کو للکارا اس کی آواز پر حضور نے حضرت علی کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا آپ جب اس کے سامنے آئے تو اس ۔ نے آپ کا نسب پوچھا جب آپ نے بتایا کہ میں علی ابنِ ابی طالب ہوں تو وہ کہنے لگا کہ جائیے آپ میرے دوست کے بیٹے ہیں

Marfat.com

میں نہیں چاہتا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے دوست کے بیٹے کو قتل کروں۔
لیکن آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھے قتل کروں۔

اس پر وہ سخت غصے میں آیا اور اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور حضرت علی کے سامنے آ گیا چنانچہ دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر اتنے سخت وار کیے کہ مٹی اڑنے لگی اور کچھ دکھائی نہ دیا ایک دفعہ تو دونوں لشکروں میں خاموشی چھا گئی لیکن جب مٹی کی دھند کم ہوئی تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کافر پہلوان کی لاش خاک وخون میں تڑپ کر واصل فی النار ہوگئی اس کا یہ انجام دیکھ کر اس کے باقی ساتھی بھاگ گئے۔

بنو قریظہ کی وعدہ خلافی:

جب یہود و کفار نے دیکھا کہ مسلمانوں پر کسی مقام سے بڑا حملہ نہیں ہوسکتا تو حیی بن اخطب ابو سفیان کے کہنے پر بنو قریظہ کے پاس آیا اور ان کے سردار کعب بن اسد قرظی کو اپنا ہم نوا بنانے کی رغبت دلائی کعب نے کہا ہمارا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاہدہ ہے جس کی وجہ سے ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔

مگر اس خبیث یہودی حیی بن اخطب نے مختلف طریقوں سے کعب کو بہلا پھسلا لیا۔
اس کے بعد یہود بنو قریظہ عملی طور پر جنگی کاروائیوں میں مصروف ہو گئے۔

دوسری طرف حضور اکرم نے حضرت زبیر یا حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو چند صحابہ کرام کے ساتھ بھیجا کہ وہ بنو قریظہ کو بدعہدی سے باز رکھیں اور اگر وہ اپنی بدعہدی پر قائم ہی رہیں تو واپسی پر یہ بات مجھے اشاروں میں بتانا تاکہ دوسروں مسلمانوں کو اس بات کی خبر نہ ہو اور ان کے حوصلے پست نہ ہو چنانچہ جب یہ اصحابِ رسول بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنو قریظہ کو بڑی خبیث حالت میں پایا اور ذلیلوں نے کہا ہمارا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے ان اصحاب نے ان کو بہت سمجھایا لیکن وہ بدعہدی پر قائم رہے یہ لوگ جب واپس حضور کی خدمتِ اقدس میں پہنچے تو انہوں نے اشاروں میں آپ کو صورتِ حال سے آگاہ کردیا۔

باوجود یکہ ان صحابہ کرام نے اخفائے حقیقت کی کوشش کی لیکن سب لوگوں کو صورتحال

Marfat.com

کا علم ہو گیا سامنے دشمن بڑی طاقت اور بہت نفری کے ساتھ موجود ہے اور اب پیچھے سے ایک اور دشمن حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تو مسلمانوں کو سخت خوف لاحق ہو گیا اس موقع پر صبر و استقامت کے اس کوہِ گراں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُO

مسلمانوں کی حالت کفار کی شوکت کے خوف سے دوچار ہو گئی اور ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئی حق تعالیٰ اس کی خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَاO هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًاO (احزاب:۱۱)

ترجمہ: یاد کرو جب تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے کفار امنڈ کر آئے اور جب نگاہیں خیرہ ہو گئیں دل حلق میں آ گئے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کا گمان کرنے لگے اس وقت مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور انہیں شدت کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔

لشکرِ اسلام میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین کی بھی ایک جماعت تھی جو کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ہمارے قدموں میں ہوں گے اور حالت یہ ہے کہ دشمن کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں اور حاجت کے لیے جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے اس حالت کو دیکھ کر منافقین نے بہانے کرنے شروع کر دیئے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں لہٰذا ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو لوٹ جائیں ان ہی لوگوں کے بارے میں رب ذوالجلال فرماتا ہے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًاO (الاحزاب:۱۲)

ترجمہ: یاد کرو جب منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگوں نے کہا کہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ سوائے فریب کے کچھ نہیں۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا

Marfat.com

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ط وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ج إِنْ يُّرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ○ (الاحزاب:۱۳)

ترجمہ: اور جب ان کی ایک جماعت نے کہا کہ اے اہلِ یثرب! تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ نہیں لوٹ چلو اور ان میں سے ایک فریق نے نبی سے اجازت مانگی کہ ہمارے گھر خالی (غیر محفوظ) ہیں حالانکہ وہ خالی نہیں وہ لوگ محض بھاگنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ کی دفاعی حکمت عملی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ بنوقریظہ بدستور اپنی عہد شکنی پر قائم ہیں اور مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرنے کا سوچ رہے ہیں تو آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینہ منورہ کے مکانات اور قلعوں کی حفاظت کے لیے بھیجا جہاں عورتیں اور بچے موجود تھے۔

جرأت و بہادری کی ایک عظیم مثال:

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب (جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں) عورتوں اور بچوں کے ساتھ فارع نامی ایک قلعے میں فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک یہودی گزرا اور قلعے کا چکر لگانے لگا (اس کا خیال تھا کہ مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو ہراساں کیا جائے تاکہ یہ بات مسلمانوں کی کمزوری کا باعث بنے) یہ اس وقت کی بات ہے جب بنوقریظہ نے حضور اکرمؐ سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ لیا تھا اور آپ کے خلاف ہو گئے تھے اس وقت حضرت زید کا لشکر ابھی مدینہ نہیں پہنچا تھا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو اس وقت بوڑھے تھے) سے فرمایا اے حسان! یہ یہودی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں قلعے کا چکر لگا رہا ہے اور مجھے خدا کی قسم یہ اندیشہ ہے کہ یہ باقی یہود کو بھی ہماری کمزوری سے آگاہ کر دے گا لہٰذا آپ جائیے اور اس کو قتل کر دیجیے حضرت حسان نے فرمایا واللہ آپ جانتی ہیں کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ یہ کام کر سکوں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اب میں نے خود اپنی کمر باندھی پھر ستون کی ایک لکڑی اٹھائی

Marfat.com

اس کے بعد قلعے سے اتر کر اس یہودی کے پاس پہنچ کر اس کو لکڑی مار مار کر ہلاک کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر یہود کی طرف پھینک دیا عظیم رسول کی عظیم پھوپھی کے اس کارنامے سے یہود کو دوبارہ اس طرف آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

آج ہماری خواتین جو ہر محاذ پر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا نعرہ لگاتی ہیں کہ وہ ملک وقوم کی خدمت کرنا چاہتی ہیں اپنے اندر ایسا جذبہ پیدا کریں لیکن یاد رہے ملک وقوم کی خدمت یا اسلام کے دفاع کے لیے پہلے ان خواتین جیسا جذبہ لانا ہوگا صفاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا کرنی ہوں گی خصالِ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنانے ہوں گے تب جا کر یہ صالحات کے گروہ میں شامل ہوں گی اور کچھ کرنے کے قابل ہوسکیں گی لیکن صد افسوس آج ہمارے معاشرے میں عورت نے ''لبرل'' نظر آنے کے شوق میں خود ہی اپنے آپ کو ''رونقِ محفل'' بنانا شروع کر دیا جس سے اس کی عصمت وحیا کی چادر تار تار ہو رہی ہے کاش! کہ وہ چار دیواری کے تقدس کو پامال نہ ہونے دیں اور اپنے مقام کو پہنچانتے ہوئے اسلام کے مقرر کردہ دائرہ میں رہتے ہوئے ملک وملت اور دین کی خدمت کریں اگر واقعی کچھ کرنے کا جذبہ موجود ہے۔

فیصلہ کن مرحلہ:

بنو قریظہ مسلسل قریش کو سامانِ رسد پہنچا رہے تھے اور قریش بھی اس موقع کی تلاش میں تھے کہ کوئی ایسا موقع یا ایسی جگہ نظر آئے جس سے مسلمانوں پر زوردار حملہ کیا جا سکے اس سلسلے میں انہوں نے مسلمانوں پر تیر بھی برسائے جس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی ان کی طرف تیر برسائے اور دونوں طرف سے خوب ایک دوسرے کی طرف تیر برستے رہے اسی دوران جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خندق کے کنارے پہنچے تو حبان بن العرقہ نے ایک تیر ان کو لگایا جو حضرت سعد کے بازو میں ان کی ''رگِ اکحل'' میں لگا جو کہنیوں کے جوڑ میں ہوتی ہے جب وہ کٹ جائے تو آدمی کا سارا خون نکل جاتا ہے اور آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے اس رگ کو ''عرق الحیوۃ'' اور ہفت اندام بھی کہتے ہیں۔

جب حضرت سعد زخمی ہو گئے اور انہوں نے جانا کہ اس زخم سے میری زندگی مشکل ہی

Marfat.com

بچے گی تو انہوں نے دعا کی کہ اے خدا! اگر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ساتھ اور بھی جنگ کرنی ہے تو مجھے نہ مارنا تا کہ میں ان کے ساتھ مقاتلہ کروں ورنہ اس تیر کو جو مجھے لگا ہے میری شہادت کا ذریعہ بنا لیکن اتنی مہلت دے کہ میں بنو قریظہ کی عہد شکنی کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت ان کا خون بہنا بند ہو گیا اور حضرت سعد کھڑے ہو گئے اور حضرت سعد کی شہادت بنو قریظہ کا انجام دیکھنے کے بعد ہوئی (اس کا ذکر غزوۂ بنو قریظہ میں آئے گا) اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کفار نے متفق ہو کر خندق کی ہر جانب سے یکبارگی (at a one time) جنگ شروع کر دی اسی دن رات تک جنگ جاری رہی جس کی وجہ سے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں حضور اور تمام صحابہ کی قضا ہو گئیں اس کے بعد یعنی جنگ جب بند ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکمِ اذان دیا اس کے بعد ہر نماز کے لیے اقامت کہی اور اسی ترتیب کے ساتھ قضا کو ادا فرمایا اور کافروں پر بددعا کی۔

پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہود و کفار میں پھوٹ پڑ گئی جس کا باعث حضرت نعیم بن مسعود بنے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے حضور سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے طور پر ہر گروہ کے پاس جا کر کچھ کہوں کیونکہ وہ مجھے بڑا معتبر سمجھتے ہیں اور ان کو میرے اسلام لانے کا بھی علم نہیں ہے حضور نے فرمایا (الحرب خدعة) جنگ دھوکا ہے یعنی جنگ میں دھوکا دینا جائز ہے چنانچہ حضرت نعیم ہر گروہ کے پاس گئے اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف ایسا اُکسایا کہ وہ دوبارہ ایک دوسرے سے بیزار ہو گئے اور ایک دوسرے کے تعاون سے انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا دوسری طرف اللہ کے پیارے نبی اپنے محبّ و محبوب رب سے مسلمانوں کی سلامتی اور کفار کی شکست کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

بالآخر اللہ نے اپنے محبوبِ مکرم کی نیاز میں ڈوبی ہوئیں دعائیں قبول فرمائیں چنانچہ جب مشرکین کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ چوبیس یا ستائیس روز کے اعصاب شکن محاصرہ سے تنگ آ گئے اور بڑے لاچار کھڑے تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تند ہواؤں کا ایسا طوفان بھیجا جس نے ان کی ساری شان و شوکت کو خاک میں ملا دیا ان کے خیمے اکھڑ

Marfat.com

گئے ہانڈیاں الٹ گئیں طنابیں ٹوٹ گئیں اور جانور بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے کفار خود بھی حواس باختہ ہو گئے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو بھی بھیج دیا جنہوں نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان کو بھاگنے کے سوا اور کوئی بات نہ سوجھی قرآنِ کریم اسی حالت کی یوں خبر دیتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا O (احزاب آیت ۹، پ ۲۱)

ترجمہ: اے اہل ایمان یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی جبکہ تمہارے پاس لشکر آیا تو اللہ نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر (فرشتوں کا) جو تمہیں نظر نہیں آتا تھا اور اللہ دیکھ رہا تھا جو تم کر رہے تھے۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا O

(احزاب آیت ۹، پ ۲۱)

''اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔''

شیخ عماد الدین ابنِ کثیر اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر نہ بھیجا ہوتا تو وہ آندھی کفار پر اس آندھی سے زیادہ سخت ہوتی جو قومِ عاد پر بھیجی گئی تھی۔

جس رات یہ آندھی آئی تو اگلے روز (Next day) حضور نے اور مسلمانوں نے میدان کو خالی پایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی کہ جس نے کفار کو ذلیل و خوار کیا اور مسلمانوں کو راحت و اطمینان بخشا۔

غزوۂ خندق کے اثرات اور نتائج:

۱۔ اس غزوہ میں مسلمانوں نے عام طریقوں سے ہٹ کر ایک مختلف طریقہ دفاع کے لیے اپنایا جو اس سے پہلے عرب میں نہیں تھا۔

۲۔ اس معرکہ میں مقاتلہ اتنا زیادہ نہیں ہوا لیکن یہ ایک اعصابی جنگ تھی جس نے جانبین

Marfat.com

کے فریقوں کو تھکا دیا لیکن پھر بھی یہ اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔

۳۔ اس غزوہ میں کفار نے اتنی زیادہ قوت کے ساتھ حملہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو بالکل ہی ختم کر ڈالیں گے اور ایسی قوت وہ نہ اس سے پہلے اور نہ بعد میں اکٹھی کر سکے تھے۔

۴۔ باوجود اس کے کہ آگے بھی مسلمانوں کے ایک لشکرِ جرار ہے اور عقب سے بھی یہود کے حملہ کا خطرہ ہے ایسی نازک گھڑی میں مسلمانوں کو انتشار اور بدنظمی سے بچانے میں جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثابت قدم اور بلند حوصلہ رہنے کا درس دیا یہ آپ ہی کی حسنِ تدبیر تھی کیونکہ آپ کو اللہ کی نصرت کا پورا یقین تھا ورنہ ایسے موقعوں پر جب دشمن آگے پیچھے سے حملہ آور ہو تو صلح کے معاہدے ہو جاتے ہیں اور دشمن جیسے چاہتے ہیں اپنی مفتوح اقوام کے ساتھ ''حسن سلوک'' کرتے ہیں۔

۵۔ جب اتنی بڑی افرادی قوت مسلمانوں کا کچھ بگاڑ نہ سکی اور وہ ''بڑے نامراد تیرے کوچے سے ہم لوٹے'' کے مصداق کم وبیش ایک مہینہ کا محاصرہ کرنے کے بعد بڑے خوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوئے تو دیگر اقوام کو بھی کفار کی اس ''قوت'' کا اندازہ ہو گیا۔

۶۔ حقائق کو بے نقاب دیکھنے والے دور اندیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کو واپس ہوئے تو یہ فرمایا کہ

اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ

ترجمہ: اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔

چنانچہ رسول اللہ کا یہ ارشاد بالکل ٹھیک ثابت ہوا اور آئندہ کبھی بھی قریش کو مدینہ کی طرف حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی بلکہ حضور نے مکہ کی طرف چڑھائی فرمائی جس سے فتح مکہ کا واقعہ عظیم پیش آیا۔

Marfat.com

۱۷۔ غزوۂ بنو قریظہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے تو اسی روز غزوۂ بنی قریظہ واقع ہوا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم میرے گھر میں رونق افروز تھے اور سر و تن مبارک سے گرد و غبار جھاڑ کر جسم اقدس سے ہتھیار اُتار کر غسل فرمارہے تھے ایک روایت میں ہے کہ سرِ مبارک کو ایک جانب سے دھولیا تھا اور دوسری جانب کو ابھی دھویا نہ تھا ایک روایت ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا حضور اکرم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لائے باہر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے جن کے چہرے اور سامنے کے دانتوں پر غبار لگا ہوا تھا اور سفید اونٹ پر سوار تھے اور فرما رہے تھے کہ یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے مگر ہم نے ابھی تک نہیں اُتارے اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ بنو قریظہ کی طرف چلیں اور میں بھی وہیں جارہا ہوں جب یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے تو حضور اندر تشریف لائے اور فرمایا یہ جبرائیل امین تھے جو دحیہ کلبی کی صورت میں تشریف لائے تھے اور اللہ کا حکم پہنچانے آئے تھے۔

نقارۂ جنگ (Whistal of war)

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں اعلان کر دیں کہ اے بندگانِ خدا سوار ہو جاؤ اور جو خدا کے حکم کو ماننے والا ہے اسے چاہیے کہ نمازِ عصر بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے نہ پڑھے اس کے بعد لشکر کا پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا مدینہ پر حضرت عبداللہ بن مکتوم کو خلیفہ مقرر فرمایا اور اپنے گھوڑے الحیف پر سوار ہو کے مسلمانوں کو تیار کر کے آپ روانہ ہوئے۔

آپ کے دائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ کے آگے انصار و مہاجرین کے اکابر حضرات تھے یہ

Marfat.com

تمام لوگ تین ہزار تھے ان میں چھتیس گھوڑے تھے راستے میں آپ نے بنی نجار کے لوگوں کو سوار ہو کر انتظار میں کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم کو کس نے اس طرح کرنے کو کہا انہوں نے کہا دحیہ کلبی نے آپ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو پہلے روانہ ہوئے۔

لشکرِ اسلام بنو قریظہ کے دیار میں:

حضور اکرم جب اپنے صحابہ کے ساتھ بنی قریظہ کی بستی میں پہنچے تو اس وقت شام اور سونے کے وقت کا درمیانی وقت تھا وہاں پہنچ کر مسلمانوں کا کھانا کھجور تھا حضور نے فرمایا کیا ہی اچھا کھانا ہے یہاں حضرت سعد بن ابی وقاص دن رات تیر برساتے یہ محاصرہ بقول ابن اسحٰق پچیس روز تھا اور بقول ابنِ سعد پندرہ روز تھا جب محاصرہ نے طول پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے یہود کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا۔

یہود کا باہمی مشورہ:

یہود کے سردار کعب بن اسد نے جب اپنے لوگوں پر اس قہرِ الٰہی کو دیکھا تو اس نے اپنی قوم کے سامنے تین تجاویز پیش کیں جو یہ ہیں۔

۱۔ سب لوگ اسلام قبول کر لیں کیونکہ ہم نے یہ تورات میں واضح طور پر پڑھا ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے اور برحق نبی ہیں اور اگر تم لوگ ایمان لے آؤ تو سب کے جان و مال اور اولاد محفوظ رہیں گے یہودیوں نے انکار کیا اور کہا ہم اپنے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔

۲۔ سب لوگ اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دو اور پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کر دو اگر مارے گئے تو پھر پیچھے کوئی نہ ہوگا جو ذلیل و خوار ہوتا رہے اور اگر فتح ہوئی تو عورتیں اور بچے اور بھی مل سکتے ہیں لیکن یہودیوں نے اس تجویز کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اس زندگی کا کیا مزہ جس میں عورتیں اور بچے نہ ہوں۔

۳۔ پھر اس نے کہا اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر آؤ آج ہفتہ کی رات ہے اور حملہ کر دو کیونکہ مسلمانوں کو معلوم ہے کہ یہودی ہفتہ کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس دن لڑائی نہیں کرتے لیکن کعب بن اسد کی اس تجویز کو بھی یہود نے یہ کہہ کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ

Marfat.com

اس رات کی تعظیم ہمارے دین میں ہے ہم کس طرح اس کی بے حرمتی کر سکتے ہیں اس پر کعب نے کہا تم میں سے کسی نے ماں کی کوکھ سے جنم لینے کے بعد ایک رات بھی ہوش مندی کے ساتھ نہیں گزاری۔

بنوقریظہ کا ہتھیار ڈالنا:

مسلسل محاصرہ کی وجہ سے جب حضرت علی نے دیکھا کہ جنگ نہیں ہو رہی تو آپ نے حضرت زبیر کے ساتھ پیش قدمی فرمائی اور گرجدار آواز کے ساتھ یہ اعلان کیا خدا کی قسم اب میں بھی یا تو وہی چکھوں گا جو حمزہ نے چکھا یا ان کا قلعہ فتح کر کے رہوں گا شیر خدا کی اس پُرعزم للکار پر یہود قلعہ سے باہر آئے اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا کہ آپ جو فیصلہ فرمائیں گے مناسب ہوگا حضور نے حکم دیا کہ سب مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور محمد بن مسلم کو حکم دیا کہ ان سب مردوں کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ دو اور حضرت عبداللہ بن سلام کو حکم دیا کہ ان کی عورتوں بچوں اور مال و متاع کو جمع کرو ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ اس قلعہ سے پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے، پندرہ سو ڈھالیں برآمد ہوگئیں اور بکثرت مال و متاع ملا گائے، بکری اور جانوروں کا تو شمار ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کو بلاؤ وہی ان کا فیصلہ کریں گے (یاد رہے کہ حضرت سعد جو غزوۂ خندق میں تیر لگ جانے کی وجہ سے زخمی تھے اور اس غزوہ میں شرکت نہ کر سکے) اس کے بعد جب حضرت سعد بن معاذ گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو قبیلہ اوس کے لوگوں نے ان کو دونوں طرف سے گھیر لیا اور عرض کرنے لگے سعد اپنے حلیفوں کے بارے میں اچھائی اور احسان سے کام لیجئے گا مگر وہ چپ تھے جب لوگوں نے گزارشوں کی بھرمار کر دی تو آپ نے فرمایا اب وقت آ گیا ہے کہ سعد کو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں۔

Marfat.com

حضرت سعد کی بارگاہِ رسالت میں آمد:

پھر جب حضرت سعد مجلسِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے تو (بروایتِ بخاری شریف) حضور نے فرمایا "قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ" اپنے سردار کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر جب حضرت سعد حضور کی مجلس میں بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا اے سعد یہ لوگ تمہارے فیصلے کے منتظر ہیں تو انہوں نے عرض کی کہ میرا فیصلہ تمام لوگ تسلیم کریں گے تو وہاں موجود تمام لوگوں نے کہا جی ہاں تو آپ نے عرض کیا مسلمان بھی پھر آواز آئی جی ہاں انہوں نے پھر کہا اور جو یہاں ہیں وہ بھی اشارہ آقائے دو جہاں کی طرف تھا مگر تعظیم کے سبب چہرہ (حضرت سعد کا) دوسری جانب تھا آپ نے فرمایا ہاں سعد تمہارا فیصلہ مجھے بھی قبول ہوگا۔

حضرت سعد بن معاذ کا حکم:

حضرت سعد نے کہا تو ان کے لیے میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد ان کے بارے میں تم نے وہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ فرمایا تم نے حکمِ خدا کے ساتھ حکم دیا ہے۔

پھر اس کے بعد حضور نے مدینہ کے بازار میں خندقیں کھدوائیں اور فرمایا کہ ان کے سب مردوں کو قتل کر کے ان خندقوں میں پھینک دو چنانچہ ان خبیثوں کو قتل کرنے کا کام حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا ان لوگوں نے بحکم حضور ان کی گردنیں مارنی شروع کر دی اور ان دونوں اسلام کے جانبازوں نے ساری رات ان یہود کا قتل کیا جن کی تعداد چھ یا سات سو بتائی جاتی ہے۔

اس غزوہ کے نتائج اور اثرات:

۱۔ غزوہ احزاب میں جس طرح یہود بنو قریظہ نے بدعہدی کی اور مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرنے کا پروگرام بنایا اس سے ایک لمحہ کو تو مسلمانوں پر خوف طاری ہو گیا تھا اور بعد میں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان کا خوف دور کیا تو اس کے بعد عدل وانصاف کا تقاضا یہی تھا کہ ان آستین کے سانپوں کو فی النار کیا جائے کیونکہ باہر کے دشمن سے زیادہ اندر کا دشمن خطرناک (Dangerous) ہوتا ہے۔

۲۔ بنوقریظہ کو ختم کرنے کے بعد مدینہ منورہ تقریباً یہود کے ناپاک وجود سے خالی ہوگیا اور مسلمانوں کو ایک طرح سے اطمینان بھی نصیب ہوا۔

۳۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جس طرح دوسرے یہود کو مدینہ سے جلا وطن کیا گیا تھا ان کو بھی بجائے مارنے کے جلاوطن کر دیا جاتا لیکن یاد رہے کہ بنونضیر کے یہود کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کیا تو ان ہی میں سے کچھ یہود حیی بن اخطب وغیرہ نے کفار سے سازش کر کے مسلمانوں پر اتنا بڑا لشکر لے کر حملہ کیا تو حضور جانتے تھے کہ اگر ان خبیثوں کو بھی جلاوطن کر دیا گیا تو یہ لوگ پھر اسلام کے خلاف سازشیں کریں گے اور اس کو کمزور کرنے کے منصوبے بنائیں گے اس لیے حضور نے ان کو ختم کرنا ہی مناسب سمجھا۔

۴۔ غزوۂ احزاب میں جو تین بڑی جماعتیں قریش بنوقریظہ اور بنوغطفان وغیرہ تھیں ان میں سے ایک کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر مسلمانوں نے دوسرے قبائل پر اپنی قوت کا عظیم مظاہرہ کیا اور ان پر یہ ظاہر کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

۵۔ اس غزوہ کے بعد یہود میں اتنی طاقت نہ رہی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کوئی اقدام اٹھاسکیں اور آئے دن کی یہود کی ریشہ دوانیوں سے بھی مسلمانوں کو نجات مل گئی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

جب مسلمانوں بنوقریظہ کے یہود کے قتل سے فارغ ہوئے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخم کھل گئے اور خون بہنے لگا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے تشریف فرما تھے اور ان کے سر کو اپنے زانوئے مبارک پر رکھے ہوئے آپ نے فرمایا۔

اے اللہ! سعد کو تو اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے انہوں نے تیرے رسول کی تصدیق کی اور اسلام کے جو حقوق ان پر عائد تھے ادا کیے اور ان کی روح کو بہترین طریقہ سے جس

Marfat.com

طرح تو اپنے محبوبوں کی روح کو قبض فرماتا ہے قبض کر جب حضرت سعد نے رسول اللہ کی آواز سنی تو آنکھیں کھولیں اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جس طرح آپ کا حق تھا آپ نے تبلیغ فرمائی پھر حضور کا دیدار کرتے ہوئے چند لمحے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے استبرق کا عمامہ باندھے حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب میں سے کسی نے وفات پائی ہے جس کی روح کے استقبال کے لیے آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔

پھر حضور نے حضرت سعد کی تجہیز و تکفین فرمائی امام ترمذی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو باوجود اس کے کہ وہ بڑے طویل القامت اور تنومند تھے ان کا جنازہ بہت ہلکا تھا لوگ اس پر حیران ہو رہے تھے تو حضور نے فرمایا اسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

ابنِ سعد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد کو دفنانے کے لیے قبر کھودی تھی تو اس سے مشک کی خوشبو پھیل رہی تھی۔

ابو نعیم بروایت محمد بن المنکدر بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت سعد بن معاذ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا اس کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ مٹی مشک اذخر ہے اس پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ اندازہ کر لیجئے جس کی وجہ سے اس پیکر محبت کے مرقدِ انور کی مٹی مشک ہے تو اس ہستی کے مزارِ اقدس کی خاک کی کیا کیفیت ہوگی اور اس میں کیا تاثیر ہوگی جس کی تعلیم نے تمام کائنات کو معطر کر دیا جس کا نام لے کر عشاق ایک عجیب قسم کی مہک محسوس کرتے ہیں اور دوسری خوشبوؤں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں یاد رہے حضرت سعد بن معاذ کو یہ مقام اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کے صلہ میں ملا اور اللہ رسول کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کی بدولت

Marfat.com

ملا آج اگر ہم بھی اپنی زندگی کے ہر لمحے کو فرمانِ رسول کے مطابق گزاریں تو کچھ بعید نہیں کہ ہماری قبریں بھی گل و گلزار بن جائیں۔

Marfat.com

۱۸۔ غزوۂ بنولحیان

اس غزوۂ کا سبب یہ تھا کہ (ان لوگوں یعنی بنولحیان) نے مقامِ رجیع میں دس صحابہ کرام کو دھوکے سے گھیر کر آٹھ کو شہید کر دیا تھا اور دو کو اہلِ مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا بہت رنج تھا لیکن مسلسل غزوات کی وجہ سے آپ کو موقع نہ ملا کہ ان شریروں سے بدلہ لے سکیں۔

چنانچہ اب آپ نے دوسو مہاجرین وانصار کی جمعیت لے کر جن میں بیس سوار تھے بنو لحیان کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوئے اور ظاہر کیا کہ آپ کا ارادہ ملک شام کا ہے مدینہ پر آپ نے حضرت عبداللہ ابنِ ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور تیزی سے اس مقام پر پہنچے جہاں بنولحیان نے مسلمانوں کو شہید کیا تھا آپ نے ان (شہیداء) کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

بنولحیان نے حضور اکرم کی اطلاع پاتے ہی راہِ فرار اختیار کی اور پہاڑوں پر چڑھ کر روپوش ہوگئے آپ نے ان کی سرزمین پر ایک یا دو روز قیام فرمایا مختلف اطراف میں لشکر بھیجے لیکن بنولحیان نہ مل سکے اس کے بعد آپ نے عفان کا قصد کیا اور وہاں سے دس مجاہدین کو ''کراغ الغمیم'' تک بھیجا تاکہ لشکرِ اسلام کا رعب ودبدبہ قریش کے دل ودماغ میں بس جائے اور ان پر گھبراہٹ طاری ہو یہ حضرات مقررہ مقام تک پہنچے لیکن کسی دشمن سے مڈبھیڑ نہ ہوسکی اس کے بعد وہاں سے لوٹ آئے اور حضور کے ساتھ مل گئے آپؐ نے چودہ روز مدینہ سے باہر گزارے اور پھر مدینہ واپس آگئے۔

Marfat.com

۱۹۔ غزوۂ بنی المصطلق یا غزوہ مریسیع

اس غزوۂ کا سبب یہ ہوا کہ رحمتِ عالم کی سماعت میں یہ خبر پہنچی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے اپنے قبیلے اور کچھ دوسرے عرب قبائل کے لوگوں کو ساتھ لے کر آ رہا ہے تو آپ نے حقیقتِ حال جاننے کے لیے حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ حقائق معلوم کر کے آئیں انہوں نے اس قبیلے میں جا کر جب دیکھا تو واقعی بات کچھ اسی طرح تھی چنانچہ آپ واپس آئے اور حضور کو حالات کے بارے میں بتایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری:

جب آپ کو خبر کی صحت کا پورا یقین ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم فرمایا اور بہت جلد روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت زید بن حارثہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اس لشکر کا علم آپ نے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو دیا یا ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا اور انصار کا علم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دیا اس لشکر میں تیس گھوڑے مہاجرین کے اور بیس گھوڑے انصار کے تھے اس غزوۂ میں مسلمانوں کے ہمراہ منافقین کی بھی ایک جماعت تھی جن کو دنیاوی مال ومتاع اور غنیمت کا لالچ تھا۔

حارث بن ابی فرار نے اسلامی لشکر کی خبر لانے کے لیے اپنے ایک جاسوس کو بھیجا جس کو مسلمانوں نے پکڑ کر بحکم حضور قتل کر دیا۔

مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت:

جب حارث بن ابی فرار کو اپنے جاسوس کے قتل کیے جانے کی اطلاع ملی تو وہ بہت خوفزدہ ہوا اور بہت سے لوگ جو اس کی مدد کے لیے اطراف واکناف سے جمع ہوئے تھے وہ سب اپنی علاقوں کو واپس بھاگ گئے اور حارث کے پاس بجز بنی مصطلق کے کوئی نہ رہا حضور نے وہاں پہنچ کر چشمہ مریسیع پر قیام فرمایا اس سفر میں امہات المومنین میں سے سیدہ

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ تھیں۔ کفار نے اپنے لشکر کو مرتب کر کے میدانِ جنگ میں مقابلہ کے لیے پاؤں رکھا جب دونوں طرف صفیں درست ہو گئیں تو حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ کفار کو خبردار کریں کہ اگر وہ کلمۂ شہادت پڑھ لیں تو ان کا خون اور تمام مال واسباب محفوظ رہیں گے۔

لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس کے بعد لشکرِ اسلام نے یکبارگی ان پر اس زور سے حملہ کیا کہ پہلے حملہ (First Attack) میں ہی مشرکوں کے علمبردار کو قتل کر دیا اور انہیں شکست ہوگئی ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی مردوں اور عورتوں کو اسیر بنا لیا گیا اور بہت سا مالِ غنیمت از قسم چوپائے (Kinds of Animals) ہاتھ آئے جبکہ مسلمانوں کا صرف ایک شخص شہید ہوا۔

قیدی عورتوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی فرار کی صاحبزادی تھیں وہ حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں ثابت نے ان کو مکاتب بنا لیا (مکاتب سے مراد ہے کہ ایک مخصوص رقم ادا کرو اور آزاد ہو جاؤ)

حضرت جویریہ نے اسلام قبول فرمایا اور عرض کی اے اللہ کے حبیب میں اس قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہوں اور قید میں ہوں اور آپ سے امید رکھتی ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں تا کہ میں رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں۔

حضور نے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ حسنِ سلوک کروں گا یعنی آپ کو آزاد کر کے آپ کو اپنے عقد میں لا کر اپنی زوجیت سے سرفراز کروں گا جس کو حضرت جویریہ نے قبول فرمایا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس کو رقم ادا کر دی اور حضرت جویریہ سے نکاح فرما کر ان کو اپنی ازواجِ مطہرات میں شامل کر لیا صحابہ عظام کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا ہمیں یہ زیب دیتا ہے کہ والئی کائنات فخرِ دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حرم پاک کے عزیز واقارب کو اپنا غلام بنا کر رکھیں اور تمام نے ان سب اسیروں کو آزاد کر دیا۔

سبحان اللہ! سلام ہو ایسے لوگوں کے اس جذبۂ محبت کو کہ جس کسی کی بھی نسبت ان کے

Marfat.com

محبوبِ مکرم سے ہوگئی چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو؟ اس کی تکریم کو حرزِ جان بنا لیتے ہیں۔

یہ نسبت بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ نسبتوں کی معرفت نصیب فرمائے اور ان لوگوں کی نسبت ہمارے مقدر میں لکھ دے جو تمام مقامات پر فخر کا باعث بنتی ہے اسی لیے تو جب کسی کی ''ان'' کے ساتھ نسبت ہو جاتی ہے تو اس کے انداز میں اس کے بیان میں اور اس کی ساری زندگی میں ''ان'' کی نسبت کی جھلک نظر آتی ہے۔

Marfat.com

۲۰۔ وجوہاتِ غزوۂ ذی قرد یا غزوۂ غابہ

اس غزوۂ کا سبب یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس ایسے اونٹ جو دودھ دینے والے تھے اور بچے جننے کے قریب تھے وہ غابہ (جگہ کا نام) میں چرتے تھے تو ایک دن وہاں بنوفرازہ قبیلہ کے چالیس کافروں نے حملہ کر دیا اور وہاں موجود مسلمانوں کو جو دیکھ بھال کے لیے تھے شہید کر دیا اور تمام اونٹوں کو اپنے ساتھ لے گئے اتفاقاً سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح رضی اللہ عنہ سحری کے وقت وہاں گئے ہوئے تھے حضرت سلمہ بن اکوع نے رباح سے کہا کہ تم جاؤ اور حضور اکرم کو اس واقعہ کی اطلاع دو اور میں ان (دشمنوں) کے تعاقب میں جاتا ہوں۔

حضور اکرم کی روانگی:

حضور کو جب اس حادثہ کی خبر ملی تو آپ نے فوراً اندا فرمائی "یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ" اے خدا کے دوستو سوار ہو جاؤ یہ سنتے ہی صحابہ کرام نے فوراً تیاری کی اور حضور کے ساتھ پانچ سو یا ایک دوسری روایت کے مطابق سات سو صحابہ روانہ ہوئے مدینہ میں آپ نے ابنِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا لشکر کا علم آپ نے حضرت مقداد بن عمر و رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور اللہ کا نام لے کر آگے بڑھے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری:

حضرت سلمہ پہلے ہی اُن کے تعاقب میں جا چکے تھے آپ بڑے ہی بہادر قسم کے جوان تھے جنگوں میں پیدل رہ کر سواروں کو نیچے گرا لیا کرتے تھے اور تیر اندازی میں بڑے ماہر تھے۔

انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رباح کو مدینہ بھیجنے کی بعد میں دشمنوں کے تعاقب میں نکلا اور ان پر مسلسل تیر برساتا رہا میرے ہر تیر سے ان کا کوئی نہ کوئی فرد زخمی ہو جاتا اس جنگل میں درخت بہت تھے جب ان کا کوئی آدمی میرے طرف تیر پھینکتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتا اور تیر سے محفوظ رہتا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ جب وہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستے میں داخل ہوئے تو میں بھی پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے ان پر پتھر برسانے لگا اس طرح میں نے ان کا مسلسل پیچھا کیئے رکھا یہاں تک کہ وہ لوگ مجھ سے تنگ آ گئے اور مجھ سے اپنی جان بچانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اونٹنیوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے پھر میں ان اونٹنیوں کو مدینہ کی طرف ہانک کر پھر ان کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جب ان کفار نے دیکھا کہ میں مسلسل ان کے تعاقب میں ہوں تو انہوں نے اپنے نیزوں اور کپڑوں کو پھینکنا شروع کر دیا تا کہ میں ان کے اٹھانے میں مشغول ہو جاؤں اور ان سے نہ لڑوں وہ لوگ جو بھی پھینکتے میں (سلمہ بن اکوع) اس پر تھوڑے سے پتھر نشانی کے طور پر ڈال دیتا تا کہ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر اس کو پہچان لیں۔

جب دو پہر کا وقت ہو گیا تو فرازہ کے ایک کفار کی جماعت ان کی مدد کو آن پہنچی اور ان سب نے میری طرف رخ کر لیا دوسری طرف میں نے رسولِ اکرم کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان چل کر آ رہے تھے سب سے آگے اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے ان کے پیچھے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے پیچھے حضرت مقداد بن اسور کندی رضی اللہ عنہ تھے اس کے بعد جب مشرکوں کی نظر مسلمانوں پر پڑی تو انہوں نے بھاگنا چاہا حضرت اخرم ان کے پیچھے روانہ ہوئے تو مشرکین کے ایک شخص عبد الرحمٰن اور حضرت اخرم میں مقابلہ ہوا حضرت اخرم نے اس پر حملہ کیا جو کارگر ثابت نہ ہوا اس کے بعد عبد الرحمٰن نے نیزہ مار کر حضرت اخرم کو شہید کر دیا اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن کے قریب پہنچ گئے اور اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر وہ تمام کافر بھاگ نکلے اور ذی قرد کے چشمہ پر پہنچ کر اس کا پانی پینے ہی لگے تھے کہ ہم ان کے قریب پہنچے ہمیں دیکھ انہوں نے پھر دوڑ لگا دی اس طرح میں (سلمہ بن اکوع) نے غروب آفتاب تک ان کا مقابلہ کیا حضرت سلمہ فرماتے ہیں پھر جب میں لوٹ کر پیچھے آیا تو میں نے دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ اس جگہ (ذی قرد) میں قیام پذیر ہیں میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ سو آدمی مجھے عنایت

Marfat.com

فرمائیں تو میں ان کا تعاقب کر کے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں اس پر آپ مسکرائے اور فرمایا اے اکوع کے بیٹے جب تم قابو پالو تو نرمی اختیار کرو۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا آج سب سے بہتر جنگ کرنے میں سواروں میں ابو قتادہ اور پیدل سلمہ ہیں اور پھر حضور نے مجھے (سلمہ بن اکوع) دو حصے عطا فرمائے مالِ غنیمت میں سے ایک پیادہ اور ایک شہسوار کا اور مدینہ واپس ہوئے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ اپنی اونٹنی پر سرکارِ دو عالم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔

زہے عزت زہے نصیب

Marfat.com

۲۱۔ غزوۂ خیبر سال ۷ ہجری

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے (اے حبیبؐ) تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا جنہیں تم حاصل کرو گے پس جلدی دے دی ہے تمہیں یہ (صلح) اور روک دیا ہے اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے (۴۸:۲۰)

خیبر کا تعارف (Introduction of Khyber)

خیبر مدینہ کے شمال میں شام کی جانب تقریباً سو میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا جس میں قلعے بھی تھے اور کھیتیاں بھی اب یہ ایک بستی رہ گئی ہے اس وقت اس میں آٹھ قلعے تھے اس کے علاوہ چھوٹے قلعے اور محفوظ گڑھیاں بھی تھیں لیکن زیادہ مضبوط اور بہتر یہی آٹھ قلعے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ روانگی:

حضور اکرم نے تمام صحابہ کو حکم دیا کہ لشکر کو تیار کرو ہم خیبر کو فتح کرنے کے لیے جانے والے ہیں اور آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ صرف وہی لوگ خیبر میں شریک ہوں گے جنہوں نے مدینہ میں درخت کے نیچے بیعتِ رضوان کی تھی یہ حکم اس لیے تھا کہ کوئی منافق لشکرِ اسلام میں شریک نہ ہو سکے مالِ غنیمت کے لالچ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں آپ کو بہت سے مالِ غنیمت کا وعدہ فرمایا تھا۔

مسلمانوں کی تعداد اور ان کی روانگی (Numbers of the Muslims and departared them)

اپنے کریم آقا کا پیغام سن کر تمام غلامانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرپور جنگی تیاری کر لی جن کی تعداد چودہ سو کے قریب تھی لشکرِ اسلام میں ۲ سو گھوڑے اور کثرت سے اونٹ تھے امہات المؤمنین میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں

Marfat.com

ام المومنین کے علاوہ بیس اور مسلمان عورتوں کو بھی ساتھ لیا گیا تا کہ وہ زخمی ہونے والوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرسکیں۔

مدینہ پر آپ نے حضرت سباع بن عرخطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

منافقین کی یہودِ خیبر کو اطلاع:

جب عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنی بے عزتی (Insult) دیکھی کہ حضور اس اور اس کے حواریوں کو ان کے خبثِ باطن کی وجہ سے اور اسلام دشمنی کی وجہ سے اپنے ہمراہ لے کر نہیں جارہے تو ان ذلیلوں نے خیبر کے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا استیصال (Destroy) کرنے کے لیے آ رہے ہیں اور دیکھو ڈرنا نہیں تمہارے پاس بہتر ساز و سامان ہے ڈٹ کر مقابلہ کرنا خیبر والوں کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے کنانہ بن ابی الحقیق کو حصولِ مدد کے لیے بنوغطفان کے پاس بھیجا جو ان کے حلیف تھے۔

اہلِ حق دامنِ خیبر میں:

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حضورِ عالم کی بے مثل نگاہ خیبر شہر کے قلعوں پر پڑی تو آپ نے یہ دعا فرمائی۔

ترجمہ: ''اے اللہ! ساتوں آسمان اور جن پہ وہ سایہ فگن ہیں ان کے پروردگار اور ساتوں زمین اور جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کے پروردگار اور شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ان کے پروردگار ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اس کے باشندوں کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس بستی کے شر سے اور اس کے باشندوں کے شر سے اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی یہ دعا فرمائی اس دعا کا پڑھنا جس وقت کسی شہر یا گاؤں کو دیکھے یا ان میں داخل ہو تو ماثور و منقول ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جنگ کا شوق دلایا اور شہید کے درجات کی سربلندی سے آگاہ کیا اور فرمایا اگر تم لوگ ثابت قدم رہے تو فتح و نصرت تمہاری ہے۔

Marfat.com

پھر آپ نے حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کی عرض پر جو بڑے آزمودہ کار حرب (Expert of war) تھے۔ موضع رجیع (A Name of Place) میں جو لشکر کے لیے بہترین اور عمدہ جگہ تھی قیام فرمایا۔

معرکہ کی ابتدا اور مسلمانوں کی جوانمردی:

خیبر کے آٹھ قلعوں میں سب سے پہلے قلعہ ناعم پر حملہ ہوا کیونکہ یہ قلعہ اپنے محلِ وقوع کی نزاکت کے لحاظ سے یہود کی پہلی دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا تھا اور یہی قلعہ مرحب نامی اس شہ زور اور جانباز یہودی کا قلعہ تھا جسے ایک ہزار مردوں کے برابر مانا جاتا تھا۔

اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ پہلے اس قلعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا مگر عنانِ مراد ہاتھ نہ آئی چونکہ ازل سے ارادۂ الٰہی میں یہ بات تھی کہ یہ فضلِ خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقدر میں ہے۔

اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں چنانچہ اگلے دن (Next Day) صحابہ کرام نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک یہی آرزو باندھے اور آس لگائے تھا کہ جھنڈا اسے مل جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ان کو تو آشوبِ چشم (Eye Disease) ہے آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ جب حضرت علی آئے تو حضور نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن مبارک لگایا اور دعا فرمائی تو وہ شفایاب ہو گئے اور اس طرح ہو گئے جیسے ان کو کوئی بیماری ہی نہ تھی پھر آپ نے حضرت علی کو فرمایا اے علی ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرو جب تک وہ توحید و رسالت کی گواہی نہ دے دیں اور جب وہ گواہی دے دیں تو وہ اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیں گے اس کے بعد حضرت علی علم لے کر اس قلعہ کے سامنے پہنچے (یاد رہے کہ کچھ اربابِ سیر نے اس قلعہ کا نام قموص بھی بتایا ہے)

انہوں نے علم کو سنگریزوں کے ایک ٹیلے پر جو قریب تھا نصب کیا احبارِ یہود (Name of

Marfat.com

(the few schoar) میں سے ایک نے جو قلعہ کے اوپر کھڑا تھا پوچھا کہ ''اے صاحبِ علم تم کون ہو! اور تمہارا نام کیا ہے؟ فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہ سن کر اس یہودی عالم نے اپنی قوم سے کہا قسم ہے تورات کی تم اس شخص سے مغلوب ہو گئے اور یہ فتح کئے بغیر نہ لوٹے گا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صفات اور ان کی شجاعت کو جانتا تھا کیونکہ تورات میں اس نے آپ کا وصف پڑھا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے اوصاف سابقہ کتابوں میں لکھے ہوئے تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے اس قلعہ سے جو شخص مقابلہ کے لیے نکلا اس کا نام حارث تھا جو مرحب کا بھائی تھا اور بڑی تیاری کے ساتھ آیا تھا اس نے نکلتے ہی مسلمانوں پر حملہ شروع کر دیا جس سے کچھ مسلمان شہید بھی ہوئے جو حضرت علی کے ساتھ آئے تھے اس کے بعد اس کا مقابلہ حضرت علی سے ہوا آپ نے ایک ہی وار کر کے اس کو دوزخ میں پہنچا دیا مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل ہونے کی اطلاع دی تو وہ انتقام کی آگ میں بھڑکتا ہوا یہ رجز کہتا ہوا میدان میں آیا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبُ
خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں
شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
ہتھیار پوش، بہادر، تجربہ کار
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ
جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے۔

حضرت علی نے اس خبثِ باطن متکبر کا جواب کچھ اس طرح دیا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَيْدَرَه
میں وہ شخص ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَه
جنگل کے شیر کے طرح خوفناک

Marfat.com

معرکۂ کارِزار میں رجز پڑھنا عرب کے شجاعوں اور بہادروں کی عادت ہے اور اس مقام میں اپنی تعریف کرنا جائز ہے تاکہ مخالف کے دل میں رعب و دبدبہ بیٹھے۔

مرحب نے آگے بڑھ کر حضرت علی کے سر پر زور سے حملہ کیا حضرت علیؓ نے اس کے وار سے اپنے آپ کو بچایا اور پھر اس پر ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کے بعد اہلِ اسلام نے حضرت علی کے ساتھ مل کر یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا دوسرے یہود نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ قلعہ کے اندر داخل ہونے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے تعاقب میں بڑھتے گئے اسی حالت میں ایک یہودی نے آپ کے دستِ اقدس پر ایک وار کیا اور آپ کی ڈھال زمین پر گر پڑی دوسرا یہودی اس ڈھال کو اٹھا کر بھاگ گیا اس حالت میں قوتِ ربانی کی طرف سے آپ میں ایسی روحانی قوت وارد ہوئی کہ آپ نے قلعہ کے آہنی دروازہ کو اکھاڑ ڈالا اور اس کو ڈھال بنا کر جنگ کرنے میں مشغول ہو گئے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا تو اس کو چالیس آدمی مل کر بھی نہ اٹھا سکے۔

جب قلعہ والوں نے حضرت علی کی قوت وشوکت کا بے نظیر مظاہرہ دیکھا تو وہاں سے بھاگ کر دوسرے قلعے میں چلے گئے پھر جب جنابِ مرتضٰے بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا استقبال کرنے کے لیے اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور آپ کو اپنے دامن میں لے لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا ”مجھے تمہاری تعریفیں پہنچیں اور تمہاری بہادریاں بیان ہوئیں بے شک اللہ ان سے (مسلمانوں سے) راضی ہوا اور میں تم سے راضی ہوا“

قلعہ صعب بن معاذ کی فتح:

قلعۂ صعب قوت وحفاظت کے لحاظ سے یہود کا دوسرا بڑا مضبوط قلعہ تھا مسلمانوں نے حضرت خباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس قلعہ پر حملہ کیا اور تین روز تک اس کو گھیرے میں لیے رکھا تیسرے دن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کی فتح کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

Marfat.com

جب دعا فرمانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس قلعے پر حملہ کی دعوت دی تو حملہ کرنے میں بنو اسلم پیش پیش تھے اس حملے میں بھی قلعے کے سامنے لڑائی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقے میں مسلمانوں کو سورج غروب ہونے سے پہلے فتح عطا فرمائی۔

خیبر میں کوئی ایسا قلعہ نہیں تھا جس میں اس قلعہ سے زیادہ خوراک موجود ہو چنانچہ مسلمانوں نے فتح کے فوراً بعد ہی گدھے ذبح کر کے ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا لیکن جب رحمتِ عالم کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے گھریلو گدھے سے منع فرما دیا یہ سنتے ہی صحابہؓ نے تمام گوشت جانوروں کے آگے ڈال دیا۔

قلعۂ زبیر کی فتح:

جب یہود نے دیکھا کہ ان کو مسلسل شکست ہو رہی ہے تو وہ دوسرے قلعوں سے نکل کر قلعۂ زبیر میں جمع ہو گئے یہ ایک محفوظ قلعہ تھا اور پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا راستہ بڑا پر پیچ (Zig-Zag) تھا اور یہاں پر نہ سوار حملہ کر سکتے تھے اور نہ پیدل رسول حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گرد محاصرہ قائم کیا اس پر ایک یہودی نے آ کر حضور سے کہا کہ اگر آپ ایک مہینہ تک بھی اس کا محاصرہ جاری رکھیں گے تو بھی یہود کا کچھ نقصان نہیں ہوگا کیونکہ ان کے پانی کے چشمے زمین کے نیچے ہیں یہ رات میں نکلتے ہیں پانی پیتے ہیں اور لے بھی جاتے ہیں اور آپ سے محفوظ رہتے ہیں اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو یہ گھٹنے ٹیک دیں گے اس اطلاع پر آپ نے ان کا پانی بند کر دیا یہ دیکھ کر یہود نے باہر آ کر جنگ کی جس میں کئی مسلمان شہید ہوئے اور کئی یہودی مرے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

قلعۂ اُبی کی فتح:

قلعۂ زبیر میں شکست کھانے کے بعد یہود حصنِ اُبی میں قلعہ بند ہو گئے مسلمانوں نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا اس دفعہ دو یہودی یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور دونوں ہی مسلمانوں کے دو جوانمرد بہادروں کے ہاتھوں مارے گئے دوسرے یہودی کو واصل فی النار کرنے والے حضرت ابو دجانہ سماک بن فرشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے

Marfat.com

وہ دوسرے یہودی کو قتل کرنے کے بعد نہایت تیزی سے قلعے میں جا گھسے اور ان کے ساتھ ہی اسلامی لشکر بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور قلعہ کے اندر تھوڑی دیر تک بڑی زور دار جنگ ہوئی لیکن یہودیوں نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا اور سب کے سب بھاگ کر قلعۂ نزار میں پہنچ گئے اس طرح مسلمانوں نے یہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔

قلعۂ نزار کی فتح:

یہ قلعہ بھی خیبر کے مضبوط قلعوں میں سے ایک تھا اور یہود کو یقین تھا کہ مسلمان اپنی بھرپور کوشش کے باوجود اس میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے اس قلعے میں انہوں نے عورتوں اور بچوں سمیت قیام کیا جبکہ سابقہ قلعوں میں عورتوں اور بچوں کو نہیں رکھا گیا تھا۔

مسلمانوں نے اس قلعے کا بھی محاصرہ کر لیا لیکن قلعہ چونکہ ایک بلند اور محفوظ پہاڑی پر واقعہ تھا اس لیے اس میں داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی جب اس قلعۂ نزار کی فتح مسلمانوں کے لیے زیادہ دشوار محسوس ہونے لگی تو رسولِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے منجنیق (پتھر برسانے والا آلہ) نصب کرنے کا حکم فرمایا مسلمانوں نے قلعے کی طرف پتھر پھینکے جس سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا اور مسلمان اندر گھس گئے اس کے بعد قلعے کے اندر سخت جنگ ہوئی اور یہود کو بدترین شکست ہوئی اس دفعہ وہ اتنی بدحواسی میں بھاگے کہ ان کو اپنی عورتوں اور بچوں کی بھی پروا نہ رہی اور انہیں مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور مقام کیتبہ کی طرف بھاگ گئے ادھر سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیتبہ کا محاصرہ کر لیا جو چودہ روز جاری رہا وہ اپنے قلعے سے نکل ہی نہیں رہے تھے یہاں تک کہ رسولِ اکرم نے منجنیق نصب کرنے کا قصد فرمایا جب یہود کو اپنی تباہی کا پورا یقین ہو گیا تو انہوں نے آپ سے صلح کے لیے بات چیت شروع کر دی۔

صلح کی بات چیت:

سب سے پہلے یہود کی طرف سے کنانہ بن ابی الحقیق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اس شرط پر صلح کر لی کہ اس قلعے میں جو فوج ہے ان کی جاں بخش دی جائے

Marfat.com

اوران کے بال بچے انہیں کے پاس رہنے دیئے جائیں اور وہ اپنے بال بچوں کو لے کر خیبر کی سرزمین سے نکل جاتے ہیں اور اپنے باغات اموال وغیرہ حضور کے حوالے کرتے ہیں اور صرف اتنا مال لے کر جاتے ہیں جتنا ایک شخص لے جا سکتا ہے اس پر رسولِ اکرم نے فرمایا اگر تم لوگوں نے مجھ سے کچھ چھپایا تو پھر اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہوں گے یہود نے یہ شرط منظور کر لی اور مصالحت ہو گئی اس مصالحت کے بعد باقی تین قلعے بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے گئے اور پورے خیبر کی فتح مکمل ہو گئی۔

ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کی بدعہدی اور ان کا قتل:

معاہدہ سے پہلے ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں نے بہت سا مال ایک کھال میں ڈال کر جس میں حیی بن اخطب کے زیورات بھی تھے غائب کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ سے دریافت کیا کہ ابوالحقیق کا مال کدھر ہے اس نے کہا کہ وہ تو جنگی سامان کی فراہمی اور دیگر ضرورتوں پر ہم خرچ کر چکے ہیں اب کچھ بھی نہیں ہے اور قسم کھالی اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر مال ہم نے تمہارے پاس سے برآمد کر لیا تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے اس نے کہا جی ٹھیک ہے۔

حضور نے پھر ایک جماعت کو اس ویرانہ میں بھیجا جہاں مال مدفون تھا جس کی اطلاع آپ کو مل چکی تھی چنانچہ وہاں سے مال برآمد ہو گیا اور ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کو معاہدہ کی رو سے قتل کر دیا گیا۔

مالِ غنیمت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ جس کے پاس جو مال ہے جو دورانِ جنگ اسے ملا ہے وہ لے آئے اور تمام اموال کو ایک جگہ یکجا کرنے کا حکم فرمایا جب تمام مالِ غنیمت ایک جگہ جمع ہو گیا تو آپ نے اس کا خمس نکال کر پیدل کو ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصہ کے اعتبار سے تقسیم فرمایا اور ہر وہ شخص جو گھوڑا رکھتا تھا اس کو تین حصے ملے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ تمام یہود کو جلاوطن کر دیا جائے اور معاہدہ میں

Marfat.com

بھی یہی طے ہوا تھا مگر یہود نے منت سماجت شروع کر دی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اس سرزمین میں رہنے دیجئے اور ہم یہاں کے کھیتوں اور باغات کی دیکھ بھال کریں گے اور اصل میں یہ آپ ہی کی ملکیت میں رہیں گے۔

اس پر مہربان نبی نے ان پر رحم فرمایا اور اس پر ان کو مقرر فرما کر ارشاد فرمایا کہ آدھی پیداوار بیت المال میں پہنچائیں اور آدھی پیداوار اپنے لیے رکھ لیں اپنی محنت کے صلہ میں۔

حضرت جعفر بن ابی طالب اور اشعری صحابہ کی آمد:

اس غزوے میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ اشعری مسلمان یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء بھی تھے رضی اللہ عنہم۔

خیبر کے شہداء کی تعداد:

خیبر کے مختلف معرکوں میں جو مسلمان شہید ہوئے ان کی تعداد 16,18,19 یا 23 بتائی جاتی ہے۔

مقتولینِ یہود:

اور یہود کے جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد 93 ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی:

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی بن اخطب سردارِ یہود کی بیٹی تھیں اور پہلے ان کا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق کے ساتھ ہوا اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ کنانہ اپنی بدعہدی کے باعث غزوۂ خیبر میں مارا گیا پھر جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں تھیں اس پر دوسرے صحابہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ صفیہ نہایت حسینہ و جمیلہ اور اپنے قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں لہٰذا وہ آپ ہی کے شایانِ شان ہیں اس پر آپ نے فرمایا دحیہ کو صفیہ

Marfat.com

سمیت بلاؤ چنانچہ جب حصرت دحیہ حضرت صفیہ کو لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دحیہ صفیہ کی جگہ کوئی اور عورت لے لو پھر آپ نے حضرت صفیہ پر اسلام پیش کیا انہوں نے اسلام قبول فرمایا اس کے بعد آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا مدینہ واپسی میں راستہ ہی میں ایک مقام پر آپ نے کھجور، گھی اور ستو کا ولیمہ کھلایا (جو اس وقت بہترین اور عمدہ کھانا تھا) اس موقع پر آپ نے حضرت صفیہ کے چہرے پر ایک ہرا نشان دیکھا تو ان سے فرمایا یہ کیا ہے؟ وہ عرض کرنے لگیں کہ یارسول اللہ آپ کے خیبر آنے سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے بخدا میرے ذہن میں آپ کا کوئی تصور نہیں تھا جب میں نے اپنا یہ خواب اپنے شوہر کنانہ سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر زوردار تھپڑ رسید کیا اور کہنے لگا۔

''یہ بادشاہ (سے مراد سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم) جو مدینہ میں ہے تم اس کی آرزو کر رہی ہو''

زہر ملا کھانا (Poisoned Food) •

خیبر کی فتح کے بعد جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن اور یکسو ہو چکے تو سلام بن مستکم کی بیوی اور مرحب کی بھتیجی زینب بنتِ حارث نے آپ کے پاس بکری کا گوشت بھیجا جس میں اس قدر اور اتنی مؤثر زہر ملی ہوئی تھی کہ کھانے والا فوری ہلاک ہو جائے پھر جب وہ زہریلا کھانا بارگاہِ اقدس میں پیش کیا گیا حضور نے اس کا ایک ٹکڑا اُٹھا کر منہ میں رکھا ہی تھا کہ اس کو باہر پھینک دیا اور فرمایا مجھے یہ گوشت بتا رہا ہے کہ ''مجھ میں زہر ملا ہوا ہے'' آپ کے ساتھ کھانا کھانے میں حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہ بھی تھے جنہوں نے وہ لقمہ نگل لیا اور اسی وقت وہ اللہ کو پیارے ہو گئے اس کے بعد آپ نے یہود کو اور زینب بنتِ حارث کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ایسے کیوں کیا؟ تو زینب بولی میں نے سوچا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر نبی ہوئے تو آپ کو اس فعل کی اطلاع مل جائے گی۔

غور فرمائیے کہ ایک یہودی عورت کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ نبی کو غیب پر مطلع کر دیا جاتا

Marfat.com

ہے اور اس سے کوئی چھوٹی سی بات بھی چھپی نہیں رہ سکتی لیکن آج کل کے ''کچھ توحید پرست مسلمان'' وہ اس عقیدے کو توحید کے خلاف سمجھتے ہیں ''عطا اس (اللہ) کی ہو لینے والے یہ (حضور) ہوں'' پھر توحید میں کیونکر فرق پڑ سکتا ہے لیکن کیا کیا جائے ان بیچارے ''توحیدیوں'' کا کہ جنہوں نے کبھی غور وفکر کی زحمت نہیں کی۔

پھر اس عورت کو جس نے زہر ملایا تھا حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

یہ غزوۂ خیبر کے واقعات وحالات آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور اس غزوہ میں بھی ہم نے صحابہ کرام اور بالخصوص حضرت علی کی شجاعت اور جوانمردی کے عظیم الشان مظاہرے دیکھے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حسبِ وعدہ جو اس نے اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ تم کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوگا سچ کر دیا اور صحابہ کرام میں اس دفعہ بہت مال تقسیم ہوا حالانکہ اس سے پہلے وہ بہت تنگی کی حالت میں تھے۔

(الحمد للہ رب العالمین)

Marfat.com

۲۲۔غزوہ وادی القرٰی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے فارغ ہو کر وادی القرٰی تشریف لے گئے وہ اس لیے کہ وہاں بھی یہودیون کی ایک جماعت موجود تھی اور ان کے ساتھ عرب کی ایک جماعت بھی مل گئی تھی مسلمان جب وہاں پہنچے تو یہودیوں نے مسلمانوں پر تیر برسائے کیونکہ وہ پہلے ہی صف بندی کئے ہوئے تھے۔

رحمتِ عالم نے بھی پھر اپنے محبّان کی صف بندی فرمائی اور لشکرِ حق کا علم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا دوسرا علم حضرت خباب بن منذر کو دیا اور تیسرا علم عبادہ بن بشیر کو دیا۔ اس کے بعد معلم و مبلغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دعوتِ اسلام دی جس کو ان بدنصیبوں نے قبول نہ کیا اس کے بعد لڑائی شروع ہوگئی یہود کی طرف سے ایک آدمی مقابلہ کے لیے نکلا ادھر مردان حریت و شجاعت میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں گئے اور اس کو واصلِ جہنم کر دیا ان کا ایک اور آدمی مقابلہ کے لیے آیا حضرت زبیر نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے بعد ان کا تیسرا آدمی مقابلہ کے لیے آیا تو ادھر سے اسد اللہ والرسول حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں نکلے اور اس کو قتل کر دیا اس طرح ان کے دس آدمی مارے گئے جب نماز کا وقت آتا تو حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے اور نماز پڑھنے کے بعد پھر واپس یہود نا مسعود سے مقابلہ کرتے اس طرح لڑتے لڑتے شام ہو گئی دوسرے دن پھر صبح آپ مع جانثاران کے میدان میں تشریف لے گئے لیکن دوسرے روز ان کے ہاتھ میں جو کچھ تھا آپ کے حوالے کر دیا اس طرح اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم نبی کو فتح عطا فرمائی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کو نصیب ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مالِ غنیمت ملا اس کو صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا البتہ زمین اور کھجور کے باغات (Dates Garden) کو یہود کے ہاتھ ہی میں رہنے دیا اور ان سے بھی (اہلِ خیبر جیسا) معاملہ طے کر لیا وادی القرٰی میں آنحضرت نے چار روز قیام فرمایا پھر واپس عظمتوں والی بستی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

۲۳۔ غزوۂ ذات الرقاع ۷ ہجری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنی غطفان اور نبی ثعلبہ نے ایک لشکر جمع کیا ہے اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔

اطلاع ملتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ یا سات سو صحابہ کرام کو اپنے ساتھ لیا مدینہ منورہ پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اور بعض روایات کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

آپ نے مدینہ منورہ سے دو دن کے فاصلے پر مقامِ نخل میں جو بنو غطفان کی اراضی میں واقع ہے قیام فرمایا جب لشکرِ اسلام کی آمد کا ان لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ جنگ کرنے کی بجائے وہاں سے بھاگ گئے اور پہاڑوں میں اور ٹیلوں میں روپوش (disappear) ہو گئے مسلمانوں نے ہر طرف دیکھا لیکن سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا۔

اس غزوہ میں مدتِ سفر پندرہ روز تھی اور جب نماز کا وقت آتا تو مسلمان صلوٰۃِ خوف پڑھتے کہ اگر سب نماز پڑھنے لگ جاتے تو کہیں دشمن حملہ نہ کر دیں یہ پہلی نمازِ خوف تھی جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی اس کے بعد بغیر لڑے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے آئے۔

اس غزوہ کا نام ذاتِ الرقاع ہونے کی یہ وجہ ہے جو صحیح بخاری اور مسلم سے معلوم ہوتی ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس غزوہ میں باہر نکلے تو ہم چھ آدمی تھے ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے اس وجہ سے ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرے پاؤں (ابو موسیٰؓ) کے اس طرح زخمی ہوئے کہ ان کے ناخن اتر گئے چنانچہ ہم سب نے اپنے پاؤں پر چیتھڑے یعنی پٹیاں اور کپڑے لپیٹ لیئے اسی بنا پر اس کا نام ذات الرقاع یعنی ''پٹیوں والا'' ہو گیا۔ اس غزوہ کے بعد اندرونِ ملک حالات مکمل طور پر ساز گار ہو گئے اور اس غزوہ کے بعد ہی بڑے بڑے شہروں کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔

Marfat.com

۲۴۔ غزوہ فتحِ مکہ ۸ ہجری

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ○ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ○ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○ؑ (سورہ نصر)

''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور تم دیکھو لوگوں کو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور بخشش چاہو اس سے بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

اس غزوے کی وجوہات (Causes)

صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ دونوں فریق (یعنی مسلمان اور کفار) ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے اور ہر کوئی جس فریق کو چاہے اختیار کر سکتا ہے چنانچہ بنو بکر قریش کے عہد میں داخل ہو گئے اور بنو خزاعہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہو گئے اس طرح دونوں قبیلے ایک دوسرے سے مأمون اور بے خطر ہو گئے لیکن ان دونوں قبیلوں (بنو خزاعہ اور بنو بکر) میں زمانہ جاہلیت ہی سے نزاع واختلاف اور عداوت قائم تھی اور آپس میں جنگ وجدال بھی واقع ہو چکا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ان سب کی توجہ آپ کی طرف لگ گئی اور اپنے اصلاح واحوال پر انہوں نے غور نہ کیا اب جبکہ صلح حدیبیہ کی شرائط کے تحت مسلمان اور کفارِ مکہ ایک دوسرے سے مطمئن ہو گئے اور کچھ اطمینان وسکون کی فضا پیدا ہوئی تو ان دونوں قبیلوں بنو خزاعہ اور بنو بکر کو اپنی باہمی عداوت یاد آئی یہاں تک کہ ایک دن بنی بکر کا ایک شخص حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کر رہا تھا قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص وہاں کھڑا تھا اس نے اس ہجو کرنے والے کو ہجو کرنے سے منع کیا لیکن وہ بد بخت باز نہ آیا جس پر بنی خزاعہ کے آدمی نے اس ذلیل کو خوب مارا اس نے جا کر بنی بکر سے فریاد کی جس پر نوفل بن معاویہ جو بنو بکر کا سردار تھا نے بنو بکر کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ قریش کی بھی ایک جماعت مل گئی جن میں عکرمہ بن ابو جہل،

Marfat.com

صفوان بن اُمیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ تھے ان لوگوں نے اپنے چہروں پر نقاب کر لئے تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔

چنانچہ ان سب نے بنوخزاعہ کے ساتھ لڑائی کی یہاں تک کہ حرم کی زمین میں داخل ہو گئے اس پر بنوخزاعہ نے کہا کہ حرم کی حرمت کا لحاظ کرو لیکن انہوں نے ان کی ایک نہ سنی اور بنوخزاعہ کے کافی آدمی قتل کر دیئے جن کی تعداد بیس تھی قریش نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ کسی نے ان کو پہچانا نہیں اور یہ معاملہ پوشیدہ رہے گا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایک بات کی خبر علیم وخبیر خدا نے دے دی۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات میں بنی خزاعہ اور بنی بکر کا واقعہ ہوا تھا اس کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ”اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) مکہ میں یہ حادثہ واقع ہوا ہے اور قریش نے عہد شکنی کی ہے۔

میں (حضرت عائشہ) نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ قریش عہد شکنی میں دلیری دکھائیں گے؟ حالانکہ شمشیروں نے ان کو فنا کر دیا ہے؟ فرمایا ”انہوں نے عہد کو اس معاملہ کے لئے توڑا ہے جسے خدا نے ان کے ساتھ چاہا ہے“ میں نے عرض کیا ”یہ معاملہ خیر ہے یا شر؟“ فرمایا انشاء اللہ خیر ہی ہوگا۔

ایک اہم نکتہ (An important Point)

طبرانی معجم صغیر میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے تین بار فرمایا ”لبیك لبیك“ اور تین مرتبہ ”نَصَرْتُ نَصَرْتُ“ (میں مدد کرتا ہوں، میں مدد کرتا ہوں، میں مدد کرتا ہوں) فرمایا

جب میں (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا) رسولِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئی تو میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو یہ الفاظ ادا کرتے سنا ہے کیا کوئی شخص تھا جس سے آپ گفتگو فرما رہے تھے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ راجز بنی کعب تھا جو قبیلہ بنی خزاعہ سے ہے وہ مجھ

Marfat.com

سے مدد مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے بنی بکر کی مدد کی یہاں تک کہ ہم پر شب خون مارا ہے۔

اس کے تین دن بعد عمرو بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ آیا اور جو کچھ واقعہ پیش آیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کے نصرت و اعانت کی درخواست کی اس پر آقا کریم علیہ الصلوۃ والسلام کھڑے ہوئے اور فرمایا جس طرح میں اپنی مدد کرتا ہوں اسی طرح تمہاری مدد کروں گا اس طرح حضور نے ان کی تسلی و تشفی فرمائی اس کے بعد آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا دکھائی دیا آپ نے فرمایا یہ بادل بنو کعب کی مدد کی بشارت سے دمک رہا ہے پھر ان سے فرمایا تم اپنے گھروں کو جاؤ اور غم و فکر نہ کرو کیونکہ فتح و نصرت کے دن قریب آ گئے ہیں۔

توجہ طلب مقام ہے کہ بنی خزاعہ کے آدمی کا مشکل ترین حالت میں رسولِ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا اور آپ سے مدد مانگنا اور اس پر آپ کا یہ فرمانا کہ میں مدد کرتا ہوں اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور دور سے بھی اسی طرح سماعت فرماتے ہیں جس طرح نزدیک سے سماعت فرماتے ہیں اور پھر بفضل ربی آپ کو اتنی قوت (Power) حاصل ہے کہ آپ مشکل وقت میں مجبوروں بے کسوں کی مدد کر سکتے ہیں اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ حضور کو اس بات کا بھی علم ہے کہ کون آپ کو پکار رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے اور سب سے اہم یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور مشکل گھڑی میں مدد فرما سکتے ہیں جیسا کہ آپ نے جواب بھی دیا اور بعد میں ان پر مہربانی بھی فرمائی اس زمانہ میں ''بعض عجیب قسم کے لوگ'' یہ کہتے ہیں کہ نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہوتا اور اللہ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا اور بستر اٹھا کر گلی گلی میں جا کر لوگوں سے یہ بات کہتے ہیں اور اپنی طرف سے ان کی اصلاح کرتے ہیں اللہ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا ان کے خدمت میں گزارش ہے کہ اس حدیث کو اور اس جیسی بے شمار احادیث کا مطالعہ کریں اگر حدیث پر ''ان'' کا ایمان ہے تو ان پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس اعلیٰ و ارفع شخصیت کا نام ہے ان کو دیوار پیچھے کیا جو کچھ زمین و آسمان

Marfat.com

میں ہے اس کی بھی خبر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ قوت و طاقت اور اختیارات دیئے ہیں کہ جب چاہیں جہاں چاہیں جس کی چاہیں مدد کر سکتے ہیں ''ایسے'' مصلح ملت (Nation Reformers) قسم کے لوگوں کو چاہیے کہ لوگوں کے اعتقاد و اعمال ٹھیک کرنے کی بجائے اپنے فکر و عمل کی درستگی کریں اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کی بجائے مدینہ والے آقا کو خوش کریں تا کہ کل قیامت میں ان کی شفاعت کے مستحق بن سکیں۔

ابوسفیان کی مدینہ آمد:

قریش جب اپنے فعلِ شنیع (Bad Act) پر نادم ہوئے تو ابوسفیان کو مدینہ بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت خواہی کرتے ہوئے کہنا کہ یہ فعل میرے مشورے سے نہیں ہوا ہے۔ آپ صلح کے معاہدہ کی مدت بڑھا دیجئے چنانچہ ابوسفیان مدینہ طیبہ آیا اور پہلے اپنی بیٹی ام المؤمنین سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا اور اس نے چاہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر آرام سے بیٹھے ام المؤمنین نے بستر شریف کو لپیٹ ڈالا۔ ابوسفیان نے کہا ''بیٹی کیا تم نے مجھ کو اس بستر کے قابل نہیں سمجھا یا بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا اس پر سیدہ نے فرمایا یہ بستر سید المطہرین کا ہے اور آپ ایک ناپاک و مشرک آدمی ہیں اس پر وہ وہاں سے اُٹھ آیا اور بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا ہر چند تجدید عہد اور معاہدہ بڑھانے کی بات کی لیکن جواب نہ پایا اس کے بعد ناامید ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہاں سے بھی نامراد لوٹا اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بات کی تو انہوں نے کہا بھلا میں تم لوگوں کی رسولِ اکرم سے سفارش کروں گا خدا کی قسم اگر مجھے لکڑی کے ٹکڑے کے سوا کچھ بھی دستیاب نہ ہو تو میں اسی کے ساتھ تم سے جہاد کروں گا پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جو ابھی چھوٹے بچے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ! میرے ساتھ تمہارا سب سے گہرا تعلق ہے میں ایک ضرورت سے آیا ہوں تم میرے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سفارش کرو حضرت علی نے فرمایا ابوسفیان تجھ پر افسوس ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات کا

Marfat.com

عزم کر لیا ہے ہم اس بارے میں آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتے اس کے بعد سیدہ فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ آپ میری مدد کر سکتی ہیں آپ نے فرمایا یہ معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے القصہ ابوسفیان خائب و خاسر ہو کر مکہ لوٹ گیا اور مکہ پہنچ کر اہلِ مکہ کو تمام حالات بتا دیئے۔

حضور کی تیاری اور اخفاء کا حکم:

ابوسفیان جب مکہ کو لوٹ گیا تو محبوبِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی تیاری میں مشغول ہو گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ساز و سامان تیار کرو لیکن کسی کو اس بات کا پتہ نہ چلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہو گئے اور اس راز کی کسی کو خبر نہ تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ سامانِ سفر کی تیاری ہو رہی ہے تو آپ نے فرمایا ''اے عائشہ یہ کیا ہے یہ کیسی تیاری ہے؟'' انہوں نے کہا مجھے حضورِ اکرم نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اس سے زیادہ نہیں جانتی اور نہ میں کچھ بیان کر سکتی ہوں اس کے بعد حضورِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا سفر کی تیاری ہے؟ فرمایا ہاں! جنابِ صدیق نے عرض کیا ''میں بھی تیاری کروں'' فرمایا ''ہاں''! صدیق اکبر نے پوچھا ''کیا قریش کی سرکوبی کا ارادہ ہے؟'' فرمایا ہاں! لیکن تم اس بات کو پوشیدہ رکھنا اور دعا مانگی۔

''اَللّٰھُمَّ خُذْ عَلٰی اَبْصَارِھِمْ فَلَا یَرَوْنِیْ اِلَّا بَغْتَۃً''

''اے خدا کفار کی بینائیوں کو لے لے کہ وہ مجھے نہ دیکھیں مگر اچانک''

اور تمام صحابہ سے فرمایا سفر کی تیاری کر لو اور اپنے ساتھ ہتھیار (weapons) لے لو لیکن قصد و ارادہ کو کسی پر واشگاف کر کے بیان نہ فرمایا۔

ادھر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو ایک خط لکھا اور اس میں ان کو خبردار کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر لشکر تیار کر کے لا رہے ہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے سوا وہ کسی اور طرف نہیں جائیں گے اپنے حال کی فکر کرو پھر حاطب نے یہ خط ایک مزنی عورت کو

Marfat.com

دیا کہ وہ اس کو مکہ میں پہنچادے اور اس کو اس کام کا معاوضہ (Payment) بھی دیا۔

حق تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد بن الاسودؓ کو حکم فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت ہودج میں سوار ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط لے آؤ یہ تینوں اصحاب رسول اس عورت کے پاس پہنچے تو اس سے کہا کہ ہودج سے نیچے اترو اور جو خط تمہارے پاس ہے وہ ہمارے حوالے کر دو پہلے تو اس عورت نے اس بات کا انکار کیا لیکن جب حضرت علی نے اس کو سختی سے کہا اور اس کو ڈرایا تو اس نے وہ خط نکال کر ان حضرات کے حوالے کر دیا جو اس نے اپنے بالوں میں چھپایا ہوا تھا۔

یہ لوگ خط لے کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے رسولِ کریم نے حضرت حاطب کو بلایا اور پوچھا حاطب یہ کیا ہے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے پیارے نبی میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں خدا کی قسم! اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان ہے میں نہ تو مرتد ہوا اور نہ مجھ میں تبدیلی آئی ہے بات صرف اتنی ہے کہ میرے اہل وعیال وغیرہ وہیں ہیں اور قریش سے میری کوئی قرابت داری نہیں کہ وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں اس کے برخلاف دوسرے لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں وہاں ان کے قرابت دار موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال وغیرہ کی حفاظت کریں گے اس لیے جب مجھے یہ احساس ہوا تو میں نے چاہا کہ ان پر ایک احسان کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی آقا! مجھے حکم فرمائیں کہ میں اس کی گردن مار دوں کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے اور یہ منافق ہو گیا ہے اس پر حضور رحمتِ عالم مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ حاطب نے سچ کہا ہے اور یہ اہلِ بدر میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ اَھْلِ بَدْرٍ وَقَالِ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

بلاشبہ اہلِ بدر کے لیے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے پھر حضرت حاطب کو معافی دے دی گئی۔

اہلِ صدق وصفا کی روانگی بجانب مکہ معظّمہ:

جب مکہ مکرمہ کے سفر کا عزم مکمل ہو گیا تو بعض اصحاب کو ان قبائل کی طرف بھیجا گیا جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ان کے لیے حکم تھا کہ سب جمع ہو کر سامانِ جنگ لے کر حضور کے ساتھ شامل ہو جائیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس رمضان المبارک آٹھ ہجری بروز چہار شنبہ بدھ بعد نمازِ عصر مدینہ طیبہ سے چلے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لائے اور لشکر کو ملاحظہ فرمایا تو سات سو مہاجرین میں سے تھے جن میں سے تین سو گھوڑے رکھتے تھے اور چار ہزار انصار میں سے تھے جن میں سے پانچ سو گھوڑے رکھتے تھے اسی طرح دورانِ سفر بھی مسلمان آ کر لشکر میں شامل ہوتے رہے جن کی تعداد دس ہزار ہو گئی بعض نے بارہ ہزار بھی لکھا ہے چنانچہ مروی ہے کہ قبیلہ بنو سلیم تقریباً دو ہزار افراد کے ساتھ جن میں اکثر گھڑ سوار تھے بعد میں آ کر شامل ہوئے مدینہ منورہ پر آپ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور بعض لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابنِ ام مکتوم کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

جب مقام کدید جو ایک چشمہ کا نام ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈوں کو صحابہ کرام کے سپرد فرمایا اور حکم دیا کہ جو چاہے روزہ افطار کرے اور جو چاہے روزہ سے رہے۔ سفر میں افطار و روزہ دونوں جائز اور اختیاری ہیں دورانِ سفر مقام جحفہ میں کچھ اہل مکہ ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آ رہے تھے جن میں آپ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب اور ان کے اہل وعیال تھے اس پر حضور نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اپنا سامان مدینہ بھیج دو اور خود میرے ہمراہ رہو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت آخری ہجرت ہے جس طرح کہ میری نبوت آخری نبوت ہے۔ نیز راستہ ہی میں ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث کے بیٹے تھے اور عبد اللہ بن امیہ جو حضور اکرم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد

Marfat.com

المطلب کے بیٹے تھے اور حضور کی ایذاء واہانت میں بڑھ چڑھ کر مشغول رہتے تھے آئے اور مسلمان ہو گئے حضور نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا لیکن سیدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو حضور کے ساتھ تھیں کی التجا پر ان کو معاف کر دیا ایک روایت میں آتا ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان سے فرمایا کہ تم بارگاہِ محبوبِ رب العالمین میں جا کر یہ عرض کرو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ○

"بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت بخشی اور یقیناً ہم ہی خطا کار تھے۔"

اس پر عفو و درگزر فرمانے والے رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

(یوسف پ ۱۳، آیت ۹)

"آج تم پر کوئی سرزنش نہیں اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے اور وہ رحمان و رحیم ہے"

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کبھی شرم و حیا کے باعث حضور اکرم کے سامنے سر نہ اٹھایا۔

اسلامی لشکر مر الظہر ان میں:

اس کے بعد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر مر الظہر ان پہنچے وہاں سے مکہ کی مسافت (distance) چار فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) ہے وہاں اعلیٰ و بالا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے آگے آگ روشن کرے تو بحکمِ حضور جب سب نے آگ روشن کی تو کئی ہزار مقامات پر آگ روشن ہوئی اس وقت تک قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے اور آپ کے حالات کی انہیں کچھ خبر نہیں تھی لیکن وہ خائف و غمگین رہتے تھے اور جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سوچ کر قریشِ مکہ نے ابو سفیان بن حرب سے کہا جاؤ اور حالات کی خبر لاؤ۔

Marfat.com

ابوسفیان بارگاہِ رسالت میں:

ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کے ساتھ مکہ سے نکلا جب وہ لوگ مکہ سے باہر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ہر طرف آگ روشن ہے پھر انہوں نے خیموں کو دیکھا اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔

دوسری طرف حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ اگر مکہ والوں کو اس لشکرِ عظیم کا پتہ نہ چلا اور ان پر اچانک حملہ ہوا تو ان سب کا نام ونشان تک مٹ جائے گا پھر وہ (عباس) فرماتے ہیں کہ میں سوار ہو کر اِدھر اُدھر نکلا تا کہ مکہ کا کوئی آدمی نظر آئے تو میں اس سے کہوں کہ مکہ والوں کو خبر کر دے کہ وہ اپنا انجام سوچ لیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کو آپس میں گفتگو کرتے سنا اور ابوسفیان کی آواز پہچانتے ہوئے اس کو کہا اے ''ابوحنظلہ'' (ابوسفیان کی کنیت تھی) اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور بولا: ''ابوالفضل'' (حضرت عباس کی کنیت تھی) میں نے جواب دیا ''ہاں'' اس نے کہا کیا بات ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر، یہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لشکر ہے جس کی تعداد بارہ ہزار ہے ابوسفیان نے کہا اے عباس! اب ہمارا کیا بنے گا؟ میں نے (حضرت عباسؓ) کہا میرے پیچھے بیٹھ جاؤ تا کہ میں تم کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں اور تمہارے لیے امان حاصل کروں پھر ابوسفیان حضرت عباس کے پیچھے سواری پر بیٹھ گیا اور اس کے دونوں ساتھی واپس چلے گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوسفیان کو لے کر چلا تو راستے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر ہم دونوں پر پڑی جب انہوں نے ابوسفیان کو دیکھا تو فوراً تلوار لے کر ہمارے پیچھے دوڑے تا کہ ابوسفیان کو قتل کر دیں کیونکہ ابھی ابوسفیان کو امان حاصل نہیں ہوئی تھی حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی سواری کو تیز دوڑایا اور حضرت عمر کے پہنچنے سے پہلے بارگاہِ رسالت میں پہنچ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ

Marfat.com

ابوسفیان ہے میں نے اس کو پناہ دی ہے لیکن حضرت عمر اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور کے پاس پہنچ چکے تھے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ کو جانتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس ابوسفیان کو اس وقت اپنے ساتھ لے جاؤ اور صبح میرے پاس لانا۔

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان کو خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا ابوسفیان تم پر افسوس! کیا اب بھی تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم جان سکو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟

ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے رحم و کریم اور مہربانی و لطف فرمانے والے ہیں اب میں نے جان لیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اگر اللہ کے علاوہ بھی کوئی معبود ہوتا تو اب تک ہمارے کچھ کام آیا ہوتا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابوسفیان تم پر افسوس! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس پر ابوسفیان نے کہا اس بات کے متعلق میرے دل میں کچھ شک ہے اس پر حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا خرابی ہو تیری اے ابوسفیان بات کو طول نہ دے اس سے پہلے کہ تیری گردن اڑا دی جائے اسلام قبول کر۔

اس پر ابوسفیان نے کلمۂ شہادت پڑھا۔

میں (حضرت عباس) نے عرض کی یا رسول اللہ! ابوسفیان اعزاز پسند آدمی ہے لہٰذا اسے کوئی اعزاز دے دیجیے اس پر نوازنے والے کریم آقا نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ

جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن سے ہے۔

پھر احسانِ عام فرماتے ہوئے فرمایا اور جو اپنے ہتھیار پھینک دے وہ بھی امن میں ہے اور جو اپنے گھر میں رہے اور جو کوئی مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے گا امن میں ہوگا

اربابِ سیر بیان کرتے ہیں ایک زمانہ میں جبکہ ابتدائے وقتِ اسلام میں مشرکینِ مکہ حضور

Marfat.com

رحمتِ عالم کو ایذاء پہنچاتے تھے تو ایک دن ابوسفیان حضور کو اپنی پناہ میں لے کر اپنے گھر سے آیا تھا آج اس پر حضور کا اعزاز واکرام فرمانا اس دن کی جزا تھی دوسرا اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پسند نہ تھی کہ اس کے حبیب پر کسی کا احسان ہو اور وہ بدلہ نہ دیں حضور نے خود فرمایا تھا ایک موقع پر کہ میں نے سب کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر صدیق کے ان کے احسانات کا بدلہ اللہ ہی دے گا۔

سبحان اللہ کیا شان ہے صدیق اکبر کی۔

لشکرِ اسلام کی مرالظہران سے مکہ کی طرف روانگی:

اسی صبح کو رہبر انسانیت کا لشکر جانب مکّہ رواں دواں ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو مکہ مکرمہ نہ جانے دو بلکہ اپنے ساتھ رکھو اور کسی تنگ جگہ میں رکھو تاکہ لشکرِ اسلام اس کی نظر کے سامنے سے گزرے اور اسلام کی شان وشوکت اور رعب اس کے دل میں جاگزیں ہو اور اس کا غرور وتکبر ختم ہو۔

اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے ابوحنظلہ ٹھہر جا آگے نہ بڑھ اور لوٹ آ''

چنانچہ ابوسفیان واپس آ گیا اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو ایک تنگ گزرگاہ میں لے جا کر اسے روک کر کھڑے ہوگئے۔

ادھر قبائل اپنے اپنے پھریرے لیے گزر رہے تھے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے جو بنی سلیم کے ہزاروں افراد کے ساتھ تھے اور اس فوج کے درمیان دو علم تھے ابوسفیان نے پوچھا حضرت عباس سے کہ یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت خالد کے پیچھے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پانچ سو دلاوروں کے ساتھ تکبیر بلند کرتے ہوئے گزرے ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہے؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ زبیر بن عوام ہیں اس نے کہا ''تمہاری بہن کا بیٹا؟'' انہوں نے فرمایا ''ہاں'' اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بنی غفار کے تین سو آدمی گزرے اس جماعت کا علم حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا وہ

Marfat.com

بھی تکبیر بلند کرتے ہوئے گزرے۔

اس طرح سارے قبیلے گزرے ایک ایک کر کے اور جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس سے اس کی بابت ضرور دریافت کرتا اور جب وہ اسے بتاتے تو وہ کہتا کہ مجھے فلاں بن فلاں سے کیا واسطہ؟

یہاں تک کہ وہ گزرے جو کائنات کی اصل ہیں جو سب حسینوں سے حسین ہیں جن کی خاطر خالقِ کائنات نے یہ عالمِ رنگ و بو کو بنایا جن کی خاطر سب بہاریں وجود میں آئیں جن کی خاطر خورشید اس کائنات میں اپنی کرنیں بکھیر کر اس کو منور کر رہا ہے جن کی وجہ سے چاند اپنی دلآویز صورت سے اس جہاں کا حسن دوبالا کر رہا ہے جن کے آنے سے چمن میں بہار آئی پھول کو خوشبو ملی کوئل کو نغمہ ملا سمندروں میں جولانی آئی لہروں میں روانی آئی۔

حضور اپنے ناقہ پر سوار پانچ ہزار جانبازوں کے درمیان گزر رہے ہیں آپ کے ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف حضرت اسید بن حُضیر تھے جن سے میرے آقا محوِ گفتگو تھے سب کے سب ہتھیاروں سے مسلّح تھے ابوسفیان نے جب ایسے بے مثل لشکرِ عظیم کو دیکھا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں یوں لگ رہا تھا جیسے چاند ستاروں کے جھرمٹ میں آگے بڑھ رہا ہو۔

ابوسفیان نے پوچھا اے عباس یہ کون ہیں؟ نبی کے چچا نے فرمایا یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو انصار و مہاجرین کے جلو میں آگے بڑھ رہے ہیں اسی پر ابوسفیان بولا! اے عباس رضی اللہ عنہ! تمہارے بھتیجے کی بادشاہت تو بہت قوی و عظیم ہوگئی ہے حضرت عباس نے فرمایا! ابوسفیان یہ بادشاہت نہیں رسالت و نبوت ہے۔

اس موقع پر جب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ ایک ہزار انصار کے ساتھ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''اے ابوسفیان! آج کا دن قتل کرنے اور خون بہانے کا ہے آج حرمت کو حلال بنا دیا گیا ہے آج اللہ تعالیٰ نے قریش کو ذلیل وخوار کر دیا ہے حضرت سعد کی باتوں سے ابوسفیان خوفزدہ ہوگیا اور فوراً رسولِ رحمت کے پاس پہنچا اور عرض کی یارسول اللہ سعد نے اس طرح کہا ہے۔

Marfat.com

حضور نے ابوسفیان کی بات سن کر فرمایا! آج تو لطف و مرحمت کا دن ہے آج تو وہ دن ہے کہ حق تعالیٰ قریش کو عزت دے گا اور آج تو وہ دن ہے کہ حق تعالیٰ اپنے گھر کی عظمت اور بڑھائے گا۔

پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور سے گزارش کی کہ سعد کی جگہ انصار کا علمبر دار کسی اور کو بنا دیا جائے کیونکہ ہمیں ان سے خطرہ ہے۔

اس کے بعد حضور کے حکم سے حضرت سعد سے جھنڈا لے کر ان کے صاجزادے حضرت قیس کے حوالے کر دیا گیا اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو کہا کہ تم فوراً مکہ جاؤ اور ان کو سمجھاؤ کہ سب مسلمان ہو جائیں ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔

ابوسفیان بن حرب مکہ میں:

حضرت عباس کے کہنے پر ابوسفیان فوراً مکہ کی طرف گیا اور نہایت بلند آواز سے پکارا قریش کے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پر ایسا لشکر لا رہے ہیں جس سے لڑنے کی تم میں طاقت نہیں لہٰذا جو میرے گھر میں آ جائے اس کو امان ہے جو اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے اسے امان ہے جو حرم میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے اور جو اپنا ہتھیار پھینک دے اسے بھی امان ہے یہ سن کر اس کی بیوی ہندہ بنتِ عتبہ نے اسے داڑھی سے پکڑ کے خوب ذلیل کیا اور لوگوں سے کہا کہ اس بزدل بوڑھے کو مار ڈالو تا کہ اپنے منہ سے ایسی بات نہ نکالے ابوسفیان بولا میرے ساتھ تم چاہے جو مرضی کر و لیکن خدا کی قسم اگر تم نے میری باتوں پر عمل نہ کیا تو مسلمان تم سب کی گردنیں اُڑا دیں گے۔

یہ سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد حرام کی طرف بھاگے البتہ اہلِ مکہ نے اپنے کچھ اوباش قسم کے لوگوں کو آگے کر دیا کہ اگر کامیابی ہوئی تو ہم بھی ان کے ساتھ مل جائیں گی اور اگر ان پر ضرب لگی تو جو ہم سے مطالبہ کیا جائے گا منظور کر لیں گے۔

چنانچہ قریش کی طرف سے لڑنے والے عکرمہ بن ابوجہل صفوان بن اُمیہ اور سہیل بن عمرو کی کمان میں مقامِ خندمہ کے اندر جمع ہوئے۔

Marfat.com

لشکرِ اسلام کی ترتیب اور کفار سے معمولی مقاتلہ:

ادھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہر ان سے روانہ ہو کر ذی طوٰی پہنچے اور یہاں آپ نے لشکر کی تقسیم فرمائی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے زیریں حصے سے داخل ہوں اور اگر قریش میں سے کوئی آڑے آئے تو اسے کاٹ کر رکھ دیں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس رسولِ اکرم کا علم تھا آپ نے انہیں حکم دیا کہ مکہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوں یعنی کداء سے داخل ہوں اور حجون میں جھنڈا گاڑ کر آپ کی آمد تک وہیں ٹھہرے رہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بطنِ وادی کا راستہ پکڑیں یہاں تک کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اتریں۔

ان ہدایات کے بعد تمام دستے (Military Group) اپنے اپنے مقررہ راستوں پر چل پڑے حضرت خالد اور ان کے رفقاء کی راہ میں جو مشرک بھی آیا اسے مٹا دیا گیا البتہ ان میں سے (یعنی صحابہ کرام میں سے) بھی حضرت کرز بن جابر فہری اور خنیس بن خالد بن ربیعہ نے جامِ شہادت نوش کیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ لشکر سے بچھڑ کر ایک دوسرے راستے پر چل پڑے تھے۔

مقامِ خندمہ پہنچ کر حضرت خالد کا مقابلہ قریش کے ان اوباشوں کے ساتھ ہوا جو پہلے ہی سے وہاں تھے معمولی سی جھڑپ ہوئی اور بارہ مشرک مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی۔

ادھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حجون میں مسجدِ فتح کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیا اور آپ کے لیے ایک قُبہ (Camp) نصب کیا پھر مسلسل وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سرورِ عالم تشریف لے آئے۔

حبیب رب کائنات کعبۃ اللہ میں:

ادھر جب حبیب ربُ العالمین سرزمینِ مکہ میں قدم رکھتے ہیں تو آپ کو وہ وقت یاد آ گیا جب اس شہر کے لوگوں نے آپ کا یہاں رہنا مشکل کر دیا تھا یہ وہی شہر ہے جس کی

Marfat.com

گلیوں میں اللہ کے اس عظیم محبوب کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے یہی وہ شہر ہے جہاں محبوب پر کوڑا پھینکا جاتا تھا یہ وہ دیس ہے جہاں محبوب کے قتل کے منصوبے بنائے جاتے تھے یہی وہ مقام ہے کہ جب اللہ کا حبیب یہاں سے ہجرت کرنے لگا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے یہی وہ جگہ ہے جہاں اس پیکرِ حسن و جمال کی ولادت ہوئی تھی۔ یہی وہ وادی ہے جہاں اس پیکرِ خوبی و رعنائی کا بچپن اور جوانی گزری اور اسی وجہ سے اس مقام کی رب العزت قسم کھاتا ہے۔

میرے آقا کو اس شہر میں بیتے دن یاد آئے اور اہلِ شہر کا سلوک یاد آیا اور اب اتنے جاہ و جلال والے لشکر کے ساتھ جب اس شہر میں آپ داخل ہوئے تو اپنے رب کے اس فضلِ عظیم پر فرطِ تواضع سے آپ نے اپنا سر جھکا رکھا تھا یہاں تک کہ ریش مبارک کے بال کجاوے کی لکڑی سے لگ رہے تھے اور حق تعالیٰ کے حمد و ثنا کر رہے تھے۔

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گرد و پیش مہاجرین و انصار کے جلو میں مسجدِ حرام کے اندر تشریف لائے آگے بڑھ کر حجرِ اسود کو چوما اور اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا یہ وہی کعبہ ہے جو آپ کی ولادت کے وقت آپ کے گھر کی طرف جھک رہا تھا۔

آج کوئی کعبہ سے یہ پوچھے کہ اے اللہ کے متبرک مقام! تیرا تو برہنہ طواف ہوتا تھا تیرے اوپر نیچے اور ہر طرف بے جان پتھر کے بت ہی تو تھے تو تجھ کو یہ مقام کیسے ملا کہ اب تیرے پاس عزت و تکریم کے ساتھ صرف ایک خدا کی پرستش ہوتی ہے تو پوچھنے والوں کو یہ عظیم مقام اپنی زبانِ حال سے بتائے گا کہ اے سائل ذرا غور سے دیکھ تو ہی مجھے تطہر و تعظیم عطا (Purification and Respect) کرنے والا کون ہے وہی جو تمام کائنات کی محبت مودت کا محور مرکز ہے مجھ کو عظمتیں دینے والا میری شان بڑھانے والا میرا احترام انسانیت کے دل و دماغ میں جاگزیں کرنے والا وہ اللہ کا حبیب ہی تو ہے جو امام الانبیاء ہے۔

ذرا محبت کی نظر وا کر کے دیکھئے تو کیسا حسین ملاپ ہے ایک طرف وہ ہے جس کی دید کا سارا عالم مشتاق ہے اور دوسری طرف وہ ہے جس کے گرد چکر لگانے کے لیے ہر مسلم بے تاب ہے۔

Marfat.com

اس پر کیف منظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا کمان تھی اور بیت اللہ کے گرد اور اس کی چھت پر جو تین سو ساٹھ بت تھے حضور اکرم اپنی چھڑی سے ان بتوں کی طرف اشارہ کرتے اور ساتھ ہی یہ فرماتے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (بنی اسرائیل:۸۱)

حق آ گیا اور باطل فرار ہو گیا اور باطل جانے والی چیز ہے۔

آپ کے اشارہ فرماتے ہی وہ بت اوندھے منہ ایک ایک کر کے زمین پر گر پڑے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد و بیش کو بتوں کی پلیدی و نجاست سے پاک فرما لیا تو پھر آپ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلا کر ان سے کعبہ کی کنجی لی اور بروایتِ مسلم اپنے دستِ اقدس سے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر کھڑا کیا۔

کعبہ کے اندر انبیاء کی تصویریں موجود تھیں حضور نے حضرت عمر بن خطاب کو حکم فرمایا کہ ان سب تصاویر کو مٹا دو پھر حضرت بلال کے قول کے مطابق آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور کعبہ کے اندر تمام گوشوں میں تکبیر و توحید کے کلمات کہے پھر دروزہ کھول دیا گیا اور آپ باہر تشریف لے آئے۔

رسول اللہ کا خطاب:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے تو قریش کے لوگ اور تمام مسلمان مسجدِ حرام میں موجود تھے تو وہاں حضور اکرم نے ارشاد فرمایا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ۔

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی اور اپنے لشکر کو غالب فرمایا“

اس کے بعد رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قریش کے لوگو اللہ نے تم سے

Marfat.com

جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا سارے لوگ آدم سے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں ہے بجز تقویٰ اور پرہیزگاری کے اس موقع پر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ O

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں اللہ کے نزدیک سب سے باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے''

اسی وقت آپ نے اہلِ مکہ سے فرمایا اے قریش کے لوگو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا لوگوں نے کہا

''آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں''

اس پر آپ نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی کہ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ (یوسف:۹۲)

آج تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں اللہ تمہیں معاف فرمائے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ

''جاؤ اب تم سب آزاد ہو''

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بشکر وصل کہ حاصل بکام دل کر دم
ستمگران حسد پیشہ رابحل کر دم

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا اور ان کو کعبہ کی کنجی عطا کرتے ہوئے فرمایا یہ لو کنجی اور اسے ہمیشہ کے لیے لے لو۔

Marfat.com

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امِ ہانی رضی اللہ عنہا بنتِ ابو طالب ہمشیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہاں غسل فرمایا اور نماز ادا کی چاشت کی بعض کہتے ہیں کہ شکرانہ کے نفل ادا کئے پھر جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو چشمِ فلک نے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ ایک وہ وقت تھا کہ اسی بلال کو اس شہر کی خاک پر پھرایا جاتا تھا اس مردِ آہن پر ظلم و ستم کی انتہا کی جاتی تھی لیکن اس عاشقِ توحید و رسالت کے منہ سے اس وقت بھی اللہ ہو کی صدائیں بلند ہوتی تھی۔

اور آج میرے آقا کے صدقے بلال کو ایسا مقام نصیب ہوا کہ قیامت تک کسی کو یہ مقام حاصل نہ ہوگا کہ بلال کے قدم کعبہ کے اوپر ہیں اور وہ نغمۂ توحید کی صدا بلند کر رہا ہے اس وقت صحنِ کعبہ میں ابوسفیان بن حرب عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام بیٹھے ہوئے تھے عتاب نے کہا کہ اللہ نے (اُسید) میرے والد پر کرم کیا جو اس کو اٹھا لیا ورنہ اسے ایک ناگوار چیز سننی پڑتی اسی پر حارث نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے متعلق حضور کو خبر دے دیں گی۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ابھی جو تم لوگوں نے گفتگو کی ہے وہ مجھے معلوم ہو چکی ہے پھر آپ نے ان سب کی گفتگو دہرا دی۔

اس پر حارث اور عتاب بول اٹھے ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں خدا کی قسم کوئی شخص ہمارے ساتھ تھا ہی نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے آگاہ ہوتا اور ہم کہتے کہ اس نے ہماری خبر آپ کو دی ہے۔

اکابر مجرمین کے قتل کا حکم اور بعض کی معافی:

فتح مکہ کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے بارے میں حکم دیا کہ یہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے ایسے لوگوں میں گیارہ مرد اور چھ عورتیں تھی مردوں کے نام یہ ہیں (۱) عبد العزّٰی بن خطل (۲) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (۳) عکرمہ بن ابی جہل

Marfat.com

(۴) حارث بن نفیل بن وہب (۵) مقیس بن صبابہ (۶) ہباد بن اسود (۷) صفوان بن امیہ (۸) حارث بن طلاطلا (۹) کعب بن زہیر (۱۰) وحشی (۱۱) عبداللہ بن الزبعری۔

عورتوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان (۲)، (۳) دو باندیاں قریبہ اور قرتنا حضور کی، ہجو کرتی تھیں (۴) ارتب یہ بھی باندی تھی (۵) سارہ بنی المطلب کی باندی تھی (۶) ام سعد

ان میں سے مردوں میں سے چار مرد قتل ہوئے اور سات مأمون رہے اور عورتوں میں سے بروایت مواہب لدنیہ چار ماری گئیں اور ایک میں اختلاف ہے اور وہ مأمون رہیں اب ذیل میں ان تمام مردوں اور عورتوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مزید حقائق سے آگاہی حاصل ہو۔

ا۔ عبدالعزیٰ بن خطل:

اس نے پہلے اسلام قبول کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے مختلف مقامات پر بھیجا اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک خزاعی مسلمان تھا ایک مقام پر اس نے خزاعی مسلمان کو کھانا تیار کرنے کا کہا لیکن وہ سو گیا تو اس نے اس مسلمان کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر صدقہ کے جانوروں کو بھگا کر اہلِ مکہ سے مل گیا اب جبکہ مکہ فتح ہو گیا تو حضور نے اس کے قتل کا حکم دیا کہ اس کو جہاں پایا جائے قتل کر دو چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا۔

۲۔ عبداللہ بن ابی سرح:

اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ بارگاہِ رسالت میں لے جا کر جان بخشی کی سفارش کر دی اور آپ نے اس کی جان بخشی فرماتے ہوئے اس کا اسلام قبول کر لیا۔

۳۔ عکرمہ بن ابی جہل:

یہ بھی گزشتہ واقعات میں جیسے گزرا ہے اسلام اور حضور کا بہت زیادہ دشمن تھا اور فرعون وقت ابوجہل کا بیٹا تھا اور حضور نے جب مکہ فتح فرمایا تو یہ بھاگ کر یمن چلا گیا لیکن اس کی

Marfat.com

بیوی نے خدمتِ حضور میں حاضر ہو کر اس کے لیے امان طلب کی تو آپ نے رحم فرماتے ہوئے امان دے دی اس کے بعد وہ عکرمہ کے پیچھے گئی اور اسے اپنے ساتھ لے آئی اور حضور کے سامنے پیش کر دیا تو عکرمہ نے حضور کے سامنے اسلام قبول کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہر وہ دشمنی جو میں آپ کے ساتھ کر سکتا تھا میں نے کی ہے اور وہ قدم اٹھایا ہے جس سے اسلام کو نقصان پہنچے اور اہل شرک کو تقویت ملے اور ہر وہ بے ادبی و گستاخی جو آپ کے ساتھ ہو سکتی تھی مجھ سے سرزد ہوئی ہے دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ مجھے بخش دے حضور نے ان کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بہت خدمت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۴۔ حارث بن نفیل:

یہ مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا چنانچہ حکمِ آقا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

۵۔ مقیس بن صبابہ:

یہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا لیکن بعد میں ایک انصاری کو قتل کرنے کے بعد مرتد ہو کر مکہ بھاگ آیا اور اب روزِ فتح مکہ حضرت نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔

۶۔ ھبار بن اسود رضی اللہ عنہ:

یہی وہ شخص ہے جس نے حضورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو ان کی ہجرت کے موقع پر ان کے اونٹ پر ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑیں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا اور وہ بیمار ہو گئیں یہ فتح مکہ کے روز بھاگ گیا اور کہیں نہ ملا بعد میں مدینہ منورہ میں کاشانہ نبوت پر حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا کریم نبی نے فرمایا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا بعد میں ان کے اسلام کی کیفیت اچھی رہی۔

Marfat.com

۷۔ صفوان بن امیہ:

جب اس نے سنا کہ حضور نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے تو یہ مکہ سے بھاگ گیا بعد میں چند مقربین و مخلصین کے کہنے پر حضور نے اس کو امان دیا لیکن ابھی اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور شرک کے باوجود غزوۂ حنین وطائف میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اس وقت اس پر حضور نے خصوصی عنایات فرمائیں تو اس نے اسلام قبول کیا اور ''مؤلفۃ القلوب'' میں شامل ہوا۔

۸۔ حارث بن طلاطلا:

یہ بھی حضور کو ایذا دینے والے لوگوں میں شامل تھا فتح مکہ کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

۹۔ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ:

یہ حضور اکرم کی ہجو کیا کرتا تھا اور روزِ فتح بھاگ گیا تھا اور بعد میں اپنے بھائی کے ساتھ خدمتِ حضور میں حاضر ہوا اور حضور نے کرم فرماتے ہوئے اس کو معاف کر دیا اور اسلام پیش کیا جو اسی نے قبول کیا اور حضور کی شان میں کچھ شعر کہے جس پر خوش ہو کر حضور نے اس کو اپنی چادر عطا فرمائی۔

۱۰۔ عبداللہ بن ازبعری رضی اللہ عنہ:

یہ شخص شعرائے عرب میں سے تھا اور حضور اور آپ کے صحابہ کی ہجو کیا کرتا تھا روز فتح یہ بھی مکہ سے بھاگ گیا لیکن بعد میں حضور کے پاس حاضری کا شرف حاصل کیا اور معافی مانگتے ہوئے اسلام قبول کیا۔

۱۱۔ وحشی قاتلِ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا بھی حکم فرمایا تھا جب اس کو پتہ چلا تو یہ بھاگ کر طائف چلا گیا پھر جب طائف کا وفد آنحضرت کی خدمت عالیہ میں جا رہا تھا یہ بھی

Marfat.com

ساتھ تھا جب اس نے درِ اقدس پر پہنچ کر اسلام قبول کیا تو حضور نے فرمایا کیا تو وحشی نہیں ہے؟ اس نے کہا ''ہاں میں وحشی ہوں'' فرمایا بیٹھ جا اور بتا کہ میرے چچا کو تو نے کس طرح شہید کیا ہے اس کے بعد اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پورا واقعہ سنایا۔

حضور نے فرمایا میرے سامنے نہ آنا اور اپنا چہرہ مجھے نہ دکھانا۔

اب ان عورتوں کا تذکرہ جن کے قتل کا حکم ہوا تھا اور جن میں سے کچھ مقتول ہوئیں اور کچھ مامون رہیں۔

ا۔ ہند بنتِ عتبہ زوجہ ابوسفیان:

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے میں کافی مشہور ومعروف تھی اور خصوصاً غزوۂ اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اس نے مثلہ کیا تھا اربابِ سیر بیان کرتے ہیں جب عورتیں حضور سے بیعت کر رہی تھیں تو یہ بھی اپنے منہ پر نقاب ڈال کر ان کے درمیان آئی اور مسلمان ہوگئی اور منہ سے نقاب اٹھا کر کہا ''میں ہند بنتِ عتبہ ہوں''

آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان ہو کر آئی ہے تو اچھا ہوا اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! آج سے پہلے میں روئے زمین پر آپ کو سب سے بُرا سمجھتی تھی اور آج جو صبح کی ہے تو تمام کائنات میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتی ہوں[1]۔

۳۔ قریبہ قرتنا:

یہ دونوں باندیاں تھی جو حضور کی ہجو کرتی تھی قریبہ تو ماری گئی لیکن دوسری بھاگ گئی لوگوں نے حضور سے اس کے لیے امان طلب کر لی حضور نے اپنی رحمتِ عامہ کے طفیل اس کو بھی امان دے دی چنانچہ وہ آئی اور اسلام قبول کر لیا۔

۴۔ ارنب:

یہ بھی باندی تھی اور اسی روز قتل ہوئی۔

---

[1] معلوم ہوا جس کے دل میں ایمان ہو اُس کو حضور اکرم تمام جہان والوں سے زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں اور جو ایمان کی دولت سے محروم ہو اس سے دل میں حضور کی محبت تھیں۔

Marfat.com

۵۔ام سعد:

یہ بھی اسی روز قتل کی گئی۔

۶۔سارہ بنی المطلب کی باندی:

یہ وہی عورت ہے جس کے ہاتھ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریشِ مکہ کو خط بھیجنا چاہا تھا لیکن یہ راہ ہی مین پکڑی گئی تھی اور اب فتح کے روز حضرت علی کے ہاتھوں ماری گئی اور بعض لکھتے ہیں اس کو بھی امان مل گئی تھی شرح ابنِ حجر میں ہے کہ یہ مسلمان ہوگئی تھی اور حضرت عمر کے زمانے میں فوت ہوئی۔

شہرِ مکہ میں حضور کا قیام اور مختلف امور:

مواہب لدنیہ میں ہے کہ مکہ میں فاتح اعظم رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام پندرہ دن رہا جبکہ ترمذی کے مطابق اٹھارہ دن ہے۔

فتح کے بعد انصار کو اندیشہ ہوا کہ یہ شہر ''مولد النبیؐ'' (Birth Place of Prophet PBUH) ہے اور اب آپ نے اس شہر کو فتح کرلیا ہے کہیں آپ یہی نہ قیام فرمائیں جب حضور کو اپنے مخلص جانثاروں اور وفا شعاروں کی اس گفتگو کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

''اب زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے''

حضور نے یہاں چند مقدمات کے فیصلے بھی فرمائے جس میں بنی مخزوم کی عورت فاطمہ کی چوری کا قصہ بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر صحابہ کو بھیجا کہ جہاں بھی کوئی بت نصب ہے اس کو توڑ ڈالو اور مکہ میں بھی اعلان کروا دیا کہ کسی کے گھر میں کوئی چھوٹا یا بڑا بت نہ ہو۔

فتح مکہ کے نتائج اور چند گزارشات:

۱۔ غزوۂ احزاب کے بعد جو ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اب قریش ہماری

Marfat.com

طرف نہیں آئیں گے بلکہ ہم ان کی طرف جائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو سچ کر دکھایا۔

۲۔ یہی وہ فتحِ عظیم ہے جس کا اللہ نے اپنے حبیب سے وعدہ فرمایا تھا اور اب اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دیا کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد۔ ''بے شک اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔''

۳۔ مختلف قبائل عرب جو اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں پہلے مسلمانوں اور قریش میں حتمی فیصلہ کیا ہوتا ہے اسی فتح مبین سے ان تمام پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام ہی دین حق ہے اور حضور کا نظام ہی باعثِ فلاحِ دارین ہے۔

۴۔ جب اطراف و جوانب میں اس فتح مبارک کی خبریں پہنچی تو لوگ جوق در جوق دینِ اسلام کو قبول کرنے لگے جیسا کہ سورۂ نصر میں ارشاد ہوا ہے۔

۵۔ اس بے مثال لمحات میں جب اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے تمام بتوں سے بیت اللہ کو پاک کیا تو لوگوں نے اس بات کو بھی جان لیا کہ پتھر کے یہ بے جان بت کسی کام کے نہیں جو ہاتھ لگاتے ہی گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں تو یہ کیونکر رب ہو سکتے ہیں رب تو وہی قادر مطلق ہے جو وحدہٗ لاشریک ولم یلد ولم یولد ہے۔

۶۔ اسی فتح کا یہ نتیجہ نکلا کہ ٹھیک ایک سال بعد غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار ہوگئی جبکہ اب دس یا بارہ ہزار ہے۔

۷۔ اس موقع پر حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ عامہ کا بھی پتہ چلا کہ آپ نے کسی سے کوئی بدلہ یا انتقام نہ لیا اور سب کو معاف کر دیا اور ان کو اعزاز واکرام سے نوازا حالانکہ تاریخ انسانی اس سے پہلے ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اکثر فاتح، اپنے مفتوح سے وہ ذلت آمیز سلوک کرتے ہیں کہ انسانیت کا مقام حیوانیت سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو سلام ہو ایسے رحیم نبی پر کہ جس کو اس شہر میں ستایا گیا، ایذائیں دی گئیں نکلنے پر مجبور کیا گیا یہاں تک کہ معافی پانے والوں میں آپ کے عزیز واقارب کے قاتل بھی موجود تھے لیکن میرے آقا نے سب کو معاف کر دیا آپ کے کردار کی یہ ایسی جھلک ہے کہ

Marfat.com

جس کی اب تک کوئی مثال پیش نہیں کر سکا۔

۸۔ افرادی قوت وافر ہونے کے باوجود آلاتِ حرب کی کثرت کے ساتھ جب قائدِ انسانیت اس شہرِ بے مثال کی طرف آئے تو اس کو تباہ و برباد کرنے کے لیے آپ کا ایک اشارہ ہی کافی تھا لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام جانثاران کو اَمن سے رہنے اور ظلم تعدی سے منع فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرا دین امنِ عالم کا پیام لے کر آئے ہیں۔

اب جو لوگ اسلام کو دہشت گردی (Terrerism) سے منسوب (linked) کرتے ہیں ان کو سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روشن پہلو کا بغور جائزہ لینا چاہیے پھر کوئی رائے قائم کرنی چاہیے تاکہ حقیقت (Reality) مسخ (Damage) نہ ہو۔

۹۔ کعبہ جس میں نہ جانے کب سے شرک و کفر ہو رہا تھا اور باوجود بیت اللہ ہونے کہ اس میں لات و منات کی پرستش ہوتی تھی بعض کتابوں میں لکھا ہے ایسی حالت میں کعبہ اللہ سے فریاد کرتا تھا کہ اے ربِ کریم مجھ میں کب تک یہ کام ہوتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے کعبہ عنقریب ہم اپنے محبوب کو بھیجیں گے جو تیری تطہیر (Purification) کرے گا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ چاہتا تو ایک لمحہ کو بھی کعبہ میں شرک نہ ہوتا اور اگر چاہتا تو کسی اور ذریعے سے بھی کعبہ کو بتوں سے پاک فرما سکتا تھا لیکن یہ ایک عظیم کام تھا جس کے لیے کوئی عظیم انسان ہی ہونا چاہیے تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر عظیم اور کون ہو سکتا ہے کہ جن کا نام لے کر لوگوں کی عظمت بڑھ جاتی ہے اور میرے آقا نے صرف کعبہ ہی کو پاک نہیں فرمایا انسانوں کو بھی پاک کیا آپ کے آنے سے تمام روئے زمین پاک ہو گئی (یعنی اس کو مسجد کا درجہ مل گیا) کیونکہ قرآن نے آپ کو کہا ہے کہ وَيُزَكِّيهِمْ یہاں بھی قابلِ توجہ بات ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنی نبی کو یہ نہیں کہا کہ اے حبیب یہاں کفر و شرک ہو رہا ہے یہ جگہ برائی کی جڑ بن چکی ہے آپ ایسا کریں اس کو گرا دیں نہیں نہیں بلکہ میرے رب نے فرمایا پیارے اس کو پاک کر دیں۔

اب ہمیں اتباعِ رسول میں جہاں کہیں برائی نظر آئے اس کے سد باب کے لیے کچھ

Marfat.com

کرنا چاہیے نہ کہ یہ کہیں کہ اس جگہ کو گرا دیا جائے جیسا کہ آج کل کے چند ''پارسا'' (Piouse) لوگ کہتے ہیں کہ تمام دربار گرا دینے چاہیے کیونکہ ان کی وجہ سے کافی برائی پھیلتی ہے پہلے تو ان سے گزارش ہے کہ وہاں برائی دکھائیں اگر بالفرض ہے تو اسے ختم کریں کیونکہ اگر ''ان'' کے گھر میں اگر ''اِن'' کا کوئی نافرمان بیٹا شراب پیئے یا جواء کھیلے یا زنا کرے تو کیا یہ اپنا گھر گرادیں گے؟

ظاہر ہے ان ''بیچاروں'' کا جواب یہی ہوگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

تو پھر ان لوگوں کا گھر جہاں سے اسلام کی مہک پھیلی جہاں سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوئیں جہاں سے ظلمات میں بھٹکنے والوں کو صراطِ مستقیم کا راستہ ملا جہاں سے انبیاء کا مشن آگے بڑھا جہاں سے حُبّ رسول کا درس ملا جہاں سے قرب خدا ملا جہاں اب بھی اللہ ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں جہاں اب بھی عشق رسول کی بزمیں سجتی ہیں جہاں اب بھی عقیدت کے پھول نچھاور ہوتے ہیں محبتوں کے چراغ جلتے ہیں کیا ایسے گھروں کو گرانا چاہیے؟

آپ کی کیا رائے ہے؟(What is your Opinion)

۱۰۔ جو لوگ یہ الزام (Blame) لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا کیا وہ اس مبارک فتح کا منظر بھول جاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھی شخص کو تلوار کے زور سے کلمہ نہیں پڑھوایا بلکہ ان سے اس محبت کا سلوک کیا جس سے انہوں نے خود برضاو رغبت اسلام قبول کیا اور یہ آپ اور آپ کے سچے صحابہ کی اعلیٰ سیرت و کردار، محاسن و اخلاق کی برکت کا نتیجہ (Result) تھا جس کی وجہ سے اسلام پھیلا اور جہاں بھی مسلمان گئے انہوں نے اپنے آقا کے اس انداز کو اپنے پیشِ نظر رکھا۔

۱۱۔ اس فتح کے بعد مسلمان ایسی عالم گیر قوت بن گئے کہ کسی دشمن کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۱۲۔ اسی عظیم فتح کی برکت سے مسلمان ایسے با اعتماد ہوئے اور ان کی قوت میں اتنا اضافہ ہوا کہ اس کے بعد بڑے بڑے شہر اور علاقہ اور قیصر و کسریٰ کے محلات تک ان مصطفوی جانثاروں کی قدم بوسی کرنے لگے اور تقریباً 35ھ تک مسلمانوں کو تقریباً ہر محاذ پر فتح حاصل ہوتی رہی۔

Marfat.com

۲۵۔ غزوۂ حنین

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىۡ مَوَاطِنَ كَثِيۡرَةٍ ۙ وَّيَوۡمَ حُنَيۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ كَثۡرَتُكُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡكُمۡ شَيۡـًٔا

بے شک اللہ نے تمہاری بہت سی جگہوں میں مدد فرمائی اور حنین کے دن، جبکہ تم نے اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کر سکیں۔

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ط وَذٰ لِكَ جَزَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

پھر اللہ نے اپنے رسول اور مؤمنین پر اطمینان نازل کیا اور ایسا لشکر بھیجا جسے تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی اور یہی ان کافروں کی جزا ہے۔

غزوہ کی وجوہات:

حنین ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے (اس وقت) تین رات کی مسافت پر تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو سوائے دو قبیلوں کے تمام قبائل اسلام کے آگے سرنگوں کر چکے تھے ان دو قبائل ہوازن اور ثقیف میں ابھی عداوتِ اسلام باقی تھی چنانچہ ان دونوں نے آپس میں یہ بات طے کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب مکہ سے فارغ ہو چکے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حملہ کریں ہم ان پر حملہ کی تیاری کرتے ہیں اور ان کو بتائیں گے کہ لڑائی کس کو کہتے ہیں چنانچہ یہ لوگ اپنے تمام مال مویشی اور اہل و عیال کے ساتھ نکلے۔

لشکرِ اسلام کی روانگی:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان (غلط ارادوں) کے پروگرام کا علم ہوا تو آپ بھی یہاں مکہ ہی سے بارہ ہزار مدنی لشکر اور دو ہزار مکی لشکر کے ساتھ حنین کی جانب روانہ ہوئے مکہ پر آپ نے حضرت عتاب بن امیہؓ کو عامل مقرر فرمایا آپ نے صفوان بن امیہ سے سو ۱۰۰ زرہیں طلب فرمائیں صفوان نے دریافت کیا یہ مستقلاً درکار ہیں یا ''عاریتاً'' آپ نے

Marfat.com

فرمایا ''عاریتاً'' اگر تلف ہو جائیں تو ہم ان کا ضمان دیں گے یہ صفوان بن امیہ بھی اس لشکر میں مسلمانوں کے ساتھ تھا (یہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا) حضور مع اپنے لشکر کے حنین میں دس شوال آٹھ ہجری کی رات کو پہنچے کر

لشکرِ کفار:

ہوازن کا سردار مالک بن عوف نفری اور ثقیف کا سردار کنانہ بن عبد یالیل ثقفی تھا انہوں نے بعض قرب و جوار کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح کفار چار ہزار کا لشکر مرتب کر کے میدانِ کارزار میں نکل آئے۔

ان میں ایک شخص دُرید بن صمہ بھی تھا یہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اس نے سردارانِ لشکر سے پوچھا کہ تم لوگ کس وادی میں ہو؟ (کیونکہ اس کو نظر کچھ نہیں آتا تھا) انہوں نے جواب دیا ''اوطاس'' میں دُرید نے کہا یہ جگہ مناسب ہے پھر اس نے کہا کہ یہ عورتوں بچوں اور جانوروں کی آواز سن رہا ہوں یہ کہاں سے آرہی ہے؟

لوگوں نے کہا کہ مالک بن عوف فوج کے ساتھ عورتیں بچے اور مال مویشی بھی لایا ہے اس پر دُرید نے مالک سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے اس نے کہا میں نے سوچا کہ ہر آدمی کے ساتھ اس کے اہل اور مال کو لگا دوں تا کہ وہ ان کی حفاظت کے جذبے کے ساتھ جنگ کرے۔

درید نے کہا تم نے یہ صحیح نہیں کیا اور کہا کہ تم سب کو ذلیل و خوار کرو گے۔

اس پر اختلاف کھڑا ہو گیا مالک نے کہا اگر لوگوں نے میری اطاعت نہ کی تو میں تلوار سے اپنا کام تمام کرلوں گا لوگوں نے کہا ہم تیری ہی اطاعت کریں گے کیوں کہ تو جوان ہے اور درید بوڑھا ہے اور اس کی عقل بھی بوڑھی ہے۔

لہٰذا یہ تمام کفار مالک کے ساتھ متفق ہو گئے اور اہل و عیال اور مال کے ساتھ میدان میں نکلے۔

اہلِ سیر بیان کرتے ہیں کہ مالک بن عوف لشکرِ اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے لشکر کے ساتھ وادی حنین میں داخل ہو گیا تھا اور لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا اور ان کو حکم دیا کہ

Marfat.com

جس وقت لشکرِ اسلام بے خبری میں اس میدان میں پہنچے تو تم سب ایک دم ہی ان پر تیروں کی بارش شروع کر دینا۔

مجاہدینِ اسلام پر اچانک تیروں کا حملہ:

مسلمان جب وادی کی طرف اترنے لگے تو کافروں نے حسبِ پروگرام مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی اس اچانک حملہ سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور مسلمان پیچھے کی طرف ہٹ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چند جانثار باقی رہ گئے۔

ان نازک ترین لمحات میں رسولِ عالمین کی استقامت و بہادری بے مثال تھی کہ شدید بھگدڑ میں آپ کے خچر مبارک جس پر آپ سوار تھے کا رخ کفار کی طرف تھا اور آپ فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں   میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

آپ اپنی سواری کو دشمنوں کی طرف بڑھا رہے تھے جبکہ حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ سواری کی لگام کو روکتے تھے۔

پھر آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمام صحابہ کرام کو آواز دیں (آپ کی آواز بہت بلند تھی) جب حضرت عباس نے بحکمِ حضور سب کو آواز دی تو تمام لوگ ''یا لبیک یا لبیک'' کہہ کر حضرت عباس کی آواز کی جانب دوڑنے لگے اور بعض اصحاب جن کی سواریاں سست تھیں سے اتر کر حضور کی طرف بھاگنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے حضور کے گرد صحابہ کا ہجوم ہو گیا اور جس رفتار سے میدان چھوڑا تھا اس رفتار سے واپس آ گئے۔

مسلمانوں کا جوابی حملہ:

جب حضور کے پاس کافی مسلمان پہنچ گئے تو انہوں نے پھر آگے بڑھ کر کفار پر حملہ کر دیا اور جنگ باقاعدہ شروع ہو گئی یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا:

''اَلْاٰنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ''

Marfat.com

اب تنور کی گرمی ہوئی۔

وطیس عربی میں تنور کو کہتے ہیں یعنی اب لڑائی میں شدت آئی۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے زمین پر تشریف لائے اور ایک مٹھی سنگریزوں کی لی اور دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا۔

"شَاهَتِ الْوُجُوْه"

چہرے بگڑ جائیں۔

تو یہ مشتِ خاک مشرکوں کی آنکھوں اور منہ پر پڑی اور کوئی کافر ایسا باقی نہ رہا جس کی آنکھ یا چہرے پر خاک نہ پڑی ہو۔

اس جگہ یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(اور آپ نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا اور لیکن اللہ نے پھینکا)

اس کے بعد مسلمانوں نے تلوار سے کافروں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور لشکرِ کفار یہ صورتِ حال (Situation) دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

کفار کے ستر ۷۰ افراد جہنم رسید ہوئے جبکہ مسلمانوں کی طرف سے صرف چار افراد نے شہادت کا رتبہ پایا شکست کھانے کے بعد کفار کے ایک گروہ نے طائف کا رخ کیا ایک نخلہ کی طرف بھاگا اور ایک نے اوطاس کی راہ لی اور اوطاس کی طرف حضور نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت کو بھیجا فریقین میں تھوڑی سے جھڑپ ہوئی اس کے بعد مشرکین یہاں سے بھی بھاگ گئے البتہ اس جھڑپ میں ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

مسلمان شہسواروں کی دوسری جماعت نے نخلہ کی طرف بھاگنے والے مشرکین کا تعاقب کیا اور دُرید بن صمہ کو جا پکڑا جسے ربیعہ بن رفیع نے قتل کیا مشرکین کا تیسرا گروہ جو طائف کی طرف بھاگا تھا اس کی سرکوبی کے لیے خود حضور روانہ ہوئے جس کا ذکر غزوۂ طائف میں آئے گا۔

Marfat.com

مالِ غنیمت:

حنین کے غنائم بہت زیادہ تھے اور کسی غزوے میں مسلمانوں کے ہاتھ اتنا مال نہیں آیا تھا جتنا کہ اس غزوہ میں آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمام مال کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے چنانچہ حکم کے مطابق تمام لوگوں نے مال کو ایک جگہ لا کر رکھ دیا۔

مال میں دیگر ساز و سامان کے علاوہ چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں چار ہزار اُوقیہ چاندی جس کی مقدار چھ کوئنٹل سے چند کیلو ہی کم ہوتی ہے اور چھ ہزار قیدی بھی تھے۔

چنانچہ تمام مال کو حضور نے غزوۂ طائف کے بعد واپس آ کر یہ مال مسلمانوں میں تقسیم فرمایا اس کی تفصیل غزوہ طائف کے اختتام پر آئے گی (انشاء اللہ)

Marfat.com

۲۶۔ وجوہاتِ غزوۂ طائف

مالک بن عوف، ثقیف و ہوازن کے مشرکوں کی ایک جماعت کے ساتھ حنین سے فرار ہوکر طائف چلا گیا تھا اور طائف کے قلعہ میں پناہ لے چکا تھا اور اس نے قلعہ میں تمام ساز و سامان رکھا ہوا تھا طائف بہت بڑا شہر ہے جو مکہ سے دو منزل (ایک منزل تقریباً ۲/۱ ۱۸ میل ہوتی ہے) یا تین منزل کے فاصلے پر ہے طائف میں انار و انگور اور دیگر پھل کثرت سے ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ قبیلہ ثقیف و ہوازن کے مشرک مالک بن عوف کی قیادت میں حنین سے بھاگ کر طائف کے قلعہ میں چھپ گئے ہیں تو آپ نے ان کی سرکوبی کا ارادہ فرمایا۔

مجاہدینِ اسلام کا لشکر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کو فتح کرنے کا مصمّم ارادہ (Strong Plan) فرما لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر آگے روانہ کیا۔

پھر آپ نے خود طائف کا رخ فرمایا راستہ میں مقام ''لیہ'' پر مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا آپ نے اس کو منہدم کرنے کا حکم فرمایا جو بحکمِ حضور گرا دیا گیا پھر سفر جاری رکھتے ہوئے طائف پہنچے اور قلعہ طائف کے قریب خیمہ زن ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

دورانِ محاصرہ طرفین سے سنگ باری و تیر اندازی:

جب مسلمانوں کا لشکر قلعہ کے قریب ٹھہرا ہوا تھا تو قلعہ والوں نے مسلمانوں پر پتھر پھینکے اور زبردست تیر اندازی کی جس سے کئی مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہو گئے۔

ہوازن کی قوم فنِ تیر اندازی میں بہت ماہر تھی یہ صورتِ حال دیکھ کر حضور نے حکم دیا کہ لشکر اس جگہ سے کوچ کر کے بلندی پر قیام کرے (جہاں اب مسجدِ طائف ہے)

اور آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس قوم کے پھلوں کے درختوں کو جو کثرت سے تھے کاٹ دو صحابہ کرام نے جب درخت کاٹنے شروع کیئے تو ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو اللہ کا واسطہ دیا کہ ہمارے درختوں کو نہ کاٹا جائے۔

چنانچہ اللہ کا واسطہ دینے پر آپ نے درختوں کو کاٹنے سے منع فرما دیا۔

پھر آپ کے حکم سے منجنیق نصب کی گئی جس سے قلعہ کی طرف متعدد پتھر پھینکے گئے جس سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا اور کئی مسلمان اندر داخل ہو گئے قلعہ والوں نے مسلمانوں پر لوہے کے جلتے ٹکڑے (Burning iron piece) پھینکے جس سے مسلمان باہر نکل آئے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا اہل سیر میں سے بعض نے اس کی مدت پندرہ یا بیس دن بتائی ہے۔

محاصرہ کے دوران ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو غلام قلعہ سے مسلمانوں کی طرف آئے گا وہ آزاد ہوگا اس پر تقریباً بیس غلام اہلِ طائف کے کسی بہانے سے اُتر کر آئے اور مسلمانوں میں شامل ہو گئے حضور نے سب کو آزاد کر دیا اور ہر ایک کو ایک مسلمان کے حوالے کر دیا تا کہ ان کی ضروریات کا پاس و لحاظ رکھیں۔

یہ بات اہلِ قلعہ کے لیے نہایت تکلیف دہ ثابت ہوئی لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا کیونکہ قلعہ والوں کے پاس ہر قسم کا سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔

ان حالات میں حضور نے فرمایا کہ محاصرہ کرنا فائدہ مند نظر نہیں آتا لہٰذا یہاں سے ہم کل واپس چلیں گے یہ اعلان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا لیکن صحابہ پر یہ اعلان گراں گزرا کہ بغیر فتح کے واپس چلے جائیں۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے اگر تم چاہتے ہو تو جنگ کر کے دیکھ لو یہاں تک کہ تمہیں فتح حاصل ہو جائے چنانچہ دوسرے دن مسلمانوں نے جنگ کی جس میں کافی زخمی ہوئے کیونکہ قلعہ والے تو اندر تھے اور یہ باہر چنانچہ تمام حکم بجالانے پر آمادہ ہو گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم کل یہاں سے کوچ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ صحابہ نے اظہارِ مسرت کیا اور سواریوں پر سامان لادنے لگے اور حضور سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ثقیف کے تیروں

Marfat.com

نے تو ہمیں چھلنی کر دیا ان پر بد دعا فرمائیے تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے خدا ان کو ہدایت دے اور انہیں اسلام پر میرے قریب لے آ"

یہاں سے اگلے روز واپس اس مقام پر پہنچے جہاں حنین کا مالِ غنیمت جمع تھا اس مقام کا نام جعرانہ ہے۔

اس غزوہ میں شہداء میں حضرت ابوبکر صدیق کے بڑے فرزند حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

ازواجِ مطہرات میں سے حضور کے ساتھ سیدہ زینب اور سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

جعرانہ میں اموالِ غنیمت کی تقسیم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے یہاں تشریف لائے تاکہ تمام اموال کو تقسیم فرما دیں یہاں حضور نے دستِ جود وسخا لوگوں پر کشادہ فرمایا بالخصوص مؤلفتہ القلوب (وہ لوگ جنہوں نے نیا نیا اسلام قبول کیا ہو ان کی مالی مدد کی جائے تاکہ وہ اسلام پر قائم رہیں ایسے لوگ مؤلفتہ القلوب کہلاتے ہیں)

پر جن کا دل ابھی نورِ ایمان سے قوی نہیں ہوا تھا پھر آپ نے ہر پیادہ کو چار اونٹ اور چالیس بکریاں عنایت فرمائیں جبکہ سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں عنایت فرمائیں۔

ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو آپ نے چالیس اوقیہ چاندی (کچھ کم چھ کلو چاندی) اور سو اونٹ عطا کیے انہوں نے کہا میرا بیٹا یزید؟ آپ نے اتنا ہی یزید کو بھی دیا انہوں نے پھر کہا میرا بیٹا معادیہ؟ آپ نے ان کو بھی اتنا ہی دیا اسی طرح حکیم بن حزام کو دو سو اونٹ دیئے صفوان بن امیہ کو تین سو اونٹ دیئے۔

پھر لوگوں میں پچاس پچاس چالیس چالیس اونٹ بانٹے یہاں تک کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح عطا کرتے ہیں کہ ان کو فقر کا اندیشہ ہی نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اموال ونقود کو لشکرِ اسلام اور اہلِ مکہ وغیرہ پر صرف کر دیا اور اہلِ مکہ کی طرح انصار کو عطا نہ فرمایا۔

Marfat.com

انصار کے اندیشے:

یہ عطائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر انصار میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں یہاں تک کہ ایک کہنے والے نے کہا حضور اپنی قوم سے جا ملے ہیں ساعتِ رسول میں جب یہ بات پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا ان کے علاوہ وہاں کسی کو آنے کی اجازت نہ دی گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے گروہ انصار! یہ کیسی باتیں ہیں جو میں تمہاری طرف سے سن رہا ہوں کیا تم نے ایسا کہا ہے یا نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا:

کیا ایسا نہیں تھا کہ میں نے تم کو گمراہ پایا تھا پھر حق تعالیٰ نے تم کو ہدایت دی محتاج تھے غنی بنا دیا اور باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیئے؟ حضور نے ان کو وہ تمام نعمتیں یاد دلائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ان کو پہنچی تھیں اس کے بعد آپ نے فرمایا اے انصار کے لوگو مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔

انصار عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اللہ اور اس کے رسول کا فضل و کرم ہم پر بہت زیادہ ہے پھر آپ نے فرمایا اے انصار کے لوگو! تم اپنے جی میں دنیا کی اس عارضی دولت کے لیے ناراض ہو گئے جس کے ذریعے میں نے لوگوں کا دل جوڑا تا کہ وہ مسلمان رہیں۔ اور تم کو تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا۔

اے انصار! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے برحق رسول کو لے کر اپنے گھروں میں پلٹو!

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا اگر سارے لوگ ایک راہ پر چلیں اور انصار دوسری راہ پر چلیں تو میں بھی انصار کی راہ پر چلوں گا اے اللہ! انصار پر رحم فرما اور ان کے بیٹوں پر ان کے بیٹوں کے بیٹوں (پوتوں) پر"۔ فصیح و بلیغ نبی کی پاک زبان سے لفظوں کے یہ موتی کیا نکلے جسے سن کر لوگ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور عرض کرنے لگے! کہ ہم اس بات پر

Marfat.com

راضی ہیں کہ ہمارے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس کے بعد رسول اللہ وہاں سے واپس ہوئے مالِ غنیمت تقسیم فرمانے کے بعد حضور تمام کامیابیوں کے ساتھ چوبیس ذیعقد آٹھ ہجری کو مدینہ روانہ ہوئے۔

Marfat.com

۲۷۔غزوۂ تبوک (اس غزوۂ کا سبب)

تبوک ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ اور شام کے درمیان چودہ منزل کے فاصلہ پر تھا بعض لکھتے ہیں کہ ایک قلعہ کا نام ہے۔

اس غزوۂ کو ''جیش العسرت'' (Poor troop) بھی کہتے ہیں قیصرِ روم جو اس وقت ایسے تھا جیسے آج کل (امریکہ America) ہے جب اس کے علم میں یہ بات آئی کہ مسلمان ایک عظیم قوت (Super Power) بنتے جا رہے ہیں اور تمام قبائل عرب تقریباً مسلمانوں کے ماتحت ہو گئے ہیں تو اس نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ مسلمان اس سے جنگ کریں ایک عظیم لشکر کے ساتھ مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور اس سے پہلے یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی کر رہے تھے جس کی ابتداء شرجیلِ بن عمرو غسانی کے ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر (Ambassador) حضرت حارث بن عمیر ازدی کے قتل سے ہوئی جبکہ وہ حضور اکرم کا پیغام لے کر بصریٰ کے حکمران کے پاس تشریف لے گئے تھے۔

چنانچہ اب قیصر نے رومی باشندوں اور آلِ غسان پر مشتمل فوج کی تیاری شروع کر دی اور ایک خونریز معرکے کی تیاری میں لگ گیا۔

روم وغسّان کی خبریں:

اِدھر شہر رسول میں یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ رومیوں نے بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں اس وجہ سے مسلمانوں کو کھٹکا لگا رہتا تھا۔

ان ہی دنوں میں شام سے آنے والے ایک قافلہ سے معلوم ہوا کہ ہرقل (King of the Rome) نے چالیس ہزار کا ایک لشکر تیار کیا ہے اور روم کے ایک عظیم کمانڈر کو اس کی کمان سونپی ہے۔

یہ سخت گرمی کا موسم تھا مسلمان تنگی اور قحط سالی کا شکار تھے سواریاں کم تھیں پھل پک چکے تھے اور مسلمان چاہتے تھے کہ اس موسم میں سائے میں رہیں اس پر مستزاد یہ کہ راستہ

Marfat.com

بہت دور اور پیچیدہ تھا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور مسلمانوں کی تیاری:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان خبروں کا علم ہوا تو آپ نے بجائے موسم کی نزاکت یا اتنے بڑی قوت سے ڈرنے کے توکل علی اللہ پر اعتماد رکھتے ہوئے سربلندی اسلام کے جذبہ کے ساتھ دور اندیشانہ حکمت کے پیشِ نظر اعلان فرما دیا کہ اس سے پہلے کہ رومی ہمارے علاقوں میں گھس آئیں ہم خود ان کے علاقوں میں جا کر جنگ لڑیں گے اور تمام مخلصین و محبین کو حکم فرما دیا کہ جنگ کی تیاری کریں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں سے لڑنے کا ہے تاکہ لوگوں پر حقیقتِ حال واضح ہو جائے کہ کس سے مقابلہ کرنے جانا ہے اس موقع پر آپ نے جہاد کی فضیلت اور انفاق فی سبیل اللہ پر نہایت ہی جامع وعظ فرمایا چنانچہ آقا کا حکم سنتے ہی تمام غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

صحابہ کا انفاق فی سبیل اللہ:

اس غزوہ کی تیاری میں ہر صحابی نے اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق اپنا مال بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا چند ایک کی سخاوت کا بیان درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق سالارِ عشق و محبت کے سرخیل جانثارانِ حضور کے قائد اس امت کے افضل ترین فرد اعلانِ حضور سنتے ہی اپنے آستانہ عالیہ میں تشریف لائے اور اپنے گھر کا تمام مال و متاع اٹھایا اور بارگاہِ رسول میں پیش کر دیا آقا نے پوچھا صدیق گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا تو اس محبِ صادق نے عرض کی

"اَذخرتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ"

میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔

معلوم ہوا کہ صدیق کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا رسول یہاں بھی ہے اور جہاں میں نہیں ہوں وہاں بھی ہے۔

Marfat.com

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج میں اتنا مال راہِ خدا میں دوں گا کہ صدیق اکبر پر سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں اپنے گھر کا آدھا مال حضور کی خدمت میں لے آیا حضور نے پوچھا فاروق! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا محبِّ خاص نے عرض کی آقا اتنا ہی جتنا یہ ہے۔

پھر جب حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے انفاق کا پتہ چلا تو کہنے لگے میں کبھی بھی آپ سے سبقت نہیں لے سکتا یہاں بھی ایک بات کا علم ہوا کہ صدیق کا پہلا نمبر ہے ہر لحاظ سے کسی معاملہ میں کوئی بھی آپ سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور آپ سے آگے کوئی بڑھ بھی کیسے سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آگے کیا ہے۔

۳۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ کی تیاری میں تمام صحابہ سے زیادہ مال حضور کو پیش کیا آپ نے نوسو اونٹ مع پلان اور ایک سو گھوڑے آقا کی خدمت میں پیش کئے پھر ایک ہزار دینار (تقریباً ساڑھے پانچ کیلو سونے کے سکے) بارگاہِ اقدس میں حاضر کر دیئے۔

بعض روایات میں ہزار اونٹ اور سات سو گھوڑے مروی ہیں۔

اربابِ سیر کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں دو تہائی لشکر کا سامان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فراہم کیا تھا حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عثمان کا مال دیکھا تو فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اِرْضَ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْہُ رَاضٍ"

"اے خدا عثمان سے راضی ہو جا میں تو ان سے راضی ہو گیا"

جب سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے راضی ہیں تو اب اگر کوئی ان سے ناراض ہوتا پھرے تو اس کی اپنی شقاوت۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دو سو اوقیہ (تقریباً ۲۹½ کلو) چاندی لے آئے۔

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نوے وسق (یعنی ساڑھے تیرہ ہزار کلو (½۱۳ ٹن)

Marfat.com

کھجور لے آئے۔

اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی بہت سا مال لائے حضرت طلحہ، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم بھی کافی مال لائے۔

یہاں تک کہ صحابیات نے اپنے ہار، بالیاں، انگوٹھیاں پازیبیں لا کر بارگاہِ سرورِ کونین میں پیش کر دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے غلام حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ اپنے آقا کا حکم سنتے ہی ایک جگہ رات کو پانی کھینچنے کی مزدوری کی جس سے ان کو دو صاع کھجور اجرت (Wages) ملی انہوں نے ایک (۱) صاع (اُس برتن کو کہتے ہیں جس میں تقریباً ۴ کلو وزن آ جائے)، اپنے اہل و عیال کو دے دیا اور ایک صاع کھجور لے کر اپنے حضور کے سامنے لا کر رکھ دیئے کریم نبی نے اپنے اس مخلص غلام کے جذبہ اور مال کو قبول فرماتے ہوئے اس کا مال تمام مال کے اوپر رکھ دیا۔

صرف منافقین ہی پیچھے رہے اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے رہے کہ دیکھو جی نہ کھانے کے لیے روٹی ہے نہ پینے کے لیے پانی اور لڑنے چلے ہیں (Super power) سے اللہ تعالیٰ نے ایسے منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اسی طرح تمام مسلمانوں کے جذبۂ محبتِ رسول اور دفاعِ اسلام میں لشکر تیار ہو گیا۔

لشکرِ اسلام کی روانگی:

جب صحابہ کرام کے جوش و خروش سے لشکر تیار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا حکم دیا۔

بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ جانے کا عزم کیا تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل میں خلیفہ (اس کی قدرے تفصیل میری کتاب مناقبِ علی میں دیکھیں) بنایا اور مدینہ پر حضرت محمد بن مسلمہ اور ایک روایت کے مطابق سباع بن عرفطہ کو مقرر فرمایا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور راحتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور ''ثنیۃ الوداع'' (A name of place) میں جھنڈوں کی ترتیب دی سب سے بڑا علم آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا اس طرح انصار کے ہر قبیلہ سے فرمایا کہ اپنا اپنا علم تیار کریں جب اس مقام میں لشکر کا شمار کیا گیا تو اس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقدمہ (Front) پر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو میمنہ (Right) پر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بائیں (Left) پر مقرر فرمایا۔

پھر جب لشکرِ اسلام نے اس مقام سے کوچ کیا تو منافقین کی بھی ایک جماعت ساتھ تھی جو آگے جاکر واپس آگئی اس سے پہلے مسلمانوں کا لشکر اتنا بڑا کسی بھی مقام پر اکٹھا نہیں ہوا تھا سخت گرمی کے موسم میں مسلمانوں کو کھانے پینے کی بھی قلت تھی۔ راستے میں ایک مقام پر لشکر کو پانی کی سخت ضرورت محسوس ہوئی تو صحابہ کرام نے حضور سے عرض کی کہ پانی کی اشد ضرورت ہے حضور ﷺ نے فوراً اپنے مبارک ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا خوب بارش ہوئی تمام لشکر کی ضرورت پوری ہوئی۔

لشکرِ حق تبوک میں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے فرمانبرداروں کے تبوک میں اتر کر خیمہ زن ہوئے یہاں حضور نے اہلِ لشکر کو مخاطب کر کے ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے۔

رومیوں کو لشکرِ اسلام کی اطلاع:

قیصر روم نے جب لشکرِ اسلام کی آمد کی خبر سنی تو اس کے دل میں رحمتِ دارین کے لشکر کا رعب اور ہیبت طاری ہوگئی اور اس کی طرف سے کوئی پس وپیش (Movement) نہ ہوئی اور وہ اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ مواہب (۱) (Name of the

Marfat.com

(Book کے مطابق یہاں سے حضور نے ایک مکتوب ہرقل کے نام بھیجا اور اسے اسلام کی دعوت دی قریب تھا کہ وہ اسلام قبول کرے مگر نہ کر سکا۔

مُسند امام احمد میں مروی ہے کہ ہرقل نے لکھا کہ ''میں نے اسلام قبول کر لیا ہے'' حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے وہ دشمنِ خدا اپنی نصرانیت پر قائم و باقی ہے۔

منقول ہے کہ قیامِ تبوک کے دوران بحر بن رویہ جوایلہ کا بادشاہ تھا بارگاہِ حضور میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا باہمی مصالحت واقع ہوئی اور اسے ایک عہد نامہ امن لکھ کر دیا گیا۔

یہیں اہل حبر اور ورح بھی آئے انہوں نے بھی جزیہ دینا قبول کیا اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالید بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس مجاہدین کے ساتھ دومتہ الجندل کے حاکم اُکیدر کے پاس بھیجا اور فرمایا تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔

حضرت خالید وہاں تشریف لے گئے جب اس کے قلعہ کے قریب پہنچے تو ایک نیل گائے کو دیکھا جو اپنا سینگ قلعہ کے دروازے کے ساتھ رگڑ رہی تھی۔

اُکیدر اس کے شکار کو نکلا چاندنی رات تھی حضرت خالد اور آپ کے ساتھیوں نے اس کو جالیا اور گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ نے اس کی جان بخشی کی اور دو ہزار اونٹ آٹھ سو غلام، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے دینے کی شرط پر مصالحت ہوئی اس نے بھی جزیہ دینے کا اقرار کیا تبوک میں اسلامی لشکر کا قیام دو ماہ ایک روایت کے مطابق بیس دن ہوا۔

کیونکہ رومی فوجوں سے لڑنا مقصود تھا لیکن وہ مسلمانوں کی آمد کا سن کر ہی تتر بتر ہو گئے تھے۔

چنانچہ حضور بغیر لڑائی کے چند ایک قبیلوں سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے معاہدہ کر کے واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مدینہ کی طرف واپسی اور راستے میں چند واقعات:

اسلامی لشکر تبوک سے کامیاب و کامران ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا دشمنانِ دین سے کوئی جنگ نہ ہوئی حضور جب راستے میں ایک گھاٹی سے گزر رہے تھے تو آپ کے ساتھ

Marfat.com

صرف حضرت عمار اور حضرت حذیفہ بن یمان تھے باقی صحابہ کرام دور وادی کے نشیب میں سے گزر رہے تھے۔

اس موقع کو منافقین نے غنیمت جانا اور بارہ منافقین نے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے آگے قدم بڑھائے انہوں نے اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے قریب تھا کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب بھیجا حضرت حذیفہ نے ان کی سواریوں کے چہروں پر ایک ڈھال سے ضرب لگانی شروع کر دی جس سے اللہ نے ان کو مرعوب کر دیا اور وہ بھاگ گئے اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بتائے اور ان کے ارادے سے باخبر کیا اسی لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رحمتِ عالم کا ''راز داں'' کہا جاتا ہے دوسرا واقعہ مدینہ پہنچنے سے پہلے کا یہ ہے کہ حضور نے منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرانے کا حکم فرمایا اصل قصہ یہ ہے کہ منافقین نے ایک مسجد بنائی جہاں وہ اسلام اور حضور کے خلاف منصوبے بنایا کرتے تھے کہ کس طرح شمعِ اسلام کو بجھایا جا سکے اور حضور سے آ کر ان منافقوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے یہ مسجد بیماروں اور کمزوروں کو موسم سرما سے بچانے کے لیے بنائی ہے (تا کہ وہ سکون سے وہاں عبادت کر سکیں) حضور آپ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں اور ہم پر احسان فرمائیں حضور نے فرمایا اس وقت تو ہم جہاد پر (تبوک) جا رہے ہیں واپسی پہ دیکھا جائے گا۔

اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس مدینہ منورہ آ رہے تھے تو ''موضع ذی آوان'' میں وہ لوگ پھر آئے اور حضور کو یاد دلایا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ (توبہ ۱۰۷)

اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے کے لیے اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان اور اسے کمین گاہ بنایا ہے اس کے لیے جو لڑتا رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے اب تک)

چنانچہ بحکمِ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو گرا دیا گیا معلوم ہوا جس مقام پر رب کی یا اس کے

Marfat.com

رسول کی بے ادبی کی جائے وہ مقام گرائے جانے کے قابل ہے چاہے برائے نام مسجد ہی کیوں نہ ہو۔

پھر جب حامیُٔ بیکساں تسکینِ قلب و جان مدینہ کے قریب پہنچے اور مدینہ منورہ میں رونق افروز ہونے کا ارادہ فرمایا تو اہلِ مدینہ کے بچوں اور لڑکیوں نے مدحتِ مصطفٰے میں یہ شعر کہے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا　　مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا　　مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

ہم پر ثنیۃ الوداع سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا جب تک پکارنے والا اللہ کو پکارے ہم پر شکر واجب ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں پہنچے تو رمضان کا مہینہ تھا یہ حضور کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ نے بہ نفسِ نفیس شرکت فرمائی۔

پیچھے رہ جانے والوں سے حضور کا سلوک:

اس غزوہ میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے منافقین بہت تھے جبکہ مسلمانوں میں سے بغیر کسی عذر (Problem) کے تین ایسے تھے جو اس غزوہ میں شرکت نہ کر سکے ان کے نام یہ ہیں (۱) حضرت کعب بن مالک (۲) مرارہ بن ربیع (۳) ہلال بن اُمیہ ذیل میں ان اصحاب کا مختصر قصہ اور ان کی معافی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) حضرت کعبؓ بن مالک (۲) ہلال بن اُمیہ (۳) مرارہ بن ربیع۔

کعب بن مالک انصاری خزرجی بیعتِ عقبہ میں موجود تھے حضرت کعب خود فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے میرا رہ جانا کسی عذر کے سبب نہ تھا میرے پاس تمام سامان تھا سواری کے لیے دو اونٹ بھی موجود تھے میں (کعبؓ) اس بات سے مطمئن تھا کہ سواری و اسباب موجود ہیں جس دن لشکر روانہ ہوگا میں بھی کوچ کروں گا پھر جب لشکر روانہ ہوا تو میں نے سوچا کہ آج مجھے فلاں کام ہے کل کو روانہ ہو جاؤں گا اسی طرح دو تین دن گزر گئے یہاں تک کہ لشکرِ اسلام دور چلا گیا اور وقت ضائع ہو گیا جب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا تو مجھے عظیم وحشت اور غم لاحق ہوئی کہ مدینہ میں سوائے منافقین اور کمزوروں اور ضعیفوں کے جن کا عذر

Marfat.com

بچا تھا کوئی نہ رہا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبر ہوئی تو میں (کعبؓ) اور زیادہ پریشان وشرمسار ہوا کہ آقا کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا عزیز واقارب طرح طرح کے بہانے بتاتے رہے حتی کہ وہ دن بھی آ گیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے۔

میں جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو سلام عرض کیا حضور نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور ایسا خشم آمیز تبسم فرمایا کہ میرے ہوش جاتے رہے۔ فرمایا: "اے کعب تم کیوں پیچھے رہے کیا تمہیں اسبابِ سفر میسر نہ تھا۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بلاشبہ مجھے ہر سہولت میسر تھی لیکن میرے نفس نے مجھے غافل بنا دیا اور مجھ پر کاہلی غالب آ گئی حضور نے فرمایا اٹھو اور جاؤ یہاں تک کہ حق تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم کرے۔

اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا میری طرح کسی اور کو بھی ایسا معاملہ درپیش ہے لوگوں نے بتایا کہ ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کو بھی ایسی صورت حال کا سامنا ہے رسولِ اکرم نے تمام صحابہ کرام کو منع فرما دیا تھا کہ کوئی ان تینوں کے ساتھ نشست و برخاست گفتگو اور میل جول نہ رکھے۔

حکمِ رسول پر تمام اصحاب نے ہم سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہماری حالت بہت قابلِ رحم ہو گئی مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہما پیرانہ سالی کے باعث گھر ہی سے نہ نکلتے جبکہ میں دلیری دکھاتا نماز کے لیے مسجد میں جاتا اس پر رحمتِ عالم کے حسین چہرے کی طرف دیکھتا کہ شاید میری طرف نظرِ التفات ہو جائے اور قدسیوں کی اس محفل کے ایک گوشے میں بیٹھ جاتا حضور میری طرف اپنی (۱) (ignore) مازاغ آنکھوں سے دیکھتے اور میری پریشان کیفیت کو بھی ملاحظہ فرماتے لیکن مجھ سے اعراض فرماتے:

میں (کعب) جب گھر سے باہر نکلا کرتا تو کوئی بھی میرے سلام کا جواب دیتا اور نہ سلام کرتا نہ بات کرتا یہاں تک کہ ایک دن میرا دل بھر آیا اور میں خوب رویا اور مدینہ کی گلیوں میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک نصرانی (Charistian) پر پڑی جو

Marfat.com

شام کی طرف سے آیا تھا اور میرے بارے میں لوگوں سے پوچھ رہا تھا جب لوگوں نے مجھے دیکھا تو میری طرف اشارہ کر دیا یہ ایک قاصد (Messenger) تھا جو شاہِ غسان کی طرف سے میرے نام ایک خط لایا تھا۔

جس کا مضمون یہ تھا کہ اے کعب میں نے سنا ہے کہ تمہارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم کو اپنے پاس سے نکال دیا ہے اور ان کے اصحاب تمہارے ساتھ جور و جفا کرتے ہیں جب میرا خط تم کو ملے تو فوراً میری طرف چلے آؤ تا کہ تم ہماری نوازشوں اور مہربانیوں کو دیکھو جب میں (کعب) نے یہ خط پڑھا تو اپنے دل میں بہت افسردہ ہوا کہ یہ بھی ان بلاؤں میں سے ایک بلا ہے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے اور اس سے زیادہ اور کیا بری بلا ہوگی کہ ایک کافر مجھے طمع دے رہا ہے اور مجھے کفر کی طرف بلا رہا ہے۔

میرا غم اور بڑھ گیا اور میں نے اس خط کو قاصد کے سامنے آگ میں ڈال دیا اور اس سے کہا جاؤ اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ مجھے تیری عنایت والتفات سے ہزار درجے بہتر آقا کی قربت ہے یہ کہہ کر میں اپنے گھر چلا آیا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں اپنی بیوی سے جُدا رہوں اس پر میں نے اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے گھر بھیج دیا۔

اور دوسرے دونوں افراد یعنی ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کو بھی یہی حکم ہوا کہ وہ بیویوں سے دور رہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح پچاس دن گزر گئے تو ایک رات میں نہایت افسردہ اور غمگین حالت میں چھت کے اوپر پڑا تھا کہ اس حالت میں میں نے اچانک ایک آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ

"اے کعب بن مالک تمہیں خوشی و مبارک ہو تمہاری توبہ مقبول ہوگئی یہ سن کر میں نے سر کو سجدہ میں رکھ دیا پھر یار دوست مبارک دینے آتے رہے اس کے بعد میں اپنے مربی کریم حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب میں نے سلام عرض کیا اور چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند کی مانند درخشاں و

Marfat.com

تاباں تھا آپ نے فرمایا اے کعب تمہیں بشارت ہو اس دن کی جب سے تم ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہو اس دن سے بہتر کوئی دن تم پر نہیں آیا آؤ کہ تمہاری توبہ بارگاہِ ذوالجلال میں قبول ہو گئی۔

شکر ایزد میان من او صلح فتاد
حوریاں رقص کناں دست بشکرانہ زدند

پھر حضرت ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کو بھی توبہ کی بشارت دی گئی انہوں نے بھی یہ بشارت سن کر اپنے سروں کو بارگاہِ رب العزت میں جھکا دیا قرآنِ کریم اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

(توبہ: ر:۱۱۸)

ترجمہ: اور ان تینوں پر (نظرِ رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اسی کی ذات تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بکرم ہوا تا کہ وہ بھی رجوع کریں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص جانثاران ومحبین پر کرم فرمایا اور ان کی توبہ قبول کی ہمیں بھی چاہیے کہ آج اگر کسی دینی مقابلہ میں پیچھے رہ جائیں کسی وجہ سے بھی تو اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی کے طفیل توبہ کرتے رہیں دعائیں مانگتے رہیں اس کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عجز ونیاز سے فریاد کرتے رہیں وہ ضرور کرم فرمائے گا (انشاءاللہ)

غزوہ تبوک پر ایک نظر:

بظاہر اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی لیکن اس مہم نے جو دوررس اثرات چھوڑے ہیں وہ

Marfat.com

اپنی مثال آپ ہیں ذیل میں چند بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اسی غزوہ کے ابتداء میں ہی پتہ چل گیا کہ کون مومنِ صادق اور کون خبیث منافق ہے اور دونوں میں فرق واضح ہو گیا اور فرق ہے بھی بہت جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط (آلِ عمران: ۳:۱۷۹)

اللہ مؤمنین کو اسی حالت پر نہیں چھوڑے گا جس پر تم لوگ ہو یہاں تک کہ خبیث کو پاکیزہ سے علیحدہ کر دے۔

چنانچہ اس غزوہ میں تمام مؤمنین (سوائے تین کے) نے شرکت کی اور اس غزوہ سے غیر حاضری نفاق قرار پایا۔

۲۔ یہ ایک ایسا موقع تھا جب بہت زیادہ عُسرت اور قحط وغیرہ تھا تو اس موقع پر صحابہ کرام نے سخاوت کی مثالیں قائم کیں اور اپنے مال و متاع کو بارگاہِ سرورِ کونین میں لا کر حاضر کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ہمیں مال و متاع سے نہیں صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اس محبت کی خاطر ہم (صحابہ کرام) سب کچھ لٹانے پر تیار ہیں۔

۳۔ اس غزوہَ کے بعد جب کہ اسلام کی شوکت تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی اور کوئی ایسی جگہ نہ رہی جہاں سے مسلمانوں کو حملہ کا خطرہ ہو تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں حصہ نہیں لیا اور تقریباً سال بعد اسلام کو ایک عالمگیر (worldwide) دین بنا کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

۴۔ فتح مکہ کی عظیم کامیابی کے بعد بھی چند ایسے قبائل موجود تھے جن کو اسلام قبول کرنے میں کچھ تردد تھا لیکن جب اس غزوہَ میں انہوں نے مسلمانوں کی عظمت کو ملاحظہ کیا کہ اتنی بڑی طاقت ان حق کے داعیوں کے مقابلہ میں نہیں آ سکی تو اب ان غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کون ٹھہر سکتا ہے چنانچہ اس غزوہَ کے بعد وفود کافی تعداد میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۵۔ جب اتنی بڑی طاقت (قیصرِ روم) سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹکر لینے کا فیصلہ

Marfat.com

فرمایا تو منافقین کا خیال تھا کہ ان (مسلمانوں) کو رومی لشکر سے بڑی شدید شکست ہوگی قتل ہوں گے گرفتار ہوں گے لیکن جب حاملینِ اسلام کی منظّم قوت اور اعلیٰ قیادت کو سربلندی اسلام اور شہادت کے جذبہ سے سرشار رومی لشکر نے دیکھا تو ان میں مقابلہ ہی کی نہ ہمت ہوئی اور اس "Super power" کی ساری "power" ایسے پُر جلال لشکر کو دیکھ کر نکل گئی۔

اور حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی طاقت سے مقابلہ کا فیصلہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ دشمنانِ اسلام چاہے کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں دفاعِ اسلام کے لیے کسی سے بھی کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔

۶۔ اس غزوۂ کی تیاری میں جس طرح تمام صحابہ کرام نے اپنی مالی حیثیت (Financial Position) کے مطابق حصہ لیا اس سے ہمیں بھی اور محبتِ رسول اور اسلام پسندی کا دعوٰی کرنے والوں کو بھی اپنی استطاعت کے مطابق حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام کی تبلیغ، دفاعِ اور اصلاحِ معلمین کے لیے خرچ کرنا چاہیے تا کہ خدا اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہو۔

Marfat.com

حرفِ آخر

الحمدللہ رب العالمین کہ اس نے اپنے حبیبِ عظیم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مجھ ناچیز کو کہ جس کے پاس نہ علم ہے نہ عمل نہ انداز ہے نہ سخن توفیق فرمائی کہ میں اس کے بے مثل نبی کی ذاتِ اقدس کے اس منور انداز پر کچھ لکھنے کے قابل ہوا اور اس نورِ مبین کی محبت کی روشنی میں ہر بات کرنے کے قابل ہوا۔

شروع میں یہ بات ذہن میں آتی تھی کہ کام زیادہ اور مشکل ہے کس طرح اور کیسے پایۂ تکمیل کو پہنچے گا لیکن جب اس بابرکت اور رحمٰن ورحیم ذات کے نام سے شروع کیا تو نہ کام کی زیادتی نظر آئی نہ کوئی مشکل پیش آئی مہربانی فرمانے والے نے ہر بات لکھنے میں آسانی فرمادی اس طرح شب وروز اس کے سایۂ رحمت میں رحمتِ عالم کی باتیں لکھی جاتی رہیں اس طرح اس کام کی تکمیل ہوئی۔

ذکر جب حضور کا ہو تو ساتھ آپ کے اصحاب، ازواج اور آل کا بھی ذکر ہوتا ہے اور یہ تو عام سی بات ہے کہ جب کسی آدمی کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس کے اہلِ خانہ اور دوستوں کی بات بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ انسان انہی کے درمیان رہتا ہے انہی سے محبت کرتا ہے انہی پر اپنی نوازشیں کرتا ہے اور یہ فطری تقاضا بھی ہے تو جب میرے پیارے نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہوں گی تو صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کا ذکر خود بخود آئے گا۔ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی جانثاریاں ضرور بیان ہوں گی خدیجہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کی وفائیں ضرور یاد آئیں گی۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور زہرا رضی اللہ عنہا کے خوبصورت انداز لازمی سامنے آئیں گے۔

Marfat.com

آپ کے غزوات میں جس طرح محبت وعقیدت کے جذبہ سے سرشار آپ کے محبان نے جان و مال کے نذرانے پیش کئے پھر حق تو یہی ہے کہ ان محبان کا تذکرہ بھی ادب و احترام کے ساتھ بڑی الفت سے کیا جائے چاہے کوئی بُرا جانے یا بھلا اور ہمیں تو شروع ہی سے یہ بات سکھائی گئی ہے کہ جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محبت سے کرے اس کا ذکر محبت سے کرو جو آپ سے محبت کرے اس سے محبت کرو اور جس سے آپ محبت کریں اس سے بھی محبت کرو کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی رضا ہے۔

بہر کیف بات غزوات کی کرنی ہے ذکر محبت کا چھڑ گیا۔ حضورِ اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی غزوات میں حصہ لیا اس کا کچھ نہ کچھ مقصد تھا مثلاً کچھ غزوات میں دفاع کے لیے حصہ لیا گیا کچھ غزوات میں شر پسندوں کا قلع قمع کرنے کے لیے حصہ لیا گیا کچھ غزوات میں وعدہ خلافوں کی سرکوبی کے لیے حصہ لیا گیا اور کچھ غزوات میں اسلام کی سربلندی کے لیے حصہ لیا گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر غزوہ میں حصہ لینا ایک حکمت ہے اور عین حکم الٰہی بھی بعض ''امن پسند'' لوگوں کو شاید یہ اعتراض لاحق ہو کہ جب حضور رحمت اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں تو آپ اور آپ کے اصحاب نے لڑائیوں میں کیوں حصہ لیا اور امن و سلامتی کے معاہدے کیوں نہ کئے تو گزارش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں بھی آپ کی رحمت اللعالمینی کی جھلک نظر آتی ہے کیونکہ عرب کے وہ قبائل جن میں جاہلیت رچی بسی ہوئی تھی جس بنا پر وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتے، تکلیفیں دیتے، مال لوٹتے اور یہود جو مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے اور دوسروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملے کرتے اسلام کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے تو ایسے لوگوں کے شر سے ظلم و ستم سے مسلمانوں کو نجات دلانا اور خطہ کو پُر امن بنانا، راہزنوں کو رہبر بنانا عین رحمت اللعالمینی کا تقاضا تھا۔

مسلمان لٹتے رہتے، کٹتے رہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے یہ کیسے ہو سکتا تھا تو جس طرح جسم میں کوئی فاسد مادہ نکل آئے تو اس کا سدِ باب کرنا ضروری ہے ورنہ پورے جسم کا خطرہ ہے تو اسی طرح اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر بڑھ چڑھ کر

Marfat.com

زیادتیاں کرنے والوں کی بیخ کنی نہ کرتے تو ہوسکتا تھا اسلام کو نقصان پہنچتا جبکہ آپ تو اسلام، انسان اور تمام کائنات کو فائدہ پہنچانے کے لیے تشریف لائے ہیں تو اس لیے آپ نے ظالمین یہود و کفار کو واصل فی النار کر کے ایک پُرسکون اور اعلیٰ معاشرے کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں اور دیگر تمام قبائل کو امن نصیب ہوا دوسری طرف آپ نے اکثر موقعوں پر جبکہ آپ ﷺ کا دشمن پر مکمل کنٹرول تھا ان سے امن کے معاہدے بھی فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات سے ہمیں وہ اصولِ حرب نظر آتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی ایسے اصولِ حرب پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آخر میں اپنے قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس کتاب میں کوئی خوبی نظر آئے تو اس کو میرے اللہ کا فضل سمجھیں اور اگر کہیں کوئی خامی یا کمی نظر آئے تو اس کو میری کم فہمی سمجھتے ہوئے معاف فرمائیں اور حق تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے اہلِ خانہ اور میرے حضرت صاحب قبلہ مفتی احمد یار خاں رضوی صاحب (۱) اور تمام مسلمانوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نچھاور فرمائے اور ہمیں دینِ حق کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

عقیل احمد

لیکچرر اسلامیات

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل کالج ریٹی گن روڈ لاہور۔

Marfat.com

ماخذ ومراجع

۱۔ القرآن الحکیم
۲۔ بخاری شریف
۳۔ مسلم شریف
۴۔ ترمذی شریف
۵۔ ابن ماجہ
۶۔ طبات ابن سعد
۷۔ سیرت ابن ہشام
۸۔ تاریخ ابن کثیر
۹۔ دلائل النبوت
۱۰۔ مدارج النبوت
۱۱۔ تفسیر ضیاء القرآن
۱۲۔ ضیاء النبی
۱۳۔ تاریخ اسلام
۱۴۔ سیرت رسول عربی
۱۵۔ جاء الحق
۱۶۔ الرحیق المختوم
۱۷۔ رحمت اللعالمین
۱۸۔ سیرت الرسول

Marfat.com

سیاحِ لامکاں

جرنیل صحابہ
مصنف
نواز رومانی

نغمۂ رومی
مرتب ڈاکٹر نعیم مشتاق

انبیاء کرام صلی اللہ علیہم و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد طلب کرنے
کے جواز پر قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ثبوت پر مشتمل
لاجواب تحقیق
استعانت
تصنیف محمد ساجد احمد سعیدی

جب ابرِ کرم برسا

صحیفہ غوثیہ
شرح منظوم
قصیدہ غوثیہ
مولینا الحاج ابوالفیض قلندر علی سہروردی

آقا کی محبت میں جو نکلے میرے الفاظ
موتی ہیں یگانے، گفتار کی کرنیں
گفتار کی کرنیں
نوجوان سکالر محمد ہارون شاہ ہاشمی
ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، درس نظامی

ازواج الرسول امہات المومنین
نواز رومانی

قہرِ خداوندی
دھماکہ دیوبندی
از قلم باطل شکن
محمد حسن علی

(تسلیم غیر اللہ، توسل و استمداد، ندائے غائبانہ و سماع اور تقلید کے)
چار اہم نزاعی مسائل
اور
اہلِ سنت کا موقف
از
شیخ الاسلام محمد حسن جان مرتضی مجددی نقشبندی
ترجمہ: پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ

فہم القرآن
مؤلف عقیل احمد

مناقب علی
مؤلف عقیل احمد

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ
شادی کا
انسائیکلوپیڈیا
مصنف فیاض احمد فیاض

شہباز قلندر کی حیات و تعلیمات پر خوبصورت کتاب
قلندر مستم
مصنف محمد اشرف شریف

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

تصوف و معرفت
پر حضور سیدنا
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
کی شاہکار
تصنیف

فتوح الغیب

کی فارسی شرح

از: سند المحدثین امام المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

"مظہر لاریب" کا

از: حضرت علامہ
محمد منشا تابش قصوری

طریقت و روحانیت پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ۷۸ مواعظ عالیہ کا

بے مثال مجموعہ

جس میں

- قضا و قدر، فنا و بقاء اور زہد و تقویٰ پر محققانہ گفتگو۔
- سلوک و تصوف، طریقت و روحانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
- صبر اور رضا کی حقیقت، مومن کی آزمائش، قناعت، خشوع و خضوع کے احوال کا بیان
- مجاہدہ اور ریاضت، صفائے قلب و باطن کے طریقے۔
- فقیری کی حقیقت، نظر کی حفاظت، حسد، غصہ، حصول مال اور اتباعِ خواہش سے پرہیز پر بیان۔
- صدق و اخلاص، ورع، صبر، رضا اور شکر کا بیان، نفس اور خواہش نفس کی مخالفت۔
- دعا اور آدابِ دعا، طلب کی حقیقت اور توبہ کا بیان
- اولیاء اللہ کی علامات، سالک کے فرائض اور سالک کے لئے بہت سی ہدایات کا بیان۔

متلاشیانِ حق کے لئے گراں قدر تحفہ

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل، فضائل و کمالات اور معجزات

کا دلکش مجموعہ

البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن

مصنف:

خطیب ملت حضرت مولانا الحافظ قاری

ابوطاہر علامہ محمد بشیر احمد

جس میں حضور پُرنور، نورٌ علیٰ نور منبع کمالات
مفخر موجودات، حبیب کبریا
حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء
کا حلیہ مبارک اور سر اقدس سے لیکر قدم پاک
کے خصائص برکات اور آپ کا حسین وجمیل
سراپا مقدس آیات قرآنی، مستند و معتبر روایات
واحادیث سے اخذ کر کے درج کیا گیا ہے
اور آپ کے ایک ایک عضو مبارک کے اوصاف
جمیلہ کی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔

تصوف و معرفت پر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شاہکار تصنیف

فتوح الغیب کی فارسی شرح

از: سند المحدثین امام المحققین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

"مظہر الاریب" کا اردو ترجمہ

از: حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری

طریقت و روحانیت پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے 78 مواعظ عالیہ کا

بے مثال مجموعہ

خصوصیات

- قضا و قدر، فنا و بقاء اور زہد و تقویٰ پر محققانہ گفتگو۔
- سلوک و تصوف، طریقت و روحانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
- مجاہدہ اور ریاضت، صفات قلب باطن کے طریقے۔
- صدق و اخلاص ورع، صبر رضا اور شکر کا بیان نفس اور خواہش نفس کی مخالفت۔

خلافت و دولت اسلامیہ کی پہلی نو صدیوں کی تاریخ پر
مولانا جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف

تاریخ الخلفاء کا اردو ترجمہ محبوب العلماء

از: حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدیقی

اہم خصوصیات

- خلفائے راشدین، سلطنت بنو امیہ و بنو عباس کے احوال پر جامع تاریخ۔
- خلفاء و سلاطین کی سیر و کردار اور امتیازات کا مفصل اور جامع بیان۔
- خلفاء و سلاطین کے عہد کی فتوحات اور اہم واقعات کا سال بسال تذکرہ۔

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

11۔ گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

Marfat.com